مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین عقائد اہلسنت
قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
نورانیت و حاکمیت
تالیف و ترتیب
مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا
مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی
زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین عقائد اہلسنت

قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نورانیت و حاکمیت

تالیف و ترتیب

مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا ری بریلوی

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی

زاویہ پبلشرز

(C-8 محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248657

موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466

Email:zaviapublishers@yahoo.com

2010ء

باراول.........................1000

ہدیہ.........................200

زیرِ اھتمام........نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5552929
مکتبہ بابا فرید، چوک چٹی قبر، پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی	0213-4944672
مکتبہ برکات المدینہ، بھادر آباد، کراچی	0213-4219324
مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی	0213-2216464
مکتبہ ضیائیہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی	051-5534669
مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد	0321-3025510
مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ	055-4237699
علامہ فضل حق پبلیکیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور	0300-4798782
کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، بوھڑ گیٹ ملتان	061-4545486
رانل بک کمپنی، کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی	051-5541452

فہرست مضامین

باب دوم

انتساب

فقیر مدنی اپنی اس کاوش کی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجددِ اعظم کشتۂ عشق رسالت شیخ الاسلام والمسلمین امام المحدثین سند المتکلمین فقیہہ اعظم امام احمد رضا خان حنفی محدث بریلی علیہ الرحمۃ اور آفتاب علم وحکمت منبع رشد وہدایت محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ فیصل آبادی اور نائب محدث اعظم پاکستان عاشق مدینہ استاذ العلماء حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت سیّدی ومرشدی مولانا محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ آف سمندری کے اسماء مبارکہ سے منسوب کرتا ہوں۔

خادم اہل سنت

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

فون: 04652-421011

موبائل: 0300-4128993

سرمایۂ جاں ہیں شہِ ابرار ﷺ کی باتیں
کس درجہ سکوں دیتی ہیں سرکار ﷺ کی باتیں
جی چاہے کہ ہر آن کروں ذکرِ پیمبر ﷺ
ہوتی رہیں کونین کے سردار ﷺ کی باتیں

تقریظ مبارک

ضیغم اہل سنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب آف میلسی

۷۸۶
۹۲

عزیز گرامی مولانا صوفی محمد کاشف اقبال قادری رضوی رشیدی اطال اللہ عمرہ وزید علمہ وفضلہ مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے تحفظ ودفاع میں لکھنے کا جذبہ صادقہ اور سچا ولولہ رکھتے ہیں یہ استاذ العلماء برادر طریقت حضرت علامہ صوفی محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت اوران کی روحانی برکت کا روح پرور اثر ہے۔

محبی ومخلصی مولانا صوفی محمد کاشف اقبال صاحب سلمہ کی تازہ ترین تالیف مسئلہ نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء واختیارات مصطفوی کے موضوع پر کتاب ''نورانیت مصطفیٰ'' کے بعض اوراق مختلف مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ فقیر نے اس کتاب کو دلائل وشواہد وحقائق سے بھرپور پایا۔ اس کا اسلوب تحریر بھی بہت مؤثر ومنفرد کتاب کا ہر صفحہ مضبوط دلائل کی بندش میں جکڑا ہوا۔

مولیٰ عزوجل عزیز موصوف کی مساعی جمیلہ کو مذکور فرمائے اور اس پرفتن دور میں ہر باطل فتنہ کا ردوابطال کرنے کی توفیق رفیق فرمائے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر محمد حسن علی رضوی میلسی

تقریظ مبارک

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولٰنا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین

نوعمر فاضل عزیز مولانا محمد کاشف اقبال مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ کی متعدد تصانیف میں سے ''عقائد اہل سنت و جماعت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' حصہ اوّل (عقیدہ نورانیت واختیارات) جستہ جستہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ نوعمری کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں عقائد اہل سنت و جماعت میں تصلّب کے ساتھ ساتھ وسیع مطالعہ کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے۔ بعض قنوطیت پسند نوجوانوں کے بارے میں مایوسی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن محمد کاشف اقبال ایسے نوجوانوں کو دیکھ کر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بزرگ علماء اور اہل ثروت اگر ایسے نوجوانوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایسے نوجوان مستقبل میں عظیم مصنف اور مبلغ نہ بن جائیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

لاہور

۶ شوال ۱۴۱۴ھ ۱۹ مارچ ۱۹۹۴ء

تقریظ مبارک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی نبیہ و صفیہ و حبیبہ و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

فقیر نے رسالہ عجالہ نافعہ

چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا۔ مؤلف عزیز مولانا محمد کاشف اقبال مدنی سلمہ کی صغرسنی میں سب جستجو اور طلب صادق پر قابل صد تحسین ہے حوالہ جات درست اور اُن کی برمحل تحریر اُن پر مستزاد ہے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے نئی نسل کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس کوشش اور جدوجہد کو شرف قبول اور مزید توفیق سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوت والتسلیم

کتبہ ابو الفیض محمد عبد الکریم ابدالوی چشتی رضوی خادم دار العلوم چشتیہ رضویہ
خانقاہ ڈوگراں ۱۴۱۴ھ ۲۱ شعبان المعظم بروز بدھ

تقریظ مبارک

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب مدظلہ للعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ نحمدہ و نصلی و نسلم علی سیّد المرسلین و علی ابآءِہٖ و اصحابہ والہ الطبین الطاھرین

اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ ممکن النظیر نہیں بلکہ ممتنع النظیر ہیں۔ آنکھ والوں نے انہیں سراپا نور دیکھا اور دیدۂ کور نے اپنے جیسا!

جہنم کے پل صراط سے گزرنے پر جہنم ندا دے گا۔

(اے مومن جلدی گزر جا تیرے نور نے میرا شعلہ بجھا دیا) میزان الاعتدال۔ ج ۲ صفحہ ۵۰۴

لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے پیارے نبی ﷺ کو نور مان کر خود بھی نوری بن جانا چاہئے۔ ایسے ہی نوری صفت نوجوان مناظر و محقق مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ پر لاجواب کتاب تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں اپنوں اور بیگانوں کے مستند حوالہ جات دیئے ہیں۔ بالخصوص کتاب کا وہ منظر تو قابل ملاحظہ ہے۔ جہاں منکرین نور رسالت اپنے مسلک کے نام نہاد مولویوں کو خود ساختہ نور کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ عدم ظل نبی ﷺ پر اور احادیث کی صحت پر خصوصی بحث اس میں شامل ہے۔

نائب محدثِ اعظم آقائے نعمت عالم باعمل پیکر سنت پیر ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہِ شفقت نے مصنف موصوف کو وہ بلندیاں عطا کیں ہیں۔ کہ مختصر عملی زندگی میں کتابوں کے مؤلف و مصنف ہونے کا اعزاز مل گیا۔ جس میں:

۱۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ بریلوی غیروں کی نظر میں
۲۔ وہابیت کے بطلان کا انکشاف
۳۔ مسائل قربانی اور غیر مقلدین
۴۔ خطرے کی لال جھنڈی

۵۔ فضائل ومسائل رمضان اور بیس تراویح۔ وغیرہ

میدانِ تحقیق کے شہسوار ہونے کے ساتھ آپ میدانِ مناظرہ میں بھی اپنی طرز کا منفرد تشخص رکھتے ہیں۔ مولا تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے بارگاہ غوثیت و بارگاہ رضویت میں آپ کی جملہ مساعی کو دنیٰ فتدلی کا فیضان عطا کرے۔ اور مرشدِ محترم کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فریبِ اہل باطل سے ہمیں آگاہ فرمایا!
یہ اہلِ حق پر احسان وکرم احمد رضا رضی اللہ عنہ کا ہے

الفقیر ابوالحسن
محمد غوث رضوی
سجادہ نشین آستانہ رضویہ رشیدیہ مظہرِ اسلام
سمندری شریف۔ فیصل آباد
03004294460

کتاب نورانیت مصطفےٰ ﷺ پر شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب کی تقریظ مبارک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خوش قسمت ہیں وہ اہل ایمان جو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت پر دل وجان سے ایمان رکھتے ہیں، اس کے احکام پر عمل کر کے زمرۂ اولیاء وصالحین میں شامل ہو جاتے ہیں۔

وہ روحیں کتنی سعید ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حبیب، نبی الانبیاء شفیع روز جزا ﷺ کی رفعتِ شان اور عظمت برہان کے گیت گاتی ہیں اور زندگی کے ہر موڑ اور ہر قدم پر سرکار دو عالم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کو سعادت سمجھتی ہیں اگرچہ سنت غیر مؤکدہ اور سنت زائدہ ہی ہوں۔

فاضل نوجوان مولانا محمد کاشف اقبال مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ، شاہ کوٹ کو مطالعہ کتب کا جنون کی حد تک شوق ہے اور یہ بھی اُن ارجمند روحوں میں سے ہیں جو حضور سید العالمین ﷺ کے فضائل ومناقب تلاش کرتے اور جمع کرتے رہتے ہیں۔

پیش نظر کتاب نورانیت مصطفےٰ ﷺ ان کے حسن عقیدت اور وسعت مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

۲۴ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۴ھ

۲۳ اگست ۲۰۰۳ء

محمد عبد الحکیم

آستانہ قادریہ برکاتیہ

لالہ زار فیز ٹو نزد سلیم سکول

رائیونڈ روڈ لاہور

حرف آغاز

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ہم پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ ہمیں دولت ایمان عطا فرمائی۔ مذہب حق اہل سنت و جماعت عطا فرمایا۔

اس پرفتن دور میں اہل سنت و جماعت پر ہر طرف سے حملوں کی بھرمار ہے بدمذہبی گمراہی کے طوفان زوروں پر ہیں۔ ایمان کے ڈاکو جگہ جگہ پھرتے ہیں۔ اہل سنت پر کفر و شرک کے فتوے لگائے جارہے ہیں۔ قربان جائیں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات پر کہ جنہوں نے ان تمام فتنوں سے اپنے غلاموں کو پہلے ہی خبردار کردیا، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے کہ جو قرآن پڑھے گا۔

جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی۔ اس نے اسلام کی چادر اوڑھ لی ہوگی۔ تو اسے اللہ تعالیٰ جدھر چاہے گا بھگا دے گا۔ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال کر اپنے پڑوس پر تلوار چلانا شروع کرے گا اور شرک کا فتویٰ لگائے گا۔ حضرت حذیفہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرک کا کون حق دار ہوگا۔ جس پر شرک کی تہمت لگائی جائے گی یا جو شرک کی تہمت لگائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شرک کا طعنہ دینے والا خود مشرک ہوگا۔

صحیح ابن حبان ج ۱۲ص ۲۴۸، مسند البزار کشف الاستار ج ۱صفحہ ۱۹۹، مشکل الآثار ج ۲ صفحہ ۳۲۴، المعجم الکبیر ج ۴، صفحہ ۹۸، مسند الشامیین ج ۲، صفحہ ۲۵۴، کتاب المعرفہ والتاریخ ج ۲، صفحہ ۴۵۸، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۵، جامع المسانید والسنن ج ۱صفحہ ۳۰۱

حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آج وہابیہ، دیوبندیہ کا اہل سنت و جماعت پر شرک کا فتویٰ لگانا خود ان کے مشرک ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے عوام اہل

سنت کو ان سے خبردار رہنا چاہئے۔ اور یہ بات اپنے ذہن پر نقش کر لینی چاہئے کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب حق ہے اور اس کے تمام عقائد ونظریات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ تمام صحابہ کرام تابعین تبع تابعین محدثین فقہاء اولیاء اس مذہب پر کاربند رہے۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسی مسلک کی ترجمانی فرمائی ہے۔

اہل سنت وجماعت کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں اور لباس بشری میں تشریف لائے۔ جو آپ ﷺ کے بشر ہونے کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور جو مطلقاً آپ ﷺ کی نورانیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا ہے اور اولیائے کرام کو بھی تصرفات واختیارات عطا فرمائے۔ ان امور کا انکار قرآن وحدیث سے بغاوت ہے۔ ان عقائد اہل سنت پر فقیر نے یہ تحریر کی ہے۔ اس میں بے شمار حوالہ جات سے قرآن وحدیث واکابرین کے دلائل سے اپنا مؤقف ثابت کیا ہے۔ انشاء اللہ المولیٰ خالی الذہن ہو کر ہماری اس تحریر کو پڑھنے والا معاند بھی ہدایت کی روشنی میں آجائے گا۔

یاد رکھنا چاہئے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے جس مسلک کی ترجمانی فرمائی ہے جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کاربند تھے نائب محدث اعظم مولانا محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی فقیر پر خاص نظر شفقت تھی۔ جس کی بدولت فقیر نے دفاع اہل سنت میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب بھی فقیر کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں مولا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

کتاب کی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب مولانا قاری محمد حبیب رضا صاحب اور مولانا محمد ہارون رضا صاحب نے معاونت فرمائی۔

مولا تعالیٰ ان کو جزا عطا فرمائے۔

کتاب کی کتابت و کمپوزنگ ہو چکی تھی۔ اس وقت سے خوشخبری ملی ہے کہ مصنف عبد الرزاق کا وہ نسخہ دستیاب ہو گیا ہے جس میں نور والی حدیث جابر موجود ہے اور وہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے مذہب حق اہل سنت پر استقامت اور اس پر موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم مسلک اعلیٰ حضرت

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری

قدجاء کم من اللہ نور و کتاب مبین

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین عقائد اہل سنت
قرآن وحدیث کی روشنی میں
حصہ اوّل

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی
نورانیت وحاکمیت

از قلم
مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا
مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی

باب اوّل

نورانیت مصطفےٰ ﷺ

حضور ﷺ کے نور ہونے کے دلائل چند ایک یہ ہیں:

قرآن مجید کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ (پ۶ رکوع ۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

تفسیر:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کے تین اقوال ہیں:

قول نمبر ۱: اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے جلیل القدر آئمہ تفسیر کا یہی قول اور اسی پر اتفاق ہے چند ایک تفسیری عبارات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ رَّسُوْلٌ یعنی محمدًا

(تفسیر ابن عباس صہ ۷۲: مطبوعہ مصر)

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور رسول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ آیا۔

۲۔ عمدۃ المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

ان المراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر کبیر ج ۳ صہ ۳۹۵ مطبوعہ مصر)

بے شک نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

۳۔ امام المحدثین حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

قد جاء کم من اللّٰہ نور ھو النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(تفسیر جلالین ص۹۷ مطبوعہ دہلی)

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔

جن کتب تفسیر میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں، طوالت سے بچنے کے لئے ان کے صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

تفسیر قرطبی ج۶ ص۱۱۸، تفسیر خازن ج۲ ص۲۳، تفسیر معالم التنزیل ج۲ ص۲۲، تفسیر روح المعانی ج۶ ص۹۷، تفسیر صاوی ج۱ ص۲۷۵، تفسیر مظہری ج۳ ص۶۸، تفسیر روح البیان ج۲ ص۳۴۸، تفسیر مدارک ج۱ ص۲۶۷، تفسیر سراج المنیر ج۱ ص۳۶۰، تفسیر ابن جریر ج۶ ص۹۲، تفسیر المراغی ج۶ ص۸۰، تفسیر مواہب الرحمٰن ج۶ ص۶۷، تفسیر حسینی ج۱ ص۱۷۰، فارسی ج۱ ص۱۶۴ اردو، محاسن التاویل ص۱۲۱، تفسیر ابو السعود ج۳ ص۱۸، تفسیر حقانی ج۶ ص۲۰ تفسیر زاد المسیر ج۲ ص۱۸۷، تفسیر سواطع الالہام ج۱ ص۱۵ تفسیر الثنابی ج۱ ص۴۵۳، تفسیر بیضاوی ص۱۱۱، ایسر التفاسیر ج۱ ص۶۱۰، تفسیر القرآن الجلیل ج۱ ص۳۹۸، تفسیر الواضح ج۶ ص۴۱ المیزان فی تفسیر القرآن ج۵ ص۲۴۳، شفا ج۱ ص۱۱، نسیم الریاض ج۱ ص۱۱۲، شرح شفا ج۱ ص۱۱۲ مواہب اللدنیہ ج۲ ص۱۴۴، موضوعات کبیر ص۸۶، التواضح العطریہ ص۱۹ مطالع المسرات ص۱۰۴، جواہر البحار ج۳ ص۳۶۱ زرقانی ج۳ ص۱۴۹ شمائل الاتقیاء ص۴۴۲، صحائف السلوک ص۴۲، حاشیہ المورد الروی ص۴۲

دیوبندی وہابی اکابرین کی گواہی

شاہ عبد القادر دہلوی:

لکھتے ہیں کہ:

قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین O تحقیق آئی تم کو اللہ کی طرف سے ایک روشنی کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور (اپنی) کتاب ظاہر کرنے والی احکام شریعت کو، روشنی محمد ﷺ ہیں اور کتاب قرآن ہے۔ (تفسیر موضح القرآن ص۱۰۲ مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے امام ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

(شاہ عبد القادر دہلوی) اپنے زمانہ کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند، قرآن مجید کے با محاورہ اردو ترجمہ اور تفسیر موضح القرآن کے علاوہ آپ کی کوئی اور تصنیف دستیاب نہیں ہوئی ترجمے اور حواشی

میں اختصار زبان اور جامعیت ایسی ہے کہ عربی اور اردو زبان کے محاورات جاننے والے عش عش کر اٹھتے ہیں۔ کسی بزرگ نے سچ کہا ہے کہ اگر قرآن مجید اردو میں نازل ہوتا تو ان محاورات کے لباس سے آراستہ ہوتا جس کی رعایت شاہ عبدالقادر نے برتی ہے۔

(تاریخ اہل حدیث ص۲۸۹ مطبوعہ سرگودھا)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے موضح القرآن کو نافع تر است لکھا ہے۔

(المقالۃ الفصیحۃ ص۱۱۷)

دیوبندی شیخ القرآن غلام اللہ خان نے شاہ عبدالقادر کو امام المترجمین لکھا ہے۔

(جواہر القرآن ص۱۵۴)

رشید احمد گنگوہی:

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ درشان حبیب خود ﷺ فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین، مراد از نور ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہست (امداد السلوک ص۸۵ فارسی)

حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرمایا ہے کہ بے شک آیا تمہارے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب اور نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات ہے۔

(امداد السلوک ص۱۵۷ مطبوعہ لاہور)

قاضی شوکانی:

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

قال الزجاج النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر فتح القدیر ج۲ ص۲۳ مطبوعہ مصر)

زجاج نے کہا کہ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں کہ

قال الزجاج النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر فتح البیان ج۲ ص۲۶۸ مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ)

زجاج نے کہا کہ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

یہی نواب لکھتے ہیں کہ

زجاج نے کہا کہ مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن۔

(تفسیر ترجمان القرآن

قاضی سلیمان منصور پوری:

وہابیہ کے مقتدر عالم قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین O خازن و معالم میں نور کو نبی صلعم[1] ہی کی ذات بتایا ہے۔

(رحمۃ للعلمین ج ۳ ص ۲۲۵ مطبوعہ لاہور)

یہی آیت لکھ کر قاضی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

اس آیت میں وجود باجود نبی کریم کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنی ص ۱۵۴ مطبوعہ لاہور)

وحید الزماں حیدر آبادی:

وہابیہ کے مجتہد مترجم صحاح ستہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

(نور) یعنی حضرت محمد یا دین اسلام (تبویب القرآن حاشیہ ص ۱۴۹)

ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی ج ۲ ص ۹، تفسیر ثنائی سورۃ المائدہ ص ۱۱ مطبوعہ امرتسر)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی رقمطراز ہیں کہ

نور سے مراد محمد یا دین اسلام جو دین ربانی (تفسیر محمدی ج ۲ ص ۲۳)

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اسی آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں کا عطا فرمانا اور ان دونوں نعمتوں پر اپنا احسان ظاہر فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو لفظ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے یاد فرمایا ہے۔

(شرف لمواعظ ص۱۲۸، مواعظ میلاد النبی ص۱۳۸، ثلج الصدور ص۱۲ النور ص۲)

جی یہ چاہتا ہے کہ نور سے مراد حضور ﷺ ہوں۔ (مواعظ میلاد النبی ص۲۳۹، مطبوعہ لاہور)

شبیر احمد عثمانی:

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شاید نور سے مراد خود نبی کریم صلعم[1] اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص۱۴۲ مطبوعہ کراچی)

محمد ادریس کاندھلوی:

دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ
تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے مراد محمد رسول اللہ ﷺ

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص۳۱۱ مطبوعہ لاہور)

قرآن پاک میں آپ ﷺ کو اور قرآن کریم کو نور مبین کہا گیا ہے۔
(بشائر النبین ص۵۷، سیرت المصطفےٰ ج ۳ ص۵۱۶ مطبوعہ لاہور)

کاندھلوی صاحب کی کتاب بشائر النبین انگریزی میں بھی شائع ہوئی ہے اس سے بھی مذکور حوالہ حاضر خدمت ہے۔

IN THE QURAN BOTH THE HOLY PROPHET AND THE QURAN ITSELF ARE CALLED THE LIGHT. (PROPHECIES OF THE PROPHETS PAGE 48)

بادشاہ گل بخاری:

دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے خلیفہ مجاز بادشاہ گل بخاری اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

---

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

یہاں نور سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ (نور و بشر ص۱۰)

محمد اشرف سلیم:

وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم بھی اس آیت میں نور سے مراد حضور سیّد عالم ﷺ کی ذات بتاتے ہیں۔ (شان مصطفےٰ ج ا ص۳۲ مطبوعہ لاہور)

مشتاق احمد:

دیوبندی عالم مشتاق احمد اسی آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ نور سے مراد حضرت رسول اکرم ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔ (التوسل ص۲۲)

یاد رہے یہ کتاب دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن، شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع کی مصدقہ ہے۔

قاری محمد طیب:

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور پہنچا اور نور سے مراد ذات محمدی ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۵ ص۱۲۷ مطبوعہ ملتان)

ابوالکلام آزاد:

دیوبندی وہابی امام ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ

نور سے مراد حاصل قرآن ﷺ کا وجود اقدس ہے اور کتاب مبین قرآن ہے۔

(خطبات ابوالکلام ص۱۱۹)

محمد نعیم دیوبندی:

دیوبندی عالم محمد نعیم لکھتے ہیں کہ

من اللہ نور اس سے مراد کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر انوار القرآن ج ۳ ص۵۹ مطبوعہ دیوبند)

عبدالماجد دریاآبادی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں کہ

نور سے اشارہ ہے رسالت محمدی کی جانب اور کتاب مبین سے قرآن کی جانب۔

(تفسیر ماجدی ج ا ص۲۴۴)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک شائع پمفلٹ میں ہے کہ

اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

(عقیدہ ختم نبوت ص۵ مطبوعہ ننکانہ صاحب

عابد میاں دیوبندی لکھتے ہیں کہ

یعنی لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس نور یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ اور قرآن مجید آ چکا ہے......ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ اس مبارک آیت میں نور سے مراد رحمۃ اللعلمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں فی الحقیقت جناب رسالت مآب ﷺ کا نور مبارک آفتاب اور ماہتاب کے نور سے لاکھوں درجہ زیادہ ہے غور کیجئے کہ چاند ایک حد کے بعد گھٹنے لگتا ہے مگر سبحان اللہ نوری محمدی ﷺ ہر آن اور ہر گھڑی میں دن دوگنا اور رات چوگنا ہے۔

(رحمۃ اللعلمین ص۸۲ مطبوعہ کراچی)

کرم الٰہی دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نکودروی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

اس آیت میں آپ کو نور فرمایا گیا ہے......کیوں کہ تمام کائنات کا مرجع یہی نور ہے۔

سفینہ افضال الرحمٰن ص۳۰۶ مطبوعہ نکودر

عاشق الٰہی میرٹھی:

دیوبندی مقتدر عاشق الٰہی میرٹھی اسی آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ مزید فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کا نور آیا ہے اور واضح بیان کرنے والی کتاب آئی ہے نور سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔

تفسیر انوار البیان ج ۳ ص۷۵ مطبوعہ ملتان

محمد سلیمان عبداللہ وہابی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نور حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (زبدۃ التفسیر ص۱۳۹ مطبوعہ کویت)

Indeed there has come to you from Allah a light (Prophet Muhammad) and a plain Book this Quran. (The Noble Quran Page No. 211)

دوسرا قول:

بعض آئمہ تفسیر نے یہ بھی فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں نور اور کتاب دونوں سے مراد حضور ﷺ ہیں:

محدث جلیل ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

نور اور کتاب سے قرآن پاک مراد لینے والوں کو کہا جائے گا۔ کہ یہاں ان دونوں کو حضور ﷺ کی نعت اور صفت بنانے میں کیا رکاوٹ اور دشواری ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس نور ہی نہیں بلکہ انوار کا سرچشمہ ہے۔ اور روشن کتاب بھی ہے کیوں کہ آپ ﷺ تمام اسرار الٰہی کے جامع احکام شرعیہ کے شارح اور اخبار واحوال سے آگاہ فرمانے والے ہیں۔ (شرح شفا ج ا ص۱۱۴)

رئیس المفسرین علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ نور اور روشن کتاب دونوں سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد لی جائے، کیوں کہ ان کا اطلاق حضور ﷺ کی ذات اقدس پر بلاشبہ ہوتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج۶ ص۹۷)

تیسرا قول:

اس آیت کریمہ میں نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن پاک ہے اس قول کو آئمہ تفسیر نے رد کر دیا ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس قول کے متعلق لکھتے ہیں کہ

هذا ضعیف لان العطف یوجب المغائرۃ بین المعطوف والمعطوف علیہ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹۵)

یہ قول ضعیف ہے کیوں کہ عطف معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغائرت ثابت کرتا ہے۔

اب دیکھئے یہ قول (۳) کس کا ہے علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ابو علی جبائی نے کہا کہ نور سے مراد قرآن ہے...... زمخشری نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ (روح المعانی ج ۶ ص ۹۷)

زمخشری نے تفسیر کشاف ج ا ص ۶۱۷ پر یہی نقل کیا ہے۔

زمخشری کا نام جار اللہ ہے اور زمخشری نام سے مشہور ہیں۔ یہ معتزلی تھے زمخشری نے اپنی کنیت بھی ابوالمعتزلہ رکھی تھی معتزلہ ایک گمراہ ٹولہ تھا۔

زمخشری کے متعلق علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

وکان صاحب الکشاف یکنی نفسہ ابا المتزلۃ (نبراس ص ۲۸)

اور دوسرا ابو علی جبائی بھی معتزلی تھا علامہ عبدالعزیز پرہاروی ہی لکھتے ہیں کہ ابو علی جبائی جس کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا بصرہ کے معتزلہ میں سے تھا۔ (نبراس ص ۲۹)

تبصرہ:

اس آیت کریمہ اور ان تفصیلی حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکا کہ حضور ﷺ نور ہیں۔

۲۔ ارشاد ربانی ہے کہ

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون (پ ۱۰ سورۃ توبہ رکوع ۱۱)

(کفار ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ اور اللہ ان کے ارادوں کا مخالف ہے۔ مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا، اگرچہ کافر پسند نہ کریں۔

۳۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (پ ۲۸ رکوع ۹)

یہ لوگ (کفار) ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ کافر پسند نہ کریں۔

ان آیات کریمہ میں اللہ کے نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

امام المحدثین حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

عن الضحاك رضی الله عنه فی قوله یریدون ان یطفؤا نور الله یقول یریدون ان یهلك محمداً صلى الله علیه وسلم (تفسیر در منثور ج ۳ ص ۲۳۱)

محدثین کرام کی جن کتب میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں ان کے صرف حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

(تفسیر نسفی ج ۲ ص ۹۴ تفسیر سواطع الالہام ج ا ص ۲۴۹، تفسیر ابن جریر ج ۲۸ ص ۵۳، تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۴۹، موضوعات کبیر ص ۸۶، روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸، مطالع المسرات (استنادا) ص ۱۰۴، نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۹۶)

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

مشیت الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے یہی حال حضرت محمد ﷺ کے مخالفوں اور ان کی کوششوں کا ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۱۶۷)

۴۔ ارشاد ربانی ہے کہ

اللہ نور السموت والارض مثل نوره کمشکوٰة فیہا مصباح (پ ۱۸ رکوع ۱۱)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

اس آیت کریمہ میں مثل نورہ (اس کے نور کی مثال) سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

مثل نوره و قال سعید بن جبیر والضحاك هو محمد صلى الله علیه وسلم

(تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۳۴۴، شفا ج ا ص ۱۷)

حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔ (شفا ج ا ص ۱۷، نسیم الریاض ج ا ص ۱۳۱)

محدثین کی جن کتب میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں ان کے صرف حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۴۰۳، تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۱۴۱، تفسیر خازن ج ۵ ص ۶۳، تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۶۶، تفسیر ابن جریر ج ۱۸ ص ۹۸، تفسیر زادالمسیر ج ۵ ص ۳۸۲، تفسیر در منشور ج ۵ ص ۵۵، تفسیر سواطع الالہام ج ۲ ص ۶۱، تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۲۲، تفسیر حقانی ج ۳ ص ۳۸۳، تفسیر نیشاپوری ج ۱۸ ص ۹۳، زرقانی ج ۳ ص ۱۸۳، شفا ج ا ص ۱۷، شرح شفا ج ا ص ۱۰۹، نسیم الریاض ج ا ص ۱۴۱، المورد الروی ص ۴۵، جمع الوسائل ج ا ص ۴۷، اشعۃ اللمعات ج ا ص ۲۵۷، جواہر البحار ج ا ص ۶ مطالع المسرات ص ۱۰۴ اشمائل الاتقیاء ص ۴۴۲)

اعلیٰ حضرت بریلوی:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

حافظ لکھنوی وہابی:

حافظ لکھنوی وہابی بھی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

ابن عباس نے کعب احباروں وچ معالم لیایا
جو نور اللہ دا نبی محمد ﷺ سینہ طاق ٹھہرایا

(تفسیر محمدی ج ۴ ص ۳۰۱)

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یایھا النبی انا ارسلنك شَاهِدًا و مبشرا وَنَذِيْرًا۔ وداعیا الی اللّٰه باذنه و سراجا منیرا (پ ۲۲ رکوع ۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی ﷺ) بے شک ہم نے تجھے بھیجا، حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا، اور ڈر سناتا، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

فھو السراج الكامل فی الاضاءة ولم یوصف بالوھاج لان المنیر ھو

الذی ینیر من غیر احراق بخلاف الوهاج (مواہب اللدنیہ ج ۱ص۱۷۱)

حضور ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں، اور سورج کی طرح وہاج (جلانے والا) کی صفت سے متصف نہیں بلکہ منیرا فرمایا کیوں کہ منیر اس کو کہتے ہیں جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں وہاج کے خلاف، (اسی مفہوم کے لیے دیکھئے):

(زرقانی ج ۳ص۱۷۱، بیان المیلاد النبوی ص۹، مدارج النبوت ج ۱ص۱۸۱ روح البیان ج ۷ص۱۹۷)

ابن قیم:

دیوبندی وہابی مذہب کے امام ابن قیم رقمطراز ہیں کہ

اللہ نے آپ ﷺ کا نام سراجا منیرا روشن چراغ رکھا۔ (زادالمعارج ۲ص۸۳)

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

ہمارے حضور جو دنیا میں تشریف لائے، تو سراپا نور بن کر آئے ہیں، کہ خود بھی منور ہیں اور دوسروں کی ظلمت کو بھی نور سے مبدّل فرماتے ہیں۔ (نور النور ص۳۷، مواعظ میلاد النبی ص۲۵۳)

مزید لکھتے ہیں کہ

تو چراغ کی طرح آپ ﷺ میں بھی علاوہ خود نورانی ہونے کے دو صفتیں ہوئیں، ایک یہ کہ آپ دوسروں کو منور کرتے ہیں، دوسرے یہ کہ آپ بعضوں کو منور بنانے والے ہیں۔ (الرفح والوضح ص۹، مواعظ میلاد النبی ص۴۸۳)

شبیر احمد عثمانی:

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

آپ آفتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی۔ سب روشنیاں اسی نور اعظم (حضور ﷺ) میں محو ومدغم ہوگئیں۔

(تفسیر عثمانی ص۵۵۰)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

اکابرین دیوبندی کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو
دیکھتے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث

(گلزار معرفت ص۸ کلیات امدادیہ)

مفتی محمد شفیع دیوبندی:

دیوبندی مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی لکھتے ہیں کہ
سراج کے معنی چراغ اور منیر کے معنی روشن کرنے والا ہے آنحضرت ﷺ کی پانچویں صفت اس (آیت) میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ آپ روشن کرنے والے چراغ ہیں۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۷، سیرۃ رسول اکرم ص ۴۶۸)

عابد میاں:

دیوبندی عابد میاں سورتی لکھتے ہیں کہ
سورج نور فانی ہے مگر حضور اکرم ﷺ کا نور مبارک دن دونا رات چوگنا ہے۔

(رحمۃ اللعلمین ص۱۱۲)

قاضی زاہد الحسینی:

دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے خلیفہ قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ فامسی سراجا منیرا یلوح کما لاح الصیقل المھند (دیوان حسان بن ثابت)

آپ ایسا چراغ ہیں جو ہمیشہ روشنی دیتا رہے گا، اور آپ یوں چمکتے ہیں جیسے مقیل شدہ تلوار چمکتی ہے۔ (رحمت دو عالم ص۲۶ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی ترجمان:

دیوبندی ترجمان لکھتا ہے کہ
یہ وہ در ہے کہ جس در پر بصیرت نور پاتی ہے یہ وہ گھر ہے جہاں ہوتے ہیں اہل نظر پیدا۔

(ماہنامہ الرشید جنوری ۱۹۸۰ء)

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض گزار ہیں کہ

یا یها الشمس الرفیع مکانه صاء ت بنورك مساحة الترابا

اے بلند مقام آپ ﷺ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔

(نفح الطیب ص۶۰ مآثر صدیقی ج۲ ص۳۱)

حکیم صادق سیالکوٹی:

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

منیر کے معنی ہیں روشن کرنے والا، وہ شے جو خود بھی روشن ہو اور دوسری شے کو بھی روشن کرے۔ (جمال مصطفےٰ ص۱۳)

اسمائیل سلفی:

وہابیہ کے مقتدر عالم اسمائیل سلفی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کے نور کو سورج اور چاند کے نور سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ (فتاویٰ سلفیہ ص۱۸)

خطبات ثنائی:

وہابیہ کی اس کتاب میں ہے کہ

منیر کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہستی خود تو نور ہے جو اس کے دامن رحمت میں آیا وہ بھی نور ہو گیا۔ (خطبات ثنائی حاشیہ ص۸۱)

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی:

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو حق تعالیٰ نے سراجاً منیرا بنایا۔ پس وہاں سے روشنی آنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے اوّل یہ کہ وائرنگ درست ہو یعنی پیرو مرشد متبع سنت صحیح العقیدہ صالح العمل ہو، کہ

آنخضرت ﷺ سے تعلق قلبی رکھتے ہوئے وہاں سے نور حاصل کرے اور پھر اس کا عکس مرید پر ڈالے۔ (تفسیر سورت کہف صہ۶۲ مطبوعہ امرتسر)

مزید لکھتے ہیں کہ

نبی صلعم[1] آفتاب عالمتاب ہیں اور صدیق وشہید اور صالحین جو آپ سے نور حاصل کرنے والے ہیں آپ کے خلفاء ہیں۔ چنانچہ آنخضرت کی نسبت یایھا النبی انا ارسلنک شاھدًا الی الاخر الایۃ (واضح البیان صہ۳۳۹)

مزید لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ نے جہاں ذات اقدس حضور اکرم ﷺ کو سارے عالم اور عالمیان کے لیے رحمت بنایا ہے وہاں آپ ﷺ کو سراجا منیرا (آفتاب عالمتاب) بھی فرمایا ہے کہ دنیا جہان کے لوگ آپ ﷺ سے نور قلبی حاصل کریں۔ (سراجا منیرا صہ۸)

عربی زبان میں منیراً لازم بھی ہے اور متعدی بھی لازم کا مفادیہ ہے کہ وہ روشن ہے اور متعدی کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کو روشنی دینے والا ہے۔ (سراجا منیرا صہ۹)

قاضی سلیمان منصور پوری:

دیوبندیہ وہابیہ کے مقتدر عالم قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

قرآن مجید نے نبی ﷺ کو سراجا منیرا کہا ہے اور یہ بتلا دیا کہ حضور کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک دور کا باصرہ اور بصیرت افزا ہے۔ (سیّد البشر ج۲ صہ۵)

مزید لکھتے ہیں کہ نظام شمسی میں آفتاب کا بہت بڑا درجہ ہے، کیوں کہ نظام ھذا کے جملہ سیارگان کا قبلہ اعظم جس کا طواف ان اجرام پر لازم ہے۔ یہی نیّر اکبر ہے عالم کون و فساد میں بھی آفتاب کی بہت بڑی ضرورت ہے اس کی حرارت اس کا نور ہر اک شے کے وجود اور قیام پر گہرا اثر رکھتا ہے ہاں عالم مادی کا آفتاب ایسا ہی ہے اب خداوند کریم عالم روحانی سے نیّر اعظم (رسول اللہ ﷺ) کو اپنے نور میں دکھلاتا ہے اور سیدنا و مولانا

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

محمد رسول اللہ کو سراجاً منیرا کے خطاب سے روشناس عالم فرماتا ہے سچ ہے کہ جملہ سیارگان سماءِ نبوت کا مدار اعظم یہی ہے۔ اور عالم شریعت کی بقائے دوام کی علت اولیٰ بھی (ﷺ)

آفتاب رات کی تاریکی دور کرتا ہے اور سراج منیر نے ظلمت کفر و شرک کو محو کر دیا ہے آفتاب کی روشنی سب تاروں پر چھا جاتی ہے انہیں چھپا لیتی ہے سراج منیر کی شریعت بھی تمام شریعتوں کی مہیمن ثابت ہوتی ہے اور آفتاب کی روشنی جرائم روک دیتی ہے سراج منیر کے نور نے بھی معاصی کو بند کر دیا ہے

آفتاب ایک وقت میں جاہلیت کی ظلمت جہالت کی تاریکی کفر و شرک کی سیاہی رسوم کے اندھیر رواج کی گھٹا تقلید کی اندھیاری کو اپنی نورانی شعاعوں سے اٹھا کر دلوں کو نور ایمان سے دماغوں کو عقائد صحیحہ کی لمعات سے آنکھوں کو کتاب مبین کے مطالعہ سے خلاء کو نورانی تعلیم سے دھندلے تذبذب کو دلائل ساطعہ سے تاریک ظنوں کو براہین مبینہ سے روشن فرما دیا اسی روشنی میں ہر ایک نے حقیقت اشیا کو دیکھا اور ہر ایک کی نگاہ خود اپنے آپ کو بھی دیکھ سکنے کے بھی قابل ہوئی وہ جو انسانیت کی حقیقت کو فراموش کر بیٹھے تھے اب خود اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ثابت ہوئے۔ وہ جو عمایات سے راہ و رہنما گم کردہ تھے اب خود خضر راہ بنے۔

بعض شپر چشم آفتاب کی روشنی میں چندھیا جاتے ہیں اور بعض بوم طبع رات کی تاریکی ہی میں پر و بال کھولتے ہیں یہی حال ان تیرہ درونوں کا ہے جو انوار محمدی کی تاب نہیں لا سکتے اور ضوء رسالت سے مستنیر نہیں ہوتے مومنین کو تو اس سراج ربانی پر پروانہ وار نثار ہونا ضروری ہے۔ (رحمۃ للعلمین ج ۳ ص ۲۹۸)

قاری محمد طیب دیوبندی:

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب لکھتے ہیں۔

اس موقعہ پر آپ کے ذہن میں شاید یہ کھٹک پیدا ہو کہ سراج کے معنی تو لغت عرب میں چراغ کے ہیں، سورج کے نہیں، اس لیے اس آیت میں اگر آپ کو تشبیہ دی گئی ہے تو روشن چراغ سے الخ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس تشبیہ سے آپ کے ہمہ گیر

کمالات پر کوئی جامع روشنی ہی پڑسکتی ہے تو پھر سراج سے سورج کیسے مراد لے لیا گیا۔
جواباً عرض ہے کہ جہاں تک لغت کا تعلق ہے عربی زبان میں سراج کے معنی محض چراغ ہی کے نہیں بلکہ سورج کے بھی آتے ہیں چنانچہ لسان العرب کی تیسری جلد میں والشمس سراج النھار (آفتاب دن کا چراغ ہے کہہ کر آفتاب کو چراغ کہا گیا ہے جس سے واضح ہوا کہ لغت میں شمس چراغ کو بھی کہتے ہیں اور پھر والسراج الشمس چراغ سورج ہے کہہ کر چراغ کو آفتاب کہا گیا ہے جس سے واضح ہوا کہ لغت میں سراج سورج کو بھی کہتے ہیں آگے صاحب لسان العرب نے اس پر اس آیت کریمہ سراجا منیرا کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے نزدیک بلحاظ لغت اور بلحاظ تفسیر اس آیت میں سراج کے معنی چراغ کے بھی لئے جاسکتے ہیں اور سورج کے بھی چنانچہ اس کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انما یرید مثل السراج الذی یستضاء بہ اومثل الشمس فی النور والظھور

بلاشبہ اس آیت میں سراج منیر سے حق تعالیٰ نے حضور[1] کو یا چراغ کی مثل فرمایا ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا آفتاب کی مانند فرمایا ہے نور میں اور ظہور میں۔
اس سے واضح ہے کہ سراج منیر سے حضور کو آفتاب سے تشبیہہ دیا جانا لغت کے عین مطابق ہے تفاسیر کو دیکھا جائے تو ان کی رو سے بھی سراج کے معنی چراغ اور آفتاب دونوں کے لئے جاسکتے ہیں صاوی حاشیہ جلالین میں لکھتے ہیں:

قولہ و سراجا یحتمل ان المراد بالسراج الشمس وھو ظاھر ویحتمل ان المراد بہ المصباح

سراج منیر کے معنی میں دونوں احتمال ہیں ایک یہ کہ سراج سے مراد آفتاب ہو اور یہی ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے مراد چراغ ہو۔
بیضاوی کے محشی نے بھی آیت میں دونوں احتمالوں کا ذکر کیا ہے کہا ہے کہ

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وھو الشمس لقولہ تعالیٰ وجعل الشمس سراجا اوالمصباح

سراج منیر جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا تو اس سے مراد آفتاب ہے کیوں کہ قرآن نے آفتاب ہی کو سراج کہا ہے یا چراغ مراد ہو۔

حافظ ابن کثیر محدث اپنی مشہور و مقبول تفسیر میں لکھتے ہیں:

قولہ وسراجا منیرا ای وامرك ظاھر فیما جئت بہ من الحق کاشمس فی اشراقھا واضاءتھا لایجحدھا الامعاند

سراج منیر کے معنی یہ ہیں کہ اے پیغمبر تمہارا معاملہ تمہاری لائی ہوئی شریعت کے بارہ میں ایسا نمایاں اور واضح ہے یعنی تم اپنے امر میں ایسے روشن اور کھلے ہوئے ہو جیسے سورج اپنی چمک دمک میں نمایاں ہوتا ہے کہ معاند کے سوا کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

بہر حال تفسیروں کا رخ اس بارہ میں واضح ہے کہ سراج سے سورج بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ اور لیا گیا ہے چنانچہ ابن کثیر نے احتمال کے طور پر نہیں بلکہ یقین کے ساتھ واضح کر دیا کہ یہاں سراج سے سورج ہی مراد ہے اس لیے لغت اور تفسیر دونوں اس پر متفق ہیں کہ یہاں سراج سے آفتاب مراد لیا جانا لغت اور تفسیر دونوں کے لحاظ سے درست اور صحیح ہے۔

لغت اور تفسیر کے علاوہ اگر عین قرآن پر نظر کی جائے تو اس سے تو نمایاں طور پر واضح ہوتا ہے۔ کہ یہاں سراج منیر کے معنی آفتاب ہی کے لیے گئے ہیں اور ذات بابرکات نبوی کو آفتاب ہی ثابت کرنا مقصود ہے کیوں کہ قرآن حکیم کی اصطلاح میں سراج لقب ہی آفتاب کا ہے اور اس سے سورج ہی مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ قرآنی تعبیر میں چاند کا لقب نور ہے اور اس سے چاند ہی مراد ہوتا ہے چنانچہ سورہ نوح میں چاند کو نور اور سورج کو سراج فرمایا گیا ہے ارشاد

وجعل القمر فیھن وجعل الشمس سراجا

اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا

بلکہ قرآن کے عرف میں سورج کا یہ لقب (سراج) اس قدر معروف اور متعین ہے کہ اگر سورج کا نام لئے بغیر ہی سراج کا ذکر کر دیا جائے تو اس سے سورج کے سوا کوئی اور شے

مراد ہی نہیں ہو سکتی چنانچہ سورۂ فرقان میں چاند کو منیر فرما کر اس کے متقابل سورج کا صرف یہ لقب (سراج) ہی ذکر کر دیا جانا کافی سمجھا گیا ہے جس سے خود بخود سورج ہی ذہنوں میں آ جاتا ہے ارشاد خداوندی ہے

وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا

اس آیت سے تو یہ واضح ہوا کہ قرآنی عرف میں سراج آفتاب ہی کا لقب ہے اور قرآن کی اصطلاح میں سراج آفتاب ہی کو کہتے ہیں اب غور کیجئے کہ ایک طرف تو قرآن نے سورج کا مخصوص لقب سراج بتلایا ہے اور ادھر قرآن ہی نے نبی کریم ﷺ کو بھی سراج فرمایا ہے جیسا کہ آیت و سراجا منیرا سے واضح ہے تو لقب کی اس وحدت سے کہ سورج بھی سراج ہے اور حضور بھی سراج ہیں اور سراج کے معنی قرآنی عرف میں آفتاب کے ہیں حضور کا آفتاب ہونا آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے حاصل یہ ہوا کہ اگر سورج کا مخصوص لقب سراج ہے اور وہی سراج حضور کا بھی لقب ہے تو قرآنی اصطلاح کے مطابق حضور آفتاب ثابت ہوئے جو تشبیہ کا حاصل ہے اور خلاصہ یہ نکل آیا کہ اگر سورج فلکی آفتاب ہے تو حضور ملکی آفتاب ہیں وہ افق آسمان سے طلوع کرتا ہے تو یہ افق زمین سے جس سے اس تمثیل کی نوعیت کھل کر سامنے آ جاتی ہے الحاصل اولاً لغت سے پھر تفسیر سے اور پھر عین قرآن سے ثابت ہوا کہ سراجاً منیراً میں سراج کے معنی آفتاب کے ہیں اور یہاں اس کا مصداق ذات بابرکات نبوی ہے تو حضور کی ذات اقدس بلحاظ لغت و تفسیر و قرآن آفتاب ثابت ہوئی اور نمایاں ہو گیا کہ اس آیت میں حضور ﷺ کو آفتاب سے تشبیہ دینی مقصود ہے جو ہمارا مدعا تھا۔ (آفتاب نبوت ص۲۳ تا ۲۷)

لیکن آفتاب نبوت کا حق تعالیٰ نے سراج فرما کر اس کا لقب وہاج کے بجائے منیر ذکر فرمایا جو چاند کی شان ہے چنانچہ چاند کو قرآن نے منیر اور نور فرمایا ہے (وقمرا منیرا و القمر نورا) جس میں روشنی کے ساتھ ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے اس لئے منیر کے معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی (ذات نبوی) میں روشنی تو سورج کی سی ہے جس میں چاند کا سا دھیما پن نہیں کہ ظلمت شب کا فور نہ ہو سکے مگر ٹھنڈک چاند کی سی ہے۔

جس میں سورج کی سی سوزش اور تپش نہیں کہ اذیت دہ ثابت ہو۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ مادی سورج نار ہے اور روحانی سورج نور ہے اس سے دونوں آفتابوں کی روشنی اور نورانیت کی نوعیتوں کا فرق واضح ہوگیا کہ ایک ناری ہے اور ایک نوری۔ (آفتاب نبوت ص۲۸)

بخلاف روحانی آفتاب کے کہ وہ ناریت کی بجائے نورانیت کا پیکر ہے جس میں روشنی کی ساتھ ٹھنڈک اور سلامتی ہے اور ظاہر ہے کہ نور وسلامتی کا مخزن جنت ہے چنانچہ جنت کی ہر چیز میں راحت ونورانیت ثابت ہے۔ (آفتاب نبوت ص۲۹)

بلکہ یہ آفتاب اس کا نمائندہ ہو کہ وہاں سے نور وسلامتی جذب کرتا ہو اور دنیا پر پھینکتا ہو۔ چنانچہ آپ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے۔ بات کرتے وقت بنص حدیث آپ کے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آتا۔ بینی مبارک (ناک) کا فور کی وجہ سے بلند محسوس ہونا چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا بنص حدیث کان الشمس تجری فی وجھہ (گویا) آفتاب آپ کے چہرے میں گھوم رہا ہے چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کے علامات وآثار ہیں کہ یہ روحانی آفتاب ان انوار کے ہجوم کی وجہ سے اسی مخزن نور (جنت) سے مناسبت رکھتا ہے۔ (آفتاب نبوت ص۲۹ تا ۳۰)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

۱۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اول ما خلق اللہ نوری

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

شرح شفاء ۴۲۴ تواریخ حبیب اللہ ص۳ مدارج النبوت ج ۲ ص۲ مطالع المسرات ص۲۲۱ جواہر البحار ج ا ص۲۳۰ روح البیان ج ا ص۵۴۸ تفسیر حسینی ج ا ص۱۶۴ انفاس رحیمیہ ص۱۳، تفسیر عرائس البیان ج ا ص۲۳۸ تفسیر نیشا پوری ج ۸ ص۵۵ زرقانی ج ا ص۳۷ بیان المیلاد النبوی ص۲۰ ارشاد الطالبین ص۶۱ شرح قصیدہ امالی ص۳۵ بہجۃ الاسرار ص۱۲، مکتوبات مجدد الف ثانی ج ۲ ص۶۳، فیوض الحرمین ص۱۲ قصص الانبیاء ص۳۴ ۳ روح المعانی ج ۸ ص۷۱ فتاوی مہریہ ص۹ سر الاسرار ص۱۲ مرصاد العباد ص۲۰ الیواقیت والجواہر ج ۲ ص۳۰، عجالہ بردو سالہ ص۵۹ مجربات امام غزالی ص۶۳ ۲، مرقاۃ ج ا ص۱۹۴ معارج النبوت ج ا ص۳۴۱ خزینہ معرفت ص۲۱، صحائف السلوک

ص۰۷، شواہد النبوت ص۲۶، افضل القریٰ ص ۱۵۔

یہی حدیث وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسمٰعیل دہلوی نے یک روزہ فارسی ص۱۱، دیوبندی مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن ج ۳ ص۵۱۰، دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے فتاوٰی رشدیہ ص۸۱، دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن کے والد ذوالفقار دیوبندی نے عطر الوردہ ص۲۹۔ دیوبندی قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص۲۳۹ خطبات حکیم الاسلام ج ۴ ص۵۴۳، دیوبندی ادریس کاندھلوی نے عقائد الاسلام ج ۲ ص۷، دیوبندی حسین احمد مدنی نے شہاب الثاقب ص۴۷، دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص۲۴، دیوبندی انور شاہ کشمیری نے انوار الباری ج ۵ ص۱۵۹، دیوبندی عالم نور الٰہی نے منظوم قصص الانبیاء ص۱۷۶، دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۷، دیوبندی مفتی رشید احمد نے احسن الفتاوٰی ج ۱ ص۵۱۰، مولوی اصغر حسین دیوبندی نے علم الاولین ص۳، اشرف علی تھانوی نے ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص۲۰۵ پر یہ حدیث نقل کی ہے۔

وہابیہ کے علامہ وحید الزماں نے وحید اللغات ج ۴ ص۱۵۶۔ دیوبندی عالم سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں کہ امام قسطلانی اور علامہ زرقانی بلاشبہ اوّل ما خلق اللہ نوری کو نقل کرتے اور بظاہر اس کو ترجیح دیتے ہیں اتمام البرہان ص۲۶۵

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اس حدیث کو مشہور اور معنًی صحیح تسلیم کیا۔

الرفع والوضع ص۲۴ مواعظ میلاد النبی ص۴۹۳

۲۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد محدث عبد الرزاق اپنی مصنف میں روایت درج کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔

یاجابر و ان اللّٰہ تعالٰی خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ

اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

مصنف عبد الرزاق مواہب اللدنیہ ج ۱ ص۳۴ زرقانی ج ۱ ص۴۷، انوار محمدیہ ص۲۶ فتاوٰی حدیثیہ ص۲۸۹، مطالع المسرات ص۲۱۰ حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۸، روح المعانی ج ۷ ص۱۹۶ عقیدۃ الشمد ص۳۷، مدارج النبوت ص۳۶۰ فتوحات احمدیہ ص۵، اربعین ص۸۶ شرح قصیدہ ہمزیہ ص۱۵۔ مدح خیر البریہ ص۱۵ تاریخ الخمیس ج ۱ ص۲۰ جواہر البحار ج ۴ ص۲۲۰، سیرت حلبیہ ج ۱ ص۳۱ السراج المنیر وبسیرتہ استنفر ص۱۲، المورد الروی ص۴۴۔ حاشیہ المورد الروی ص۴۲ الآثار المرفوعہ ص۲۳۔ کشف الخفاء ج ۲ ص۲۶۵، مجربات امام غزالی ص۲۶۳ الدر البہیہ ص۴ معارج النبوت ج ۱ ص۳۴۹ نزہۃ المجالس ص۴۰

یہی حدیث پاک دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب مت مواعظ میلاد النبی ص۴۹۳، الرفع والوضع ص۱۹، امداد الفتاوٰی ج ۵ ص۷۹ تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص۲۸۶، تھانوی ہی کے خلیفہ کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۶۹ تھانوی ہی کی معتقد نے ذکر النبی ص۲۵ دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ سید بادشاہ گل بخاری نے نورو

بشریٰ ص۱۴، دیو بندی شیخ ہند محمود الحسن کے والد محمد ذوالفقار نے عطر الوردۃ ص۲۵ دیو بندی عابد میاں سورتی نے رحمۃ للعلمین نے منظوم قصص الانبیاء ص۲، دیو بندی قاضی عبید اللہ نے تفسیرات عبیدیہ، دیو بندی محمد ادریس کاندھلوی نے مقدمہ مقامات حریری ص۱، دیو بندی مفتی جمیل احمد تھانوی نے سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر (مضمون نبی کل کائنات) ج ۲ ص۲۳۴

اس حدیث مبارک کو نقل کر کے دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیوں کہ جن جن اشیاء کے نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ص۷)

اعتراض:

یہ حدیثِ جابر مصنف عبدالرزاق میں موجود نہیں ہے۔

جواب:

پہلی بات یہ ہے کہ ہم تو صرف ناقل ہیں جلیل القدر محدثین نے مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کیا ہے حوالہ جات درج کیے جا چکے ہیں اب مخالفین ہی ان محدثین کے بارے نہ جانے کیا فیصلہ دیتے ہیں۔

۲۔ یہ حدیث دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۶ اور وہابیہ کے محدث عبد اللہ روپڑی نے فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص۲۰۲ اور نور محمدی کی پیدائش ص۲۵ وہابیہ کے حبیب الرحمٰن کاندھلوی نے مذہبی داستانیں ج ۱ ص۶۸ پر مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کی ہے اب تو یہ دیو بندی وہابی ہیں بتائیں کہ ان کے یہ بڑے بزرگ جھوٹے ہیں یا اس بات میں سچے۔

۳۔ یہ اعتراض تو تب درست تھا جب ناشرین کو اس کا مکمل نسخہ مل گیا ہوتا اس کے مرتب اور ناشر نے کتاب الطہارۃ کی ابتداء میں یہ نوٹ دیا ہے کہ اس جلیل دفتر (مصنف عبدالرزاق) کی طباعت اور تیاری کے سلسلے میں جن نسخوں کا ہمیں علم ہوا یا ہم نے مخطوطے یا فوٹو کاپی کی صورت میں حاصل کئے ان کی تفصیل آپ مقدمہ میں پائیں گے۔ انشاء اللہ وہ سب ناقص ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص۳ مطبوعہ بیروت)

ناشرین تو اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں مکمل نسخہ نہیں ملا اب فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے کہ جن لوگوں کے پاس مصنف کا اصل نسخہ مکمل موجود ہی نہیں ہے۔ان کی یہ بات کیسے تسلیم کی جائے۔

دوسرا اعتراض:

من نورہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ذات الٰہی کے مادہ سے اور اس کا جز ہیں یہ تو کہنا صریح کفر ہے۔

جواب: یہاں من تبعیضیہ نہیں ابتدائیہ اتصالیہ ہے۔

۱۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ نفخت فیہ من (رومی ص۱۴ ارکوع ۳)

اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ اور میں نے اس (حضرت آدم) میں اپنی روح سے روح پھونکی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ وکلمتہ القھا الی مریم و روح منہ (پ۶ رکوع ۳) اور اس (اللہ کا کلمہ (حضرت عیسیٰ) کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کی روح سے (روح

اب بتایئے کیا اللہ کی روح ٹکڑوں (حصوں) میں تقسیم ہوگئی۔

وما ھو جوابکم فھُوَجوابنا

امام صاوی آلوسی اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے کلمے سے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ایک دفعہ ایک عیسائی ہارون الرشید کے پاس آیا تو اس کے پاس حسن بن علی واقدی بیٹھے تھے عیسائی نے کہا تمہارے قرآن میں حضرت عیسیٰ کو اللہ کا جز لکھا ہے کہا گیا وہ کون سی آیت ہے تو اس نے ان اللہ یبشرك بکلمة منہ پڑھی اور کہا کہ من تبعیضیہ ہے اس کا تقاضہ یہی ہے تو حسن نے کہا کہ یہاں من تبعیضیہ لیا جائے تو سَخَّرَلکُمْ ما فی السموت وما فی الارض جمعیا منہ میں بھی من تبعیضیہ لیا جائے گا تو ثابت ہوگا کہ سب چیزیں اللہ کی جُز ہیں اس پر عیسائی لاجواب ہوگیا۔ (تفسیر صاوی ج ا ص۱۵۴ روح المعانی ج ۲ ص۲۳)

امام صاوی مزید لکھتے ہیں کہ

اور کوئی بات نہیں من ابتدائیہ علیحدہ ہے جیسا ان اللہ خلق نور نبیك من نورہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو مادے کے واسطے کے بغیر پیدا فرمایا۔ (تفسیر صاوی ج ا ص ۱۵۴)

امام زرقانی من نورہ کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ

یعنی اس نور سے پیدا کیا جو ذات باری تعالیٰ کا عین ہے یہ مطلب نہیں کہ اللہ کی ذات اس نور کا مادہ تھا بلکہ آپ ﷺ کے نور کے ساتھ کسی چیز کے واسطے کے بغیر رب تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہو۔ (زرقانی ج ا ص ۳۸)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ :

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ من نورہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الٰہی ذات رسالت کے لئے مادہ ہے جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا یا عیاذ باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک ہے۔ (صلاۃ الصفاء ص ۱۳ مطبوعہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ

حاش للہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الٰہی کا جز یا عین ونفس ہے ایسا عقیدہ ضرور کفر وارتداد ہے۔ (مجموعہ رسائل نور وسایہ ص ۳۶)

حکیم الامت شیخ التفسیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے رب کا نور ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ کہ رب کا نور حضور[1] کے نور کا مادہ ہے نہ یہ کہ حضور علیہ السلام خدا کی طرح ازلی وابدی ذاتی نور ہیں نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضور علیہ السلام میں سرایت کر گیا۔ تا کہ شرک وکفر لازم آئے بلکہ صرف یہ معنی ہے کہ حضور علیہ السلام بلا واسطہ رب سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور تمام مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی (رسالہ نور رسائل نعتیہ ص ۵ مطبوعہ گجرات) علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی من نورہ کی تشریح یوں لکھتے

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں کہ نبی کا نور اپنے نور سے نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ (نشر الطیب ص۷ مطبوعہ تاج کمپنی)

دیوبندی وہابی حضرات کے ممدوح عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

بے شک ہمارے نبی ﷺ کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا یا یہ کہ بے شک (آپ ﷺ) اللہ کے نور سے نور ہیں اس کے یہ معنیٰ نہیں جس طرح عوام کی سوچ نے اشارہ کیا کہ اللہ نے اپنے ذاتی نور سے نبی ﷺ کو ایک مٹھی لے لیا اور نبی کے نور کے لئے اس کی ذات مادہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ مادے سے مبّرا ہے۔ (عمدۃ الرعایۃ شرح وقایہ ج ۱ص۲۳ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام: اس حدیث مبارک میں واضح حضور علیہ السلام کی نورانیت کا بیان ہے جس کے دل میں ایمان کی دولت ہوگی وہ تو حضور علیہ السلام کے نور ہونے میں شک وشبہ نہ کرے گا دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی عبدالستار خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو جو نور من نور اللہ کہا جاتا ہے یا نور اللہ کہا جاتا ہے یہ اضافت محض تشریفی ہے یہ مطلب نہیں کہ ذات خداوندی سے ایک جزو لے کر اسے ذات نبوی کے لئے مادہ قرار دیا گیا ہو۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص۱۴۶ مطبوعہ ملتان)

ساری تاویلوں کے بعد آخری حربہ کے طور پر منکرانِ نور یہ کہا کرتے ہیں کہ محدث عبد الرزاق ایسے ویسے تھے تو جواباً صرف یہ عرض کرنا کافی ہے تہذیب التہذیب میں امام ابن حجر نے محدث عبدالرزاق کو قابل اعتبار اور ثقہ مانا ہے دیوبندی عالم محمد سرفراز گکھڑوی بھی لکھتے ہیں عبدالرزاق الحافظ الکبیر جن کو بے شمار محدثین نے ثقہ کہا ہے۔ (تنقید متین ص۱۴۱، نور و بشر ۱۰۰)

۳۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کر کے زمین کو پستی اور آسمان کو بلندی عطا فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے (پیدا کئے ہوئے) نور کو مٹھی میں لے کر فرمایا کہ تو محمد ﷺ ہو جا تو وہ ایک نور کا ستون بن گیا وہ اس قدر بلند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا پھر اس نور نے سجدہ کیا اور عرض کیا محمد لِلّٰہ، اللہ نے فرمایا۔ میں نے اسی لئے تمہیں پیدا کیا اور تیرا نام محمد ﷺ رکھا مخلوق کی ابتدا اور رسولوں کا ختم کروں گا۔ (مولد العروس ص۱۳ مطبوعہ بیروت)

---

۱ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۴۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة الف عام۔

میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پالنے والے کے حضور ایک نور تھا۔

(المورد الروی ص۶۰، انوار محمدیہ ص۳۶، مواہب اللدنیہ ج اص۱۰ جواہر البحار ج ۲ ص۴۰۸، روح البیان ج ۳ ص۳۷۰، حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۱۶، زرقانی ج اص۴۹، حاشیہ المورد الروی ص۴۲ اسی مفہوم کے لیے دیکھئے نسیم الریاض ج اص۲۰۱)

یہی حدیث دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۹ کی معتقداہلیہ ظریف القادری نے ذکر النبی ص۲۶ اسی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص۲۵ تھانوی ہی کے خلیفہ کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص۳۰۶ دیوبندی مفتی جمیل احمد تھانوی نے سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر ج ۲ ص۲۳۵ دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ بادشاہ گل بخاری نے نور وبشر ص۱۵ پر نقل کی ہے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس عدد (چودہ ہزار برس) میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نفی نہیں ہے۔ پس اگر زیادتی کی روایت پر نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے (نشر الطیب ص۹)

۶۔ ارشاد ربانی ہے کہ

والنجم اذا ھوی (پ۲۷ رکوع)

اس پیارے چمکتے تارے محمد (ﷺ) کی قسم جب یہ معراج سے اترے (کنز الایمان) آئمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد میرے حضور ﷺ ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ھویٰ کے معنی آپ ﷺ کے انوار سے کشادہ ہوئے۔

(شفا ج اص۲۳، نسیم الریاض ج اص۲۱۴، شرح شفا ج اص۲۰۱، روح البیان ج ۶ ص۴ تفسیر مظہری ج ۹ ص۱۰۰، مواہب اللدنیہ ج اص۱۵۸، زرقانی ج ۶ ص۲۱۶، روح المعانی ج ۲۷ ص۴۵)

اسی مفہوم کے لیے دیکھئے۔ (تفسیر کبیر ج ۷ ص۶۹۷، خازن ج ۲ ص۲۰۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

والسماء والطارق و ما ادرٰك ما الطارق النجم الثاقب (پ۳۰رکوع)
آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تو نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے۔خوب چمکتا تارا۔
قاضی عیاض، ملا علی قاری اور شہاب الدین خفاجی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ النجم الثاقب سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

(شفاج اص۲۳،شرح شفاج اص۲۱۵نسیم الریاض ج اص۲۱۵مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۸۔ ارشادربانی ہے کہ

والفجر ولیال عشرہ (پ۳۰رکوع)
اس صبح کی قسم اوردس راتوں کی قسم
ابن عطاء نے فرمایا کہ فجر سے حضور ﷺ مراد ہیں۔

(شفاج اص۲۲،شرح شفاج اص۲۰۲،نسیم الریاض ج اص۲۰۲)

۹۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا کہ

والشمس وضحها والقمر اذا تلها (پ۳۰رکوع)
سورج اوراس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
شمس سے مراد حضور ﷺ کا دل انور ہے ضحٰے سے نور نبوت کی روشنی اور قمر سے مراد کامل مرشد ہے۔(تفسیر عزیزی پ۳۰ص۱۸۸)
قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

والضحیٰ واللیل اذا سجی (پ۳۰رکوع)
چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔
امام فخر الدین رازی، اسماعیل حقی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ضحٰے سے مراد حضور ﷺ کا چہرہ انور ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو رات کی طرح ہیں۔(تفسیر کبیر ج۸ص۵۱۶،تفسیر روح البیان ج۶ص۱۳۷،تفسیر عزیزی ۳۰ص۲۱۹)

عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

والشمس کنایت بو داز روئے محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم
واللیل اشارت کند ازموئے محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(کلیات جامی)

اے زلف سیاہ عنبر نیت واللیل — وے روئے تو والضحیٰ علیك الصلوٰة

(دیوان حسن ص۳۱)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہے کلام الٰہی میں شمس والضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

(حدائق بخشش ص۲۷)

۵۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کب سے نبی ہیں تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے (میں اس وقت بھی نبی تھا) اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں)

جامع ترمذی ج۲ ص۲۰۲، مشکوٰۃ ص۵۱۳، دلائل النبوت ابونعیم ج۱ ص۴۸، دلائل النبوت بیہقی ج۲ ص۱۳۰، زرقانی ج۱ ص۳۹، تفسیر درمنثور ج۵ ص۱۸۴، الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۲۸ المورد الروی ص۳۵، الوفا ج۱ ص۳۳، انوار محمدیہ ص۲۴، مدارج النبوت ج۱ ص۳، مواہب اللدنیہ ج۱ ص۵، مقاصد الحسنہ ص۱۵۷، مرقاۃ ج۱ ص۱۹۴، جامع صغیر ج۱ ص۹۲ نسیم الریاض ج۱ ص۲۴۱، شرح شفا ج۱ ص۲۴۷، تفسیر مظہری ج۷ ص۳۱۰ الحدیقہ الندیہ ج۱ ص۳۰ شفا ج۱ ص۹۷ جواہر البحار ج۱ ص۳۹، اشعۃ اللمعات ج۱ ص۴۷۲ شرح ہمزیہ ص۱۷، شرح فقہ اکبر ص۳۷، مجمع الزوائد ص۴۰۹، دیوبندی رمفتی محمد شفیع دیوبندی نے معارف القرآن ج۱ ص۱۰ اسیرۃ رسول اکرم ص۴۷۲ دیوبندی وہابی شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہار عبدی نے مختصر سیرت رسول ص۳۰ یہ حدیث دیوبندی، محمد شفیع دیوبندی نے معارف القرآن ج۱ ص۱۰ اسیرۃ رسول اکرم ص۴۷۲، دیوبندی روہابی شیخ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت رسول دیوبندی حکیم الامت اشریف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۸ دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص۸۲، تھانوی کی معتقد خاتون نے تھانوی کے خلیفہ عبدالحی کی مصدقہ کتاب ذکر نبی ص۲۶ وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفےٰ ج۲ ص۵۰۴ دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ سید بادشاہ گل بخاری نی نور و بشر ص۱۵ دیوبندی اشرف علی تھانوی نے مواعظ میلاد النبی ص۳۸ دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج۱ ص۳۸۰ دیوبندی احمد علی لاہوری کے خلیفہ زاہد الحسینی نے رحمت دو عالم ص۲۷ دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی عبدالستار نے خیر الفتاویٰ ج۱ ص۲۷۲ دیوبندی مولوی کرم

الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۶۹ دیوبندی مرتضٰی جمیل احمد تھانوی نے سیارہ رسول نمبر ۲۳۳ ج ۲،

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے یہ حدیث بالا نقل کر کے لکھا ہے کہ

ایسے ہی الفاظ میسرہ جبّی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

(نشر الطیب ص۸)

وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ

رواہ الترمذی قال ھذا حدیث حسن...... دوسرا مطلب یہ ہے کہ رسول پاک کو حضرت آدم میں نفخ روح سے پہلے نبوت سے نوازا جا چکا تھا۔ (شان مصطفٰے ج ۲ ص۵۰۵)

یہی روایت حضرت میسرۃ الفجر سے روایت کی گئی ہے۔

(مسند امام احمد ج ۵ ص۵۹ دلائل النبوت ج ۲ ص۱۲۹)

حدیث قدسی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے پہلے پیدا کیا اور سب (انبیاء) کے آخر میں مبعوث فرمایا۔

(وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے یہ روایت مواعظ طارق ج ۲ ص۲۴۴، فضائل سید المرسلین ص۲۲۳ ترجمان السنۃ از بدر عالم دیوبندی ج ا ص۳۸۴، تفسیر ابن جریر ج ۱۵ ص۸، تفسیر در منثور ج ۴ ص۱۴۶ الخائص الکبریٰ ج ا ص۱۷۵، ابن کثیر ج ۳ ص۲۰، شفا ج ا ص۱۴۷، نسیم الریاض ج ۲ ص۲۵۶ شرح شفا ج ۲ ص۲۵۶ زرقانی ج ۵ ص۲۴۲ دیوبندی مولوی کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۸۴ دیوبندی ادریس کاندھلوی نے مسک الختام ص۱۰۰)

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کنت نبیا و آدم بین الماء والطین

میں اس وقت نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

(عرائس البیان ج ا ص۲۳۸، شرح بدالامالی ص۳۵ حاشیہ المورد الروی ص۴۴ المورد الروی ص۳۵، طبقات ناصری ج ا ص۱۱۹، معارج النبوت ج ا ص۳۶۵ نسیم الریاض ج ا ص۲۵۱ درمنثور ج ۵ ص۱۸۴، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۴۷۴ شواہد النبوت ص۲۶، جواہر البحار ج ا ص۱۵۲ المیلاد النبوی ص۲۲)

علمائے دیوبند کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے یہ حدیث پاک

بالا آفتاب نبوت ص۲۳۰ دیو بندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۱ص۳۸۲ دیو بندی مولوی کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۷۵، بانی مدرسہ دیو بند محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس ص۷ میں نقل کی ہے۔

۷۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

خلقت من نور الله

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۳ص۱۹۱)

۸۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

اول ما خلق الله نوری و من نوری خلق کل شیء

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے پیدا فرمائی

(مطالع المسرات ص۲۳)

۹۔ اوّل ما خلق الله نوری و من نوری خلق جمیع الکائنات

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔

(بیان میلاد النبوی ص۳۸)

۱۰۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان ادم لَمُنْجَدِلٌ فی طینه

میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا۔ ابھی حضرت آدم علیہ السلام خمیر میں ہی پڑے تھے۔ یعنی ان کا پتلا تیار نہ ہوا تھا۔

مسالک الحنفاء ص۴۹، صحیح ابن حبان ج ۹ص۱۰۶، مشکوٰۃ ص۵۱۳، دلائل النبوت بیہقی ج ۲ص۱۳۰، ج ۱ص۸۰، مسند امام احمد ج ۴ ص۱۲۷، اشعۃ اللمعات ج ۴ص۴۹۹، الوفا ج ۱ص۴۲، مستدرک ج ۲ص۶۰۰ تلخیص المستدرک ج ۲ص۶۰۰ مقاصد الحسنہ ص۳۲۷ مجمع الزوائد ج ۸ص۴۰۹، شرح السنۃ ج ۱۳ص۲۰۷ جواہر البحار ج ۳ص۱۴۴، المورد الروی ص۳۵، مولد رسول اللہ ورضاعہ ص۱۸ معارج النبوت ج ۱ص۳۴۱، شواہد النبوۃ ص۲۹، نسیم الریاض ج ۱ص۲۵۱، شرح شفا ج ۱ص۲۵۶، تاریخ صغیر للبخاری ج ۱ص۳۹، شفا ص۱۰۲ دیو بندی وہابی شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے مختصر سیرت الرسول ص۳۰

اس حدیث پاک کو دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۷ دیو بندی حکیم الامت اشرف تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص۲۵ تھانوی کی معتقد

خاتون نے ذکر نبی ص۲۶ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق بھوپالی نے الشمامۃ العنبریہ ص۱۰ وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفٰی ج ۲ ص۵۰۶ وہابیہ کے محدث حافظ محمد لکھنوی نے تفسیر محمدی ج اص۱۰۶ وہابیہ کے امیر ساجد میر کے دادا ابراہیم میر سیالکوٹی نے سیرت المصطفٰی ص۱۴۶ دیوبندی مفتی محمد شفیع آف کراچی نے معارف القرآن ج اص۳۳۱ سیرۃ رسول اکرم ص۲۷، دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج اص۳۸۲ دیوبندی احمد علی لاہوری کے خلیفہ زاہد الحسینی نے رحمت دو عالم ص۲۷ دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی عبدالستار نے خیر الفتاوی ج ۱۰ ص۲۷ ۲۷/ وہابیہ کے حافظ محمد لکھنوی نے تفسیر محمدی ج اص۱۰۶، دیوبندی /مولوی امیر الدین نے /سیرت طیبہ ج اص۵۷ (میں درج کیا)۔

۱۱۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے عرض کیا کہ اس کے متعلق تفصیلی علم نہیں صرف اتنا علم ہے کہ چوتھے حجاب پر ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اس کو بہتر ہزار بار دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

سیرت حلبیہ ج اص۴۹، روح البیان ج اص۹۷۴، تاریخ کبیر للبخاری ص، جواہر البحار ج ۲ ص۲۴۸۔

۱۲۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخر ھم فی البعث

میں تخلیق کے اعتبار سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے اوّل اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب (انبیاء) سے آخر میں ہوں۔

(دلائل النبوت ابونعیم ج اص۶ الخصائص الکبریٰ ج اص۳ تفسیر معالم التنزیل ج ۵ ص۱۹۲ تفسیر درمنثور ج ۵ ص۱۸۴، زرقانی ج ۳ ص۱۶۴، شفاج اص۲۸، انوار محمدیہ ص۲۱، مواہب اللدنیہ ج اص۶، تفسیر ابن جریر ج ۵ اص۸، عصیدۃ الشہد ہ ص۸۷، المورد الروی ص۳۶، مقاصد الحسنہ ص۳۲۷، نسیم الریاض ج اص۲۴۷ شرح شفاج اص۲۵۰، مرقاۃ ج ۵ ص۳۶۷، تفسیر مظہری ج ۷ ص۳۱۰، تفسیر خازن ج ۳ ص۴۵۳ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص۴۶۹ مطالع المسرات ص۲۱ اروح البیان ج ۵ ص۶۶۱ مدارج النبوت ج اص۱۴۳)

یہ حدیث دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب دیوبندی نے آفتاب نبوت ص۵۳ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے تفسیر ترجمان القرآن ج ۱۱ ص۲۵۴ دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج اص۳۸۶ دیوبندی عابد میاں نے رحمۃ للعلمین ص۴۸، دیوبندی محدث

سیّد احمد رضا بجنوری نے انوار الباری ج ۵ ص۱۵۹ دیوبندی امیر الدین نے سیرت طیبہ ج ا ص۵۷ دیوبندی محمد سرفراز چیمہ نے آفتاب نبوت ج ا ص۵۳، دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی نے انوار البیان ج ۷ ص۱۹٦ میں درج کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ نے میرے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا۔ اس کے بعد مجھے نوح کی پشت مبارک میں ٹھہرایا جب ان کی کشتی طوفان سے کنارے لگ رہی تھی میں ان کے ساتھ تھا پھر مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھا گیا اس طرح میں پاک پشتوں سے ہوتا ہوا پاک شکموں میں منتقل ہوتا اپنے والدین کے ہاں جلوہ گر ہوا۔

شرح شفاج ا ص۴۳۵، شفاج ا ص۴۸، الوفاج ا ص۳۵، الخصائص الکبریٰ ج ا ص۳۹، نسیم الریاض ج ا ص۴۳۵۔

قارئین کرام: ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ پیدائش کے لحاظ سے سب سے اوّل ہیں۔ اس کا ثبوت ہم قرآن پاک کی آیات سے بھی پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لاشریك له و بذلك امرت وانا اول المسلمین (پ ۸ سورۃ الانعام رکوع ۷)

ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہاں کا اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

۲۔ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم ولا تکونن من المشرکین

(سورۃ انعام پ ۷ رکوع ۸)

ترجمہ: تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے سب سے پہلے ایمان لاؤں اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا۔

امام صاوی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ علی الاطلاق بغیر کسی قید کے اوّل المسلمین ہیں۔

(تفسیر صاوی ج ۲ ص ۷)

۳۔ وامرت لان اکون اوّل المسلمین (سورۃ الزمر پ ۲۳ رکوع ۱۶)

ترجمہ: اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے ایمان لایا ہوں۔

٤۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اوّل العابدین (پ ۲۵ سورۃ الزخرف رکوع ۱۳)

ترجمہ: تم فرماؤ بالفرض محال رحمٰن کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا

نظام الدین حسن نیشا پوری لکھتے ہیں کہ

وانا اوّل المسلمین عند الایجاد لامر کن کما قال اوّل ما خلق اللہ نوری

اور میں سب مسلمین کا اوّل ہوں اللہ کے امر کن کے ایجاد کے وقت جیسے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ غرائب القرآن ج ۸ ص ۵۵ مطبوعہ مصر

اسی مفہوم کی عبارت عرائس البیان ج ۱ ص ۲۳۸، روح المعانی ج ۸ ص ۷۱ پر بھی موجود ہے۔

ان کا حاصل یہی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات سے پہلے پیدا فرمایا مزید سنیئے وہابیہ اور دیوبندی حضرات کے مشترکہ امام شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

سو اوّل ہی ہے ہر طرح ان کا نور
بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

(کلام شاہ اسماعیل ص ۳۲ مطبوعہ فیصل آباد)

وہابیہ کے محدث حافظ محمد لکھوی بھی لکھنے پر مجبور ہیں۔ کہ

اوّل نام نبی دا گنیا تے فضل تے شرف ودھایا
جو وچ پیدائش اوّل خلقیا پچھے دنیا آیا

(تفسیر محمدی ج ۵ ص ۲۰۷)

علمائے دیوبند کے مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی بھی لکھتے ہیں کہ

وانا اوّل المسلمین .... مخلوقات میں سب سے پہلے رسول کریم ﷺ کا نور مبارک پیدا کیا گیا ہے اس کے بعد تمام آسمان و زمین اور مخلوقات وجود میں آئے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے اوّل ما خلق اللہ نوری

(تفسیر معارف القرآن ج ۳ ص ۵۱۰ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی مذہب کے بانی قاسم نانوتوی کے پوتے محمد طاہر قاسمی لکھتے ہیں کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اوّل ہے اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے۔

(عقائد اسلام ص۳۳، مطبوعہ لاہور)

مذکور عبارت تفصیلی آئندہ پیش کریں گے۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے حضور ﷺ کا اوّل الخلق ہونا تسلیم کیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص۹۷ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا وجود تمام خلائق و مخلوقات میں صفات خداوندی ھو الاول والاخر والظاھر والباطن کا مظہر اتم ہے کہ آپ رحمت عالمین سب سے اوّل وجود میں آئے اور ظہور آپ کا سب سے آخر میں ہوا۔ (ذکر النبی ص۲۴ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نکودروی نے بھی حضور علیہ السلام کا اوّل الخلق ہونا تسلیم کیا ہے۔ سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۶۹

وہابیہ کے جید عالم عبدالستار صاحب تفسیر سورۃ یوسف لکھتے ہیں کہ

سب تھیں اوّل نور نبی دا رب کریم او پایا
اوّل سب نبیاں تھیں اُس نوں قرب حضوری آیا

اکرام محمدی ص۲۶۸ مطبوعہ لاہور

اشرف تھانوی کے خلفیہ عنایت علی شاہ نے حضور علیہ السلام کو اوّل الخلق مانا ہے۔

(باغ جنت ص۲۸۴ مطبوعہ گوجرانوالہ)

وہابیہ کے امام اور صحاح ستہ کے مترجم وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

بَدَأَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْخَلْقَ بالنور المحمدی ثم بالماء الخ

اللہ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا پھر پانی۔ (ھدیۃ المھدی ص۵۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام اگر اس بات کی تفصیل پر حوالہ جات لکھوں تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ خوف طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اب دیکھئے یہی نہیں ہندوؤں کے سوامی

لکشمن جی مہاراج بھی میرے حضور ﷺ کی عزت وعظمت بیان کرنے پر مجبور ہیں کہ جب اس عالم آب وگل کا نام ونشان بھی نہ تھا لوح وقلم، عرش وکرسی بھی کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر نہ ہوئے تھے اس وقت بھی خاتم النبین رحمۃ اللعلمین سرور کائنات فخر موجودات پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ روحی فداہ کا نور مبارک موجود تھا۔ جو پیدائش عالم کیوقت انسان اوّل حضرت آدم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا۔ اور پھر حضرت شیث علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہم میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ گرامی قدر والد صاحب رسول اللہ کی پیشانی میں ایک تابندہ ستارے کی طرح آچمکا، وہاں سے محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل ہوکر نبی آخرالزماں ﷺ کی صورت میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگیا اور اس ظلمت کدہ جہاں کو اپنی تابشوں سے رشک صد مہر وماہ بنادیا۔ (عرب کا چاند ص۴۲ مطبوعہ لاہور)

سکھوں کے گرونانک اسی بات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

لکھیا وچ کتاب دے اوّل ایک خدا

دوجا نور محمدی جس چانن کیتا آ

(جنم ساکھی بالا ص۳۲۷)

حضور سیّد عالم ﷺ کے اوّل الخلق ہونے پر قرآن وحدیث کے ساتھ اتمام حجت کے لیے مخالفین کی عبارات پیش کردی ہیں۔ مخالفین انصاف کے ساتھ یہ حوالہ جات دیکھ کر فیصلہ کریں۔ دیکھئے، ہر انسان نے قبر وحشر میں اپنی جزاو سزا خود بھگتنی ہے۔ ماں باپ دوست احباب قبر تک جاکر واپس آجائیں گے۔ وہاں قبر وحشر میں میرے حضور علیہ السلام امداد فرمائیں گے قبر میرے حضور ﷺ کے نور مبارک سے ہی منور ہوسکے گی اس لیے مرنے سے پہلے غور کرلو اگر خدا کا قرب اور پناہ چاہتے ہوتو حضور علیہ السلام کے دامن رحمت میں آجاؤ۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(مجدد بریلوی)

یہ بات اپنے دل و دماغ میں بٹھالو، ہماری بات نہ سہی مخالفو اپنے کی تو بات مان لو۔

وہابیہ کے مناظر سلیم اشرف لکھتے ہیں کہ

محمد ﷺ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی

بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا محمد ﷺ سے جس کو عقیدت نہ ہوگی

(شان مصطفٰے ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ لاہور)

یہی وہ مبارک ذات ہے جو قیامت کے دن بھی ایمان والوں گناہ گاروں پر نظر کرم فرمائیں گے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کہیں گے سفارش کے لیے کسی اور کے پاس جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس دن جواب دیں گے وہابیہ کے جید عالم نور حسین گرجاکھی نے نقل کیا ہے کہ

عیسےٰ نے لوکاں تائیں کیتا سناونا ڈر دے پیغمبر کسے نیڑے نیئں جاونا

باجھ محمد ﷺ کسے نہیں جے چھڈاونا چلو خاں کہیئے اوہناں تائیں

سنے مخلوق عیسےٰ عرض گزار دا اٹھ محمد ﷺ توں محبوب سرکار دا

ہور پیغمبر کوئی دم نہ مار دا چل چھڈا ویں خلقت تائیں

اٹھ محمد ﷺ سرور عرش دل جان گے پے کے سجدے رب نوں عرض سنان گے

چک لے سر توں اللہ پاک فرمان گے توں منگ میں دیواں تیرے تائیں

کہے محمد ﷺ میرے پاک خدا توں خلقت نوں دوزخ کولوں کریں رہا توں

رب فرماوے آپے کڈھ لیا توں تاں کڈھے محمد ﷺ لوکاں تائیں

(فضائل مصطفٰے ﷺ ص ۱۱ مطبوعہ گوجرانوالہ)

ذرا غور کرو کہ دنیا کا اصول ہے جس سے محبت ہو اس کی خوبیاں ہی بتائی جاتی ہیں ایمان سے بتائیے، کہ یہ کیسی محبت ہے کیسا پیار ہے کہ امام الانبیاء کے اوصاف سن کر انہیں تکلیف ہوتی ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حضور ﷺ کے اوّل الخلق ہونے پر انبیائے کرام کی گواہی:

معراج کی رات جب حضور ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرات انبیائے کرام نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کیا

السلام علیك یا اوّل السلام علیك یا آخر

یعنی اے سب سے اوّل آپ ﷺ پر سلام ہو اے سب سے آخری (نبی) آپ ﷺ پر سلام ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص۵، دلائل النبوت ج ۲ ص۳۶۲، تفسیر در منثور ج ۴ ص۱۲۹، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص۱۵۶)

اسی روایت کو دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۶۹ اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ دیوبندی نے باغ جنت ص۱۰۳، تھانوی کی معتقد خاتون نے ذکر الٰہی ص۴۸ وہابیہ کے شیخ الحدیث محمد علی جانباز نے معراج مصطفےٰ ص۱۲ اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء ص۱۶ دیوبندی مولوی ادریس کاندھلوی نے مسلک الختام ص۹۷ میں درج کیا ہے۔

نور میں اوّل ظہور میں آخر

معراج کی رات حضور ﷺ نے انبیائے کرام کے اجتماع میں خطاب فرماتے ہوئے جو فرمایا اس کا ترجمہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں کہ

(حضور ﷺ نے فرمایا) مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب (انبیاء) کا ختم کرنے والا بنایا یعنی نور میں اوّل ظہور میں آخر (نشر الطیب ص۵۹)

یہ روایت (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص۱۷۳، تفسیر در منثور ج ۴ ص۱۴۵) پر بھی موجود ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں

میری والدہ ماجدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (وہ نور میں ہوں)

(مشکوۃ ص۵۱۳ دارمی ج ا ص ۹ مستدرک ج ۲ ص ۶۰۰، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۶۰۰، دلائل النبوت بیہقی ج ۲ ص ۱۳۰، مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۲۸، جواہر البحار ج ۳ ص ۱۴۴، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۰۲ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۰، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۵، سیرت حلبیہ ج ا ص ۷۷، زرقانی ج ا ص ۱۳۵، سیرت النبویہ ج ا ص ۶۵، سیرت ابن ہشام ج ا ص ۱۷۷، مولد رسول اللہ ورضاعتہ ص ۱۸، شواہد النبوت ص ۲۹، تاریخ صغیر للبخاری ج ا ص ۳۹، تاریخ کبیر للبخاری ج ۶ ص ۶۸، شفا ج ا ص ۱۰۳، مسالک الحنفا ص ۴۹، شرح السنۃ ج ۳ ص ۲۰۷، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰۹ وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۶۲) میں لکھا۔

یہ حدیث وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی نے تفسیر محمدی ج ا ص ۱۰۶ دیو بندی بادشاہ گل، بخاری نے نور و بشر ص ۱۸ مفتی محمد شفیع دیو بندی نے سیرۃ رسولِ اکرم دیو بندی مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن ج ا ص ۳۱۱ ادریس کاندھلوی دیو بندی نے حدیث کے آخری "نور کے الفاظ" سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۲ وہابیہ کے نواب صدیق بھوپالی نے اشمامۃ العنبر یہ ص ۱۰ وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے فضائل سید المرسلین ص ۲۰ دیو بندی وہابی شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص ۳۰ وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۳۳۵ میں لکھی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ کہ ان کی اولاد دکھائی گئی تو آپ نے بعض کی بعض پر فضیلت دیکھی نیچے سے اوپر کو بلند ہوتا ایک نور دیکھا عرض کیا اے میرے رب یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ اور وہی اوّل اور وہی آخر ہے اور وہی پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔ زرقانی ج ا ص ۴۳، نور و بشر از دیو بندی بادشاہ گل ص ۵ ترجمان السنۃ از بدر عالم دیو بندی ج ا ص ۳۹۰ الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۹ اس سے حضرت آدم (علیہ السلام) کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ تقریباً یہی مفہوم (سیرت التوبہ ص ۲۰) پر بھی ہے۔

حدیث لولاک:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا کہ

اگر آپ کو پیدا نہ کرتا نہ زمین و آسمان نہ دنیا پیدا کرتا یہاں تک کہ اپنا رب ہونا بھی

ظاہر نہ فرماتا۔

یہ حدیث لولاک تقریباً پچاس سے زائد کتب میں موجود ہے۔ یہی حدیث مختلف الفاظ میں ان کتب میں موجود ہے خوف طوالت سے صرف حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

(جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۲، کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳، شفا ج ۱ ص ۴۲، شرح شفا ج ۱ ص ۱۴۸، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۵۸، مطالع المسرات ص ۴۶، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۶، انوار محمدیہ ص ۲۴، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۶، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۹۶، زرقانی ج ۱ ص ۶۲، نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۱۸، الابریز ص ۳۸، الاتحاف السنیہ ص ۸، شفاء السقام ص ۲۶، صحائف السلوک ص ۱۰۵، معارج النبوت ج ۱ ص ۴۲، مولد النبوی ص ۱۸، شرح قصیدہ بردہ ص ۷، مجموع الاربعین ص ۸۵، مکتوبات مجدد ج ۲ ص ۱۳۳، موضوعات کبیر ص ۶۸، روح البیان ج ۱ ص ۱۶۸، روح المعانی ج ۷ ص ۱۵۱، شواہد الحق ص ۱۶۵، بیان المیلاد النبوی ص ۵، طبرانی ج ۳ ص ۸۳، تفسیر عزیزی ص ۱۸۳، افضل الصلوت ص ۱۱، قصیدہ بردہ ص ۱۶، سیرت حلبیہ ص ۴۱، المورد الروی ص ۴۷، مولد رسول اللہ و رضاعتہ ص ۱۹، ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷، مستدرک ج ۲ ص ۶۱۵، معارج النبوت ج ۱ ص ۴۶۳، شفا ج ۱ ص ۱۰۴، مولد النبوی ص ۱۸)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۳ امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۰، کمالات اشرفیہ دیوبندی مولوی محمد زکریا نے فضائل اعمال ص ۴۸۱ فضائل ذکر ص ۱۱۱ دیوبندی حسین احمد مدنی فضائل حج ص ۶۴ ۷ شہاب الثاقب ص ۴۷ دیوبندی قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص ۸۴۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص ۲۸۶ تھانوی کے ہی خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص ۳۴ تھانوی ہی کی معتقد نے ذکر النبی ص ۲۶ اشرف علی تھانوی نے مواعظ میلاد النبی ص ۴۹۷، دیوبندی مولوی کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن ص ۲۸۰ دیوبندی مفتی رشید احمد نے احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۸۵ میں اس حدیث کو درج کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے حضور ﷺ کی تخلیق سب سے مقدم تھی۔

میرے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

میری والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ میرے شکم مبارک میں جو بچہ ہے وہ نُور ہے۔

(ابن عساکر ج ۲ ص ۳۷۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ ﷺ کی دونوں مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۲۲۷، الفتح الربانی ج ۶ ص ۲۴۷، ابن

ماجہ ص۸۴، صحیح بخاری ج ۲ ص۹۳۸، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص۲۹۳ سنن نسائی ج ۱ ص۱۷۱ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص۱۵۷، مشکوٰۃ ص۱۳۱ مواہب اللدنیہ ج ۲ ص۳۷۸، دلائل النبوت ج ۲ ص۱۵۸، دار قطنی ج ۳ ص۱۹۰ ابوداؤد ج ۱ ص۱۶۵، مسند ابویعلی ج ۳ ص۲۳۲ صحیح ابن حبان یہ حدیث وہابیہ کے حکیم صمصام نے حلیہ مصطفےٰ ص۱۷، دیوبندی مفتی محمد شفیع نے احکام دعا ص۴۶، وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ مدنی نے ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۹۵ء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول یہی ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص۱۶۵)

یہی روایت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

صحیح بخاری ج ۲ ص۹۳۸، حضرت عبداللہ بن مالک سے بھی یہی روایت ہے۔

بخاری ج ۱ ص۱۱۲، نسائی ج ۱ ص۱۲۴

یہی روایت حضرت جابر سے بھی منقول ہے۔

الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص۱۵۷، طبرانی ج ۱ ص۹۸ شرح شمائل محمدیہ ص۲۵

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایک روایت ایسی منقول ہے۔ (مشکوٰۃ ص۱۳۲)

حضرت ابوحمید الساعدی سے ایسی ایک روایت منقول ہے۔ (مشکوٰۃ ص۱۱۶ ابوداؤد ج ۳ ص۵۳)

یہی روایت مختلف صحابہ سے مروی ہے

صحیح مسلم ج ۱ ص۱۹۴ ج ۲ ص۳۰۳ جامع ترمذی ج ۱ ص۶۳ نسائی ج ۱ ص۱۲۴ ابوداؤد ج ۱ ص۱۳۰

وہابیہ کے محدث حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

بغل نبی دے وال نہ کوئی صاف سفید بتائیں۔ (تفسیر محمدی ج ۷ ص۴۲۹)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی بھی لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل سفید تھی متغیر اللون نہ تھی اس میں بال نہ تھے۔ (الشمامۃ العنبریہ ص۵۱)

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

اے اللہ میرے دل میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے میرے کانوں میں نور کر دے میرے دائیں نور کر دے میرے بائیں نور کر دے میرے اوپر نور کر دے میرے نیچے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے میرے پیچھے نور کر دے، اور میرے لیے

نور بنادے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۵، صحیح مسلم شریف ج ا ص ۲۶۰ سنن ابو داؤد ج ا ص ۱۹۲ مشکوۃ ص ۱۰۶ انسائی ج ا ص ۱۶۶ سراج منیر ص ۳۰۴ زرقانی ج ص ۲۲۰ الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۶۸ فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۱۸، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۸ مرقاۃ ج ۳ ص ۱۲۵، شرح ہمزیہ ص ۱۳)

علمائے دیوبند ونجد کے قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے رحمۃ العلمین ج ۳ ص ۲۲۶ محمد عابد میاں دیوبندی نے رحمۃ اللعلمین ص ۳۵ دیوبندی شبیر احمد عثمانی فتح الملھم ج ۲ ص ۳۲۵ تفسیر عثمانی۔

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۶۰ میں نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نور تھے تو نور مانگنے کی ضرورت کیا تھی تو جواباً عرض ہے حضور سیّد عالم ﷺ صراط مستقیم کی دعا فرماتے تھے۔ حالانکہ یہ سوچنا بھی کہ حضور علیہ السلام ہدایت پر نہ تھے کفر ہے۔ یہ فاستبقو الخیرات کے ضابطے کے تحت ہے دوسرا یہ کہ جو شے پہلے موجود ہو اور اس کا لطف اٹھایا ہو تو اس کی خواہش زیادہ ہوتی ہے آئمہ حدیث اور اہل سیر نے حدیث بالا سے حضور ﷺ کی نورانیت ثابت کی ہے درج بالا کتب محدثین ملاحظہ فرمائیں یہی نہیں بلکہ جو مخالفین کے حوالہ جات درج ہیں انہوں نے بھی یہی ثابت کیا۔

حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ

کنت اوّل الناس فی الخلق و آخر ھم فی البعث (تفسیر در منثور ج ۵ ص ۱۸۴)

یہ حدیث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی آف کراچی نے (معارف القرآن ج ۷ ص ۹۰) پر درج کی ہے۔

اس حدیث پاک کا ترجمہ مستند دیوبندی عالم بدر عالم میرٹھی کے قلم سے ملاحظہ ہو میں سب انسانوں میں بلحاظ پیدائش پہلا ہوں اور سب انبیاء میں باعتبار بعثت پچھلا۔

(ترجمان السنۃ ج ا ص ۳۸۵ مطبوعہ کراچی)

مزید فرمایا کہ انا من نور اللہ والمومنون منی۔ ترجمہ: میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومنین مجھ سے ہیں۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص۲۱۰ مرصاد العباد ص۲۰ مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص۳۲۶ دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک ص۸۵ فارسی مترجم ص۱۵۷ او فی روایة من فیض نوری جواہر البحار ص۸۸)

علامہ تلمسانی شرح شفا میں نقل کرتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا اسلام علیک یا اوّل السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا کہ اے جبریل اس طرح سلام عرض کرنا کیسے ہے عرض کیا کہ آپ ﷺ اوّل اس طرح کہ تخلیق کے اعتبار سے سب سے پہلے اور آخر اس طرح کہ مبعوث ہونے کے لحاظ سے سب انبیاء سے آخری اور باطن اس لیے کہ رب نے اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام مبارک سنہر سے نور سے ساق عرش پر آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ابد تک لکھا۔

(شرح شفا للقاری ج ۲ ص۴۲۵، جزاء اللہ عدوہ بابا ختم نبوت ص۳۶ الکلمۃ العلیاء ص۳۵ مطبوعہ مراد آباد)

قارئین کرام ان تمام احادیث طیبات سے حضور ﷺ کا اوّل الخلق اور نور ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے اب بھی اگر تسلیم نہ کرے تو پھر یہ اس کی رسول دشمنی اور شقاوت قلبی نہیں تو کیا ہے؟

چلیئے دیکھئے علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا ایک نور سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے۔ کہ حضور اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں۔ اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی، آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری میں جلوہ گر و تاباں ہو کر عالم کو منور فرمایا۔ (السرور ص۷ مواعظ میلاد النبی ص۶۶)

مزید لکھتے ہیں کہ آپ کے بعض خصائص میں...... سب سے اوّل آپ کے نور کا پیدا ہونا۔

(نشر الطیب ص۲۱۶)

علمائے دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی محمد عبداللہ، خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے نور کو سب اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا...... جسمانی طور پر بھی آپ کے وجود اطہر میں کافی نور شامل

ہے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ اور یہ نورانیت آپ کی بشریت کے بھی منافی نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۳۸ مطبوعہ ملتان)

علمائے دیوبند کی مقتدر شخصیت سید محمد عابد میاں لکھتے ہیں کہ

آپ ہی کے نور فیض گنجور سے زمین آسمان عرش کرسی لوح قلم ملائکہ انبیاء اولیا جن و انس وحوش وطیور چرند پرند جمادات نباتات معدنیات وغیرہ وغیرہ تمام مخلوقات پیدا ہوئیں اور تمام عالم آپ کے نور مبارک سے روشن ومنور ہو گیا۔ (رحمۃ للعلمین ص ۸۳ مطبوعہ کراچی

علمائے دیوبند کے محمد طاہر قاسمی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک سب سے پہلے پیدا ہوا (عقائد اسلام ص ۷۰)

عارف کھڑی میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

نور محمد روشن آیا آدم جدھوں نہ ہویا — اوّل آخر دو ہیں پاس اوہو مل کھلویا
کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے — تدھوں وی نور محمد والا دیندا سی چمکارے
سبھے نوراو سیدے نوروں اوسدا نور حضوروں — اس نوں تخت عرش دا ملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں

(سیف الملوک ص ۱۰)

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں کہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر — وہی فرقاں وہی قرآں وہی یسین وہی طہٰ

علمائے دیوبند کے عابد میاں لکھتے ہیں کہ

وجود آدم و عالم سوا تمہارے سبب — بغیر آپ کی تو خلقت جہاں نہ ہوئی
وہ سب سے پہلے ہوئے جلوہ گر زمانہ میں — جہاں میں کوئی بھی شے ان سے قبل عیاں نہ ہوئی

(رحمۃ للعلمین ص ۱۰۰)

دیوبندی مولوی امیر الدین لکھتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا (سیرت طیبہ ج ۱ ص ۵۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

احادیث میں تطبیق

اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ اس سلسلے میں مختلف روایات موجود ہیں مثلاً نور مصطفےٰ ﷺ، قلم، عقل وغیرہ محدثین نے ان احادیث کو جو تطبیق دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضور سیّدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ میں نے محمد مصطفےٰ ﷺ کی روح کو اپنے جمال کے نور سے پیدا کیا جس طرح کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا کیا اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ ہے حقیقت محمدیہ، اس حقیقت کو نور اس لیے کہا کہ وہ جلالی ظلمات سے پاک ہے۔ (سرّ الاسرار ص۱۲ مطبوعہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ

عقل اس لیے کہا کہ وہ کلیات کا ادراک کرنے والی ہے۔ اور قلم اس لیے فرمایا کہ وہ علم کے نقل کرنے کی وجہ بنی (سرّ الاسرار ص۱۴)

اُستاد المحدثین حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

امام ابن حجر نے کہا اوّل مخلوقات کے متعلق مختلف روایات منقول ہیں اور ان کا حاصل جیسے میں نے شمائل ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے وہ نور پیدا کیا گیا جس سے حضور ﷺ کی تخلیق ہوئی پھر پانی اس کے بعد عرش۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱ ص۱۴۶)

اوّلیت امور اضافیہ میں سے ہے۔ (مرقاۃ ج۱ ص۱۶۷)

ہمارے نبی کریم ﷺ کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس لیے کہ آپ رتبے میں پہلے ہیں یا اس لیے کہ آپ ﷺ وجود میں پہلے ہیں۔ (مرقاۃ ج۱ ص۱۹۴)

اوّل حقیقی نور محمدی ہے (مرقاۃ ج۱ ص۱۶۶ مطبوعہ ملتان)

یہی موصوف لکھتے ہیں کہ

معلوم ہوا کہ مطلقاً سب سے پہلی چیز نور محمدی ہے پھر پانی پھر عرش اس کے بعد قلم۔
حضور ﷺ کے سوا سب میں اوّلیت اضافی ہے۔ (المورد الروی ص۴۶)
امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ
اگر تو یہ کہے کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا ان میں تطبیق کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے ان دونوں سے مراد ایک ہے کیوں کہ حقیقت محمدیہ کو کبھی عقل سے اور کبھی نور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۱۰۰ مطبوعہ مصر)
حضرت عبدالکریم جیلی جواہر البحار ج۴ ص۲۲۰ علامہ حسین بن محمد دیار بکری تاریخ الخمیس ج۱ ص۱۹ علامہ نجم الدین مرصاد العباد ص۲۰ پر یہی تطبیق دیتے ہیں۔
شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی ان روایات کو نقل کر کے تطبیق یوں دیتے ہیں کہ ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اوّلیت امر اضافی ہے۔ (عمدۃ القاری ج۱۵ ص۱۰۹ مطبوعہ بیروت)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ
جان لو کہ اوّل مخلوقات و واسطہ صدور کائنات و واسطہ تخلیق عالم و آدم حضرت محمد ﷺ کا نور ہے چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ اور باقی تمام مخلوقات علوی و سفلی اسی نور اور اسی جوہر پاک سے پیدا ہوئیں اور حدیث کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا ہے محققین و محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے اسی طرح یہ حدیث کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے صحت کو نہیں پہنچی۔ (مدارج النبوت ج۲ ص۳)
ملا معین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ
اکثر مؤرخین و محدثین نے یہ فرمایا کہ سب سے پہلے پیدا کیا جانے والا نبی کریم علیہ السلام کا نور مبارک ہے۔ روح، عقل و قلم، کی اوّلیت اضافی ہے۔ (معارج النبوت ج۱ ص۶۴ ۳)
شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں کہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

کلیات اقبال ص۵۰۴ مطبوعہ لاہور، وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے یہی شعر جمال مصطفےٰ ص۱۵۸ پر درج کیا ہے

اکابرین دیوبند کی گواہی

اتمام حجت کے لیے اب اکابرین دیوبند کے چند ایک حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

اشرف علی تھانوی:

حدیث جابر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس حدیث سے نور محمدی کا اوّل الخلق ہونا باوّلیت حقیقیہ ثابت ہوا کیوں کہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اوّلیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ص۷)

خیر المدارس:

دیوبندی حضرات کے خیر المدارس کے مفتی محمد انور ان احادیث میں تطبیق کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ

ملا علی قاری مرقات ج ا ص ۱۶۷ میں فرماتے ہیں کہ ان امور میں اوّلیت اضافی ہے یعنی انوار میں سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے نور کو پیدا کیا گیا۔

فیؤول ان کل واحد مما ذکر خلق قبل ما ھو من جنسہ فالقلم قبل جنس الاقلام و نورہ قبل الانوار علامہ موصوف کی ایک عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نور میں اوّلیت حقیقی ہے یعنی مخلوقات میں سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے نور ہی کو پیدا کیا گیا ہے۔ والاول الحقیقی ھو النور المحمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مرقاۃ ج ا ص ۱۶۶۔

(خیر الفتاویٰ ج ا ص ۴۵۸ مطبوعہ ملتان)

طاہر قاسمی:

علمائے دیوبند کی مقتدر شخصیت محمد طاہر قاسمی لکھتے ہیں کہ

سب سے اوّل حق تعالیٰ نے نور عقل کو پیدا فرمایا جس کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے اس کو تمام عالم کے لیے مدبر اور وجہ شرافت بنایا اس لیے تمام فرشتوں کو اس کے آگے جھک

جانے کا حکم دیا۔ خدا کے بعد درجہ عقل اوّل یعنی حقیقت محمدیہ کا ہے اس لیے جس مخلوق میں یہ نور عقل نہیں جھلکتا وہ مخلوق عالم کی صف اوّل میں بھی نہیں جگہ پا سکتی۔ معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب سے اوّل ہے۔ اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے اس لیے نور محمدی کا اوّل و آخر نور خدا تو ہو سکتا۔ لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اوّلیت سے بھی انکار کر دیا نور عقل کو پیدا فرمانے کے بعد حق تعالیٰ نے لوح و قلم اور مادہ و روح عرش و کرسی کو پیدا کیا

(عقائد اسلام ص۳۳ مطبوعہ لاہور)

انور شاہ کشمیری احمد رضا بجنوری:

علمائے دیوبند کے محدث سید احمد رضا بجنوری اوّل ما خلق اللہ نوری نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

ہمارے محدثین کے یہاں بھی حدیث ترمذی اوّل ما خلق اللہ القلم پر بحث چھڑ گئی ہے اور محدثین نے قلم کی اوّلیت کو اضافی اور حضور اکرم ﷺ کی اوّلیت کو حقیقی قرار دیا ہے۔ الکوکب الداری علی جامع الترمذی کے حاشیہ ج ۲ ص۴۵ میں عبارت ذیل نقل ہوئی ہے حضرت محدث ملا علی قاری حنفی نے ازہار سے نقل کیا کہ اوّل ما خلق اللہ القلم یعنی بعد عرش اور ماء اور ریح کے الخ، پھر ملا علی قاری نے فرمایا کہ ان چیزوں کو اولیت اضافی یعنی ایک دوسرے کے لحاظ سے ہے اور اوّل حقیقی نور محمدی ہی ہے جیسا کہ میں نے اس کو اپنی تالیف المورد للمولد میں بیان کیا ہے۔ حضرت (مولانا محمد انور) شاہ (کشمیری) کی رائے عرف الشذی ص۵۳ میں قولہ ان اول ما خلق اللہ القلم پر فرمایا بعض روایات میں ان اوّل المخلوقات نور النبی ﷺ وارد ہوا ہے جس کو علامہ قسطلانی نے مواہب میں بطریق حاکم ذکر کیا ہے پھر حضرت (انور) شاہ (کشمیری) نے فرمایا کہ ترمذی کی حدیث الباب پر حدیث نور مذکور کو ترجیح حاصل ہے اور حضرت شاہ صاحب نے اپنے رسالہ (ضرب الخاتم علی حدوث العالم) کی ابتدا اس شعر سے فرمائی:

تعالٰی الذی کان لم یلك ماسوٰی

واول جلی العماء بمصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

انوار الباری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص۱۵۹ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان انوار الباری پر ان دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔ عزیز احمد بہاری مفتی محمد محمود احمد صدیقی ناتوتوی، ذاکر حسن شیخ التفسیر، محمد عمر تھانوی مدراس۔

مفتی جمیل احمد تھانوی:

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی جمیل احمد تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ
اگر کہا جائے کہ بعض روایات میں اور بھی بعض چیزوں کے اوّل مخلوق ہونے کا ذکر آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان سب کا روح محمدی سے بعد میں پیدا ہونا احادیث میں صاف ہے اس لیے سب سے اوّل تو حضور کی روح مبارک ہی پیدا ہوئی اور دوسری چیزیں اپنی اپنی نوع میں پہلی ہیں۔ (سیارہ ڈائجسٹ لاہور رسول نمبر ج ۲ ص۲۳۵) (مضمون نبی کل کائنات)

مفتی رشید احمد دیوبندی:

ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے ملا علی قاری کی مرقات کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ روح اور نور (محمدی) کے ایک ہی معنی ہیں اور بقیہ اشیاء میں اوّلیت سے اوّلیت اضافیہ مراد ہے۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔ (احسن الفتاوٰی ج ۱ ص۵۱ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام ہماری اس ساری بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور سیّد عالم ﷺ اوّل الخلق اور نور ہیں حضور ﷺ کو اوّل الخلق کہنے والے محدثین کے چند ایک حوالہ جات پھر حاضر خدمت ہیں۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص۲، جواہر البحار ج ۱ ص۲۲۵، نسیم الریاض ج ۲ ص۲۲۵، کشف الغمہ ج ۲ ص۴۳، صحائف السلوک ص۷، تفسیر عزیزی ۳۰ ص۲۱۹، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۷۴۲، زرقانی ج ۱ ص۲۷، تفسیر جمل ج ۲ ص۵۴۲، اصاوی ج ۲ ص۱۱۷، روح البیان ج ۲ ص۲۳۸)

دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہی کہ صاحب روح المعانی نے حضرت رسول اکرم ﷺ کا ذکر مقدم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کی تخلیق مقدم تھی۔

(انوار البیان ج ۴ ص۱۹۶)

شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یہ کلمات (ھو الاول ولاخر والظاھر والباطن وہی اللہ اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن) اعجاز کی نشانی والے اللہ کی حمد اور تعریف پر مشتمل ہیں یہی کلمات حضور ﷺ کی صفات اور تعریف بھی ہیں مدارج النبوت ج ا ص ۲، یعنی حضور ﷺ پیدائش کے اعتبار سے اوّل اور سب انبیا کے بعد ظہور کے اعتبار سے آخر ہیں۔ (مدارج النبوت ج ا ص ۲)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پس وہ (حضور ﷺ) اوّل ہیں آخر ہیں اور ظاہر ہیں اور باطن بھی، پس وہ ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔

فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۱۷۱، جواہر البحار ج ا ص ۱۱۳۔

علامہ شہاب الذین خفاجی اور ملا علی قاری ان صفات اوّل، آخر ظاہر باطن کا اطلاق حضور ﷺ پر کرتے ہیں۔ (نسیم الریاض ج ۲ ص ۴۲۵، شرح شفاج ۲ ص ۴۲۵ مطبوعہ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت تاجدار بریلی کشتہ عشق رسالت شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اسکی طرف گئے تھے

اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والے ان آیات احادیث اور اقوال محدثین پر غور کریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں جس کا نور اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا تو میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا سات سو سال سجدہ میں رہا سب سے پہلے میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا اے عمر کیا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ اللہ نے عرش کو میرے نور سے پیدا کیا۔ اور میرے نور سے لوح و قلم بنائے۔ اور سورج و چاند کو اور آنکھوں کے نور کو میرے نور سے بنایا اور عقل کو میرے نور سے پیدا کیا اور مومنوں کے دلوں میں نور معرفت کو میرے نور سے بنایا۔ (جواہر البحار ج ۲ ص ۳۴۵)

مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نور آسمانوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال

پہلے پیدا فرمایا۔

مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۳۳۳ یہی مفہوم الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۹ میں ارشاد فرمایا کہ انا من اللہ والمومنون منی میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور تمام مومن مجھ سے ہیں۔

(روح البیان ج ا ص ۵۴۸، مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۱۰، جواہر البحار ج ا ص ۲۴۶)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نور محمدی کا جلوہ گر ہونا:

علمائے دیوبند کے مستند عالم سید محمد عابد صاحب رقمطراز ہیں کہ

سبحان اللہ جب کہ وہ نور کرامت ظہور مثل آفتاب اور ماہتاب کے درخشاں ہوا تب واسطے امانت رکھنے اس نور مبارک کے حضرت آدم علیہ السلام کا کالید تیار کیا گیا۔ اور تمام فرشتوں کو اور ممالک ملکوت میں ندا فرمائی گئی۔ کہ جو کوئی اس گوہر گراں مایہ کی امانت رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو وہ آئے۔ اور اپنے کو اس کا خزینہ بنائے مگر جب کہ کسی نے اپنے میں اس گوہر بے بہا کی امانت رکھنے کی قابلیت نہ دیکھی۔ سب نے خاموشی اختیار کی تب ابوالبرکات اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کی استدعا اور درخواست کی۔

بنیش ہر دل و یرانہ ام اے گنج مراد — کہ من ایں خانہ بسوائے تو ویراں کردم

اور یہ آیہ کریمہ یہ اس کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ

انا عرضنا الامانة علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها و حملها الانسان

یعنی پیش کی ہم نے امانت نور محمد ﷺ زمین اور آسمان اور پہاڑوں پر پس انکار کیا سب نے اس کے اٹھانے سے اور ڈر گئے وہ سب اس سے، پس اٹھا لیا امانت کو یعنی نور نبی آخر الزماں کو انسان یعنی آدم علیہ السلام نے۔

سبحان اللہ پس وہ نور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں امانت رکھا گیا کذافی المعارج، مدارج میں ہے کہ جب وہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکھا گیا کذافی المعارج، مدارج میں ہے کہ جب وہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ فرما ہوا تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور انہیں مسجود ملائکہ بنا کر تمام فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم فرمایا سبحان اللہ تب سب نے بحکم رب جلیل ظاہر میں حضرت آدم علیہ السلام کو اور باطن اور حقیقت میں نور محمدی ﷺ کو سجدہ کیا۔ مگر استغفر اللہ شیطان علیہ اللعنت نے سجدہ سے انکار کیا اور رندہ درگاہ الٰہی ہو گیا اور جبکہ تمام ملائکہ سجدہ سے فارغ ہوئے تو انہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت ہی اعزاز اور اکرام کے ساتھ بہشتی لباس کہ جن پر رحمۃ اللعلمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا نام مبارک منقوش تھا اس سے آراستہ اور پیراستہ فرما کر تخت بہشتی پر بٹھا کر ہمراہ ملائکہ مقربین کے بہشت کی جانب روانہ فرمایا سبحان اللہ اس وقت تمام فرشتوں میں غلغلہ تہنیت اور صلوٰۃ اور تحیت کا بلند ہوا رضوان خلد بریں اور حوران ماہ جبین نے حضرت آدم علیہ السلام کا استقبال کیا اور ہر ایک نے صلوٰۃ و سلام کے طبق کو ان پر نچھاور کیا...... تاریخ الخمیس مواھب اللدنیہ، حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر نور محمدی ﷺ آپ کی پشت مبارک میں امانت رکھا تھا تب وہ نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے سورج کی شعاعوں کی طرح چمکتا...... آپ ﷺ کا نور اور آپ کا رتبہ حضرت آدم علیہ السلام سے آگے اور مقدم ہو گیا۔

(رحمۃ اللعلمین ص۸۹۔ ص۹۰ مطبوعہ کراچی)

اس کتاب پر درج ذیل دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔

محمد عبد العلی دہلی، مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ کشمیری محدث دیوبند محمد اصغر حسین، شبیر احمد عثمانی حبیب الرحمٰن عثمانی، احمد سعید دہلوی، محمد اعزاز علی، عبد الشکور لکھنوی علی محمد رنگون فتح محمد بمبئی، عبد المنعم بمبئی، عبد القادر نظامی۔

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ گفتہ کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات منطقی ثابت میشود چہ از روئے احادیث صحیحہ نور محمدی در صلب آدم ودیعت بود و از جبین مبین رو میتافت پس روشن شد کہ مبدا نور محمدی ہند است ومنتہائے آں عرب وکفی بذلک للھند مشرفا وفضلا و تقریر مساوات ایں است نور محمد ﷺ حل بآدم وآدم حل

بالھند و تحقیق ایں قیاس در کتاب منطق باید جست

کانت لِاٰدم ارض الھند منھبطا — وفیہ نور رسول اللّٰہ مشعول

(حظیرۃ القدس ص۷۶ ۳ مطبوعہ بھوپال)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ نور محمدی (ﷺ) کا حلول ہند میں قیاس مساوات منطقی سے ثابت ہوتا ہے کیوں کہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی (ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت تھا۔ اوران کی پیشانی بیں چمکا تو واضح ہوا کہ نور محمدی (ﷺ) کی ابتدا جلوہ گری ہندوستان میں ہوئی اور آپ ﷺ کی انتہاء تشریف فرمانا عرب میں ہے اور آپ کی وجہ سے ہندوستان کوکافی شرف وفضل حاصل ہے اوراس مساوات کی تقریر یہ ہے کہ نور محمدی علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نازل ہوا تو حضرت آدم ہندوستان میں اترے تو حضرت محمد ﷺ کا نور ہندوستان میں ہی اترا منطق کی کتابوں میں اس قیاس کی تحقیق تلاش کرلو۔ ہندوستان کی زمین حضرت آدم کے اترنے کی جگہ ہے۔ اوراس میں رسول اللہ کا نور چمکنے والا تھا۔

یہی نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

طلوع آفتاب نبوت و نیر اعظم رسالت اولاً از افق ہند بودہ ست زیرا کہ آدم علیہ السلام اوّل انبیاء است وچوں نور نبوت محمد رسول اللہ در صلب آدم بود از وے باصلاب دیگر بتدریج ازمنہ منتقل شد ثابت گردید کہ مطلع نور محمدی و مبدا ایں فیض سرمدی ہنداست وغایت ومنتہی و مظہر وجود عنصری ومجلائے او عرب وکفی باالہند شرفا وفضلاً در کعب بن زہیر حیث قال

ان الرسول لنور یستضاء بہ — مھند من سیوف اللّٰہ مسلول

جوہری گفتہ مہند شیخ ساختہ از آہن لطیفہ ازان خاطر میر آزاد بلگرامی ست گویا ندا باذان ملت حیفہ وضرب نوبت دولت محمدیہ اولا از سرزمین ہند بودہ میر آزاد در خزانہ عامرہ گفتہ استنباط عجی کہ کردہ ام کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات ثابت می شود تقریر قیاس ایں است نور محمد حل بآدم وآدم حل بالہند فنور محمد حل بالہند و تحقیق ایں قیاس از کتب منطقی باید جست۔ (ہدایۃ المسائل ج ۷ ص۲۱۶ مطبوعہ بھوپال)

یہی نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ

شک نیست کہ نور نبوت رسول خدا اوّل در صلب آدم بود و بعدہ در اصلاب آباء و ارحام امہات انتقال پذیر رفتہ تا آنکہ از عبد اللہ بن عبد المطلب در مکہ ظاہر گروید و ایں نیز یکے از فضائل بعیدہ ہند است و نعم ما قیل

کانت لآدم ارض الھند منھبطا　　وفیہ نور رسول اللہ مشعول

(حج الکرامۃ فی آثار القیامۃ ص ۱۴۲ مطبوعہ لکھنو)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

جو نور (محمدی) حضرت آدم کی پیشانی میں چمکتا تھا، سورج کی طرح، وہ پاکیزہ عورتوں میں رکھا گیا اس طرح برابر وصیت کی جاتی رہی یہاں تک کہ اللہ نے یہ نور محمدی حضرت عبد المطلب اور ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ تک پہنچایا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۶۵)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تو نور محمدی ان کی پشت میں رکھا وہ نور اس قدر چمکتا تھا کہ حضرت آدم کی پشت میں ہونے کے باوجود پیشانی میں چمکتا تھا۔

(زرقانی ج ۱ ص ۴۹)

علمائے دیوبند کے مقتداء مولوی نور الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ

اول ماخلق اللہ نوری پاک نبی فرمایا
سب تھیں پہلاں نور میرے نوں پیدا رب کرایا
اوسے نوروں کل فرشتے اللہ پاک بنائے
کرسی عرش قلم لوح جنت چوداں طبق او پائے
حضرت آدم صفی اللہ نوں پیدا رب کرایا
کرامانت نور محمدؐ جسم اوہدے وچہ پایا
پھر آوہ نور محمد حضرت شیث نبی ول آیا
پھر ادریس نبی ول بعداں طرفے نوح سدھایا

درجہ بدرجہ شامل ہو ہو خلیل نبی نے پایا
اس تھیں اسمائیل نبی دی نسل بہ نسلے آیا
عبد المناف طرف آ پہنچا پھر ہاشم ول آیا
زرقانی شرح مواہب تھیں اک ہور حوالہ پایا
یہودی عالم ویکھ ہاشم نوں شوقوں قدیم چمیندے
رُکھ جنا ور ہر ہر چیزاں سجدہ ادب کریندے
اہل کتاب جو لوگ عرب عالم خبراں والے
نکاح دی خاطر بیٹیاں حضرت ہاشم کرن حوالے
ہر قل شاہ خود دھئی اپنی دا عقد پیغام پچایا
ایہہ پر حضرت ہاشم سب نوں صاف جواب سنایا
ہاشم تھیں پھر عبد المطلب اندر نور سماوے
مواہب اللدنیہ دے وچ لکھیا خوشبو جسموں آوے
حضرت مطلب دے پھر پچھوں عبد اللہ دے خانے
چمکیا نور محمدؐ والا لائی لو جہانے

منظوم قصص الانبیاء ص ۷۷ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ

ملا معین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ

جب نور محمدی حضرت آدم میں جلوہ گر ہوا تو جب بھی آپ آسمانوں پر تشریف لے جاتے تو عالم کرو بیاں کے فرشتوں سے ملاقات کرتے تو تمام فرشتے عزت واحترام کرتے ایک دن اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے رب تعالیٰ نے فرمایا، کہ اے آدم یہ استقبال اور احترام اس نور محمدی کے لیے ہے۔ حضرت آدم کے عرض کرنے پر نور محمدی آپ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی ظاہر کیا گیا آپ نے اس کی زیارت کی اور اسے چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ (معارج النبوت ج ا ص ۴۳)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

امام فخر الدین رازی، امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

بے شک فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک تھا۔ عصیدۃ الشہداء، ص۷۵، تفسیر کبیر ج ۲ ص۳۰۲، جواہر البحار ج ا ص۳۵۵، تفسیر روح البیان ج ۷ ص۳۰۳ شرہ قصیدہ بردہ از شیخ زادہ ص۱۰۰ سیرت النبویہ لدحلان ج ا ص۲۴ دیوبندی مولوی کرم الٰہی نے سفینہ افضال الرحمٰن

حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک رکھا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے پرندوں کے چہچانے کی آواز سنی عرض کیا۔ یہ کیسی آواز ہے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کی آواز ہے۔

(منظوم قصص الانبیاء ص۵۳، بیان المیلاد النبوی ص۲۰، الانوار ص۵ رحمۃ للعلمین از دیوبندی عابد ص۹۰)

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیّت:

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ اس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک و مطہر خواتین کی طرف منتقل کرنا۔

(سیرت النبویہ لدحلان ص۲۵، بیان المیلاد النبوی ص۲۰ المورد الروی ص۴۹ الانوار ص۷ مولد النبوی ص۱۸)

حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جب حضرت حوا نے حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک دیکھا تو بہت خوش ہوئیں۔ (الانوار ص۹ مطبوعہ نجف اشرف)

اس نورانیت کی چمک آسمان کی طرف جاتی تھی۔ (الانوار ص۹)

انبیائے کرام کا نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہونا:

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام سب اس نور اعظم

(حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ص۷۴۳)

امام عاشقاں مولانا عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں کہ

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان لکھتے ہیں کہ آپ ہی کا وہ فیض وجود نور تھا۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں مامون رہے اور یہی وہ نور تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نار نمرود میں محفوظ رہے اور یہی وہ نور تھا جس کے سبب حضرت اسمائیل علیہ السلام پر چھری نہ چلی۔ (ذکر النبی ص۲۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

نور سے جن کی ہوئی سرد تھی آتش نمرود — اب وہی نور خدا صل علی پیدا ہوئے

نوح کی کشتی جن کے سبب طوفان سے — اب وہی نا خدا صل علی پیدا ہوئے

نزع میں مرقد میں محشر میں کریں گے جو مدد

اب وہی محبوب خدا صل علی پیدا ہوئے

(باغ جنت ص۲۸۹)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے مذکور عبارت کا مفہوم درج فرمایا ہے۔

(مولد العروس ص۸ مطبوعہ بیروت)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

یہ سمجھ لینا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں استقلال کم تھا۔ کتنی بڑی غلطی ہے۔ اگر نور محمدی کے جدا ہو جانے سے وہ غیر مستقل ہو گئے تھے تو اچھا پھر وہ چھری چلانے کے وقت مستقل کیونکر ہو گئے تھے۔ (روح انج وانج ص۲۲ ملفوظات مفت اختر ص۲۱۸ مطبوعہ کراچی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ :

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کی تعریف میں اشعار عرض کروں فرمایا خدا تعالیٰ تیرے منہ

کو سلامت رکھے کہو حضرت عباس نے عرض کیا کہ

من قبلها طبت فی ظلال و فی   مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر   انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة ترکب السفین وقد   الجم نسراً واهله الغرق

تنقل من صالب الی رحم   اذا مضی عالم بدا طبق

وردته نارالخلیل مستبرا   فی صلبه انت کیف یحترق

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۹، الوفا ج ۱ ص ۳۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰۰، مستدرک ج ۳ ص ۳۲۷، تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۳۲۷ انوار محمدیہ ص ۵۷، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۹۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۲ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵۸، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۵۹ الملل والنحل ج ۲ ص ۲۴۰ سیرت النبویہ ص ۳ الدحلان، شفا ج ۱ ص ۱۰۰، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۳ شرح شفا ج ۲ ص ۲۰۴)

ان اشعار کا ترجمہ دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جو کہا ہے وہ پیش خدمت ہے زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور تیز ودیعت گاہ میں جہاں جنت کے درختوں کے پتے اوپر تلے جوڑے جاتے ہیں یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے۔ سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور وہ ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے۔ مستقر و مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اس منع کیے ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اتر گیا۔ تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے اس کے بعد آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ نہ علق، کیوں کہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ بلکہ اصلاب آباء میں محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی نوح میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کی نسر بت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا۔ مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا۔ مولانا جامی نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

زجودش گر نگشتی راہ مفتوح ہجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور وہ مادہ اسی طرح واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا۔ دوسرا طبقہ ظاہر اور شروع ہو جاتا تھا یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے

(نشر الطیب ج ا ص ۱۰ مطبوعہ تاج کمپنی)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

انت الذی لولاك ما خلق امرء   کلا ولا خلق الوری لولاك

انت الذی لما توسل ادم   من منزلة بك فاز وھوابا کا

وبك الخلیل دعا فعادت نارہ   بردا و قد خمدت بنور سینا کا

ودعاك ایوب بضر مسه   فاذیل عنه الضر حین دعا کا

وبك المسیح انی بشیرا مخبرا   بصفات حسنك ما دحابدلا کا

وكذلك موسیٰ لم یزل متوسلا   بك فی الیوم القیامة یحمی بحماك

(قصیدۃ النعمان ص ۲۹ مجموعۃ القصائد ص ۲۰ مطبوعہ دہلی)

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذات اقدس ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ کیا جاتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم ذات ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑا تو وہ اپنی مراد کو پہنچے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں۔

۳۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کی برکت سے آگ گلزار بن گئی۔

۴۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکالیف و مصائب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی پکارا تو اس پکارنے کی برکت سے ان کی تکلیف دور ہوگئی۔

۵۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حسنہ کا بیان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے تشریف لائے۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ اپنی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کا ہی وسیلہ مبارک پکڑا اور قیامت میں بھی آپ کے وسیلہ وظل وحمایت میں پناہ لیے ہوں گے۔

حضرت امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ حضور سیّد عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یوں استغاثہ کرتے ہیں کہ

وکل ای اتی الرسل الکرام بہا　　فانما اتصلت من نورہ بھم

فانہ شمس فضل ھم کو اکبھا　　یظھرت انوارھا للناس فی الظلم

وکلھم من رسول اللہ ملتمس　　غرقا من البحر اور شفا من الدیم

(قصیدہ بردہ شریف ج ۱۳۱ ھ ۱۴)

مولانا عبدالرحمٰن جامی ان اشعار کا ترجمہ فارسی میں یوں فرماتے ہیں کہ

ہرچہ آور دند مجموع رسل از معجزات　　آں زنور مصطفٰے آمد بایشاں لاجرم

او بود خورشید فضل و دیگراں سیار گاں　　روشنی سیار گان ظاہر کند اندر ظلم

ملتمس ازوے ہمہ از انبیاء واز رسل　　یک کف از دریائے علم وشربتے زابر کرم

(قصیدہ بردہ منظوم فارسی ج ۱۳۱ ھ ۱۴)

محمد فیاض الدین نظامی بہزاد دکن ان اشعار کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ

جو رسولان جلیل القدر کے تھے معجزے　　آپ ہی کے نور سے پایا تھا سب نے یہ کرم

آفتاب فضل ہیں وہ اور ستارے سب رسل　　کرتے ہیں ظلمت میں ظاہر سب یہ انوار کرم

انبیاء سب ملتمس ہیں تاکہ مل جائے انہیں　　ایک چلو بحر سے یا قطرہ از ابر کرم

(قصیدہ بردہ منظوم اردو ج ۱۳۱ ھ ۱۴)

ترجمہ: اور ہر طرح کا معجزہ جو آپ ﷺ سے پہلے ہر نبی کو ملا وہ حقیقت میں حضور ﷺ کے نور (کی برکت) سے ملا ہے۔

۲۔ حضور ﷺ مثل آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء ستاروں کے مانند ہیں اور آفتاب لوگوں کے لیے اندھیرے میں اپنے انوار ظاہر کر رہا ہے۔

۳۔ تمام انبیاء حضور ﷺ کے معرفت ورحمت کے سمندر سے ایک چلو یا ایک قطرہ حاصل

کرنے کی التماس کرتے ہیں۔

دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے ان اشعار کو نشر الطیب ج ص۱۲، ص۱۳ اور ص۷ اپر، دیو بندی بادشاہ گل بخاری نے نور و بشر ص۷ اپر درج کیا ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عیسےٰ وادم والصدور جبیبھم　　　ھم اعین ھو نورھا لما ورد

لو ابصر الشیطان طلعۃ نورہ　　　فی وجھہ کان اول من سجد

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ا ص۶۳)

ترجمہ ا: حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء آنکھیں اور حضور سیّد عالم ﷺ ان کا نور ہیں۔

۲: اگر شیطان اپنی بصارت سے حضرت آدم علیہ السلام کے چہرہ مبارک میں حضور ﷺ کا نور دیکھ لیتا تو فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا۔

مذکورہ عبارات میں جو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا ذکر ہوا۔ وہ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت عمر فاروق کی روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یوں دعا کی کہ اے اللہ تیری بارگاہ میں تیرے محبوب ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں معاف فرما تو رب تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔

(طبرانی ج ۲ ص۸۳، مستدرک ج ۲ ص۶۱۵ زرقانی ج ا ص۶۲ الوفا ج ا ص۳۳ شواہد الحق ص۱۳۷، انوار محمدیہ ص۲۷ افضل الصلوت ص۱۱۷، مواہب اللدنیہ ج ا ص۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۷، بیان المیلاد النبوی ص۲۰، ابن عساکر ج ۲ ص۳۵۷، تفسیر عزیزی ص۱۸۳ المورد الروی ص۴۷ الدرر السنیہ ص۷ دلائل النبوت ص معارج النبوت ج ا ص۶۳ ۴، شفا ج ا ص۱۰۴ مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۵۳)

اس حدیث پاک کو دیو بندی حضرات کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۱۳، امداد الفتاوی ج ۴ ص۵۲۰ تبلیغی دیو بند کے محمد زکریا سہارنپوری نے فضائل اعمال ص۴۸۱ فضائل ذکر ص۱۱۱ تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص۲۸۶، تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص۳۵ تھانوی کی معتقد نے ذکر النبی ص۲۷، دیو بندی محدث ظفر احمد عثمانی امداد الاحکام ج ا ص۱۳۳ دیو بندی مولوی نور الٰہی نے منظوم قصص الانبیاء ص۵۳

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ کے نور مبارک کی برکت یہ ہے کہ تمام عالم کا وجود آپ ﷺ کے نور سے ہوا۔

(راس الاربعین ص۱۸ مواعظ میلاد النبی ص۳۹۸)

اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے
وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے
کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا
کہیں صابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا
کہیں یارو وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ابراہیم خلیل ہوا کہیں راز قدیم علیل ہوا
کہیں صادق اسمائیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہلایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے
کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

(نالۂ غریب امداد ص۵، کلیات امدادیہ ص۹۱ باغ جنت ص۲۸۵)

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(جہاد اکبر ص۳ کلیات امدادیہ ص۱۰۸ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

سب کو نیکی کی دولت آپ ﷺ ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیبیوں کو تو

آپ کے نور سے۔ (بہشتی زیور ج ۸ ص۲ مطبوعہ کراچی)

اس کے محشی نے لکھا ہے کہ

آپ کے نور کی برکت سے کیوں کہ تمام مخلوق کا وجود آپ ہی کے باعث ہوا ہے۔

(بہشتی زیور ج ۸ ص۲ حاشیہ)

دیو بندی حضرات کے علامہ نور الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

سردار دو عالم نے فرمایا، اندر پشتاں پاکاں
پاک رحمان وچہ نور اساڈا کردا روشن خاکاں
کشتی حضرت نوح سلامت برکت نور ہمارے
برکت نور خلیل نبی نوں نار ہوئی گلزارے
حضرت اسمائیل نبی نوں کرد ذبح نہ کردی
امانت نور اساڈا اُس وچ حکم ربے تھیں ڈر دی
لکھ یوسف بھی نہ اوس جیہا اوہ ہے نور الٰہی
جس دی برکت حشر دیہاڑے سختی رہے نہ کائی

(منظوم قصص الانبیاء ص۵۵، ۵۴)

دیو بندی محمد عابد میاں لکھتے ہیں کہ

ہوا نور احد سے نور احمد بیگماں پیدا — ہوا پھر نور احمد سے زمین و آسمان پیدا
نبی کے نور سے سب کچھ ہوا زیر و زبر پیدا — کہیں جن و بشر پیدا کہیں شمس و قمر پیدا
وجود سرور دین سے وجود ملک ہستی ہے — محمد سے ہوئے ہیں بحر و بر اور خشک و تر پیدا
کوئی پیدا نہ ہوتا عالم ایجاد میں سرور — نہ ہوتے سر زمین پر سرور عالم اگر پیدا

(رحمۃ اللعلمین ص۶۵)

علمائے دیو بند کا ترجمان لکھتا ہے کہ

بمکہ بنی از توحید نورے — بیثرب از رسول اللہ نورے

ماہنامہ الرشید ساہیوال دسمبر ۱۹۸۱ء

مدحت خیر الوریٰ ہر لمحہ میرا کام ہے　　مستنیر نور طیبہ میری صبح و شام ہے
نور احمد سے منور از زمین تا آسماں　　شش جہت میں آپ کا فیض وفیض عام ہے

(ماہنامہ الرشید دسمبر ۱۹۷۶ء)

مشہور دیوبندی قلم کار محمد اقبال قریشی رقمطراز ہیں کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی فیض سے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو بنایا۔

(درود سلام کا مقبول وظیفہ ص۱۶ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

دیوبندی شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ
جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ہے　　جس کا کہ جبریل بھی ادنیٰ غلام تھا

(کلیات شبلی ص۳۲ مطبوعہ اعظم گڑھ)

نور محمدی (ﷺ) کا حضرت شیث علیہ السلام میں جلوہ گر ہونا

(رحمۃ للعلمین ص۹۶ از محمدی عابد میاں دیوبندی)

علمائے دیوبند کی مقتدر شخصیت نور الٰہی لکھتے ہیں کہ
ایہہ کرامت نور محمدی اللہ پاک وکھائی　　حضرت شیث پیشانی اندر نور کرے روشنائی

(منظوم قصص الانبیاء ص۵۴)

دیوبندی حضرات کے سیّد محمد عابد میاں رقمطراز ہیں کہ
اور نور محمدی ان (حضرت شیث) کی پیشانی سے آفتاب کی طرح روشن اور درخشاں تھا جب کہ حضرت شیث علیہ السلام بالغ ہوئے تب ان سے حضور پر نور ﷺ کے نور مبارک کی حفاظت کے لیے عہد و پیمان لیا گیا۔ اور ایک عہد نامہ اس مضمون کا تحریر کرایا گیا کہ وہ نور محمدی کی بے انتہا نگاہداشت کریں اور اس نور کو ارحام طاہرات اور پاک پشتوں میں جائز طور سے پہنچائیں۔ اور اپنی اولاد کو اس نور پاک کی حفاظت کی بہت سی تاکید فرمائیں اور ان سے وصیت فرمائیں کہ وہ یکے بعد دیگرے اس عہد نامہ کو ایک دوسرے تک پہنچائیں اور ہر ایک اس پر عمل کرے۔ چنانچہ اسی طرح سے ہوا اور ہر ایک اجداد آں حضرت ﷺ نے اس

پر عمل کیا۔ (رحمۃ للعلمین ص۹۶)

نور محمدی کے سلسلے میں عہد کا ذکر ملا معین واعظ نے بھی کہا ہے۔ (معارج النبوت ج اص۲۶۹)

نزار میں نور محمدی کا جلوہ گر ہونا:

علامہ محمد بن یوسف الصالحی امام سہیلی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

جب نزار کی ولادت ہوئی تو ان کے والد عور نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ نور محمدی چمکتا ہوا دیکھا۔ (سبل الہدیٰ ج اص۳۴۵)

امام سہیلی علیہ الرحمۃ خود لکھتے ہیں کہ

حضرت نزار جب پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی نور محمدی سے چمک رہی تھی۔

(الروض الانف ج اص۸)

مضر میں نور محمدی کی جلوہ گری:

مضر اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے تھے جو شخص بھی ان کو دیکھتا وہ ان پر فریفتہ ہو جایا کرتا تھا۔ کیوں کہ ان کے چہرے پر بھی نور محمدی کے جلوے ضوفشان ہوا کرتے تھے۔ (سیرت النبویہ لدحلان ج اص۳۰)

نور محمدی عبد مناف کے چہرے میں چمکتا تھا۔

(سیرت النبویہ لدحلان ج اص۲۷ بلوغ الارب ج ۲ص۲۸۲)

حضرت ہاشم میں نور محمدی کی جلوہ گری:

حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت ہاشم کی پیشانی میں ضوفشاں رہتا تھا۔

(بلوغ الارب ج ۲ص۲۸۳)

دیوبندی حضرات کے سید محمد عابد علامہ لکھتے ہیں، کہ رحمۃ للعلمین حضرت مصطفےٰ ﷺ کا نور حضرت ہاشم کی پیشانی میں جگمگ کرتا تھا اب جو کوئی یہودی عالم آپ کو دیکھتا وہ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور جس جگہ حضرت ہاشم نکل جاتے وہاں ہر ایک چیز آپ کو سجدہ کرتی عرب کے لوگ اور اہل کتاب کے عالم اپنی اپنی بیٹیاں پیش کر کے کہتے کہ اے ہاشم آپ

ان سے نکاح کر لیجئے یہاں تک کہ ایک دن خاص شاہ روم ہرقل نے پیغام دیا کہ میری لڑ
نہایت ہی حسین اور جمیل ہے اے ہاشم آپ یہاں چلے آئیں میں اپنی لڑکی کا نکاح آپ
سے کر دوں گا۔ مقصود ہرقل بادشاہ کا وہ نور محمدی تھا جس کے اوصاف انجیل میں سن چکا
اور نور محمدی ﷺ کا اپنے گھرانے میں لینا چاہتا تھا مگر حضرت ہاشم نے شاہ روم کی بیٹی کو نا
منظور کیا۔ یہاں تک کہ وہ نور مبارک ان سے حضرت عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا۔

(رحمۃ للعلمین ص۱۰۰)

یہودیوں نے حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی دیکھ کر رونا شروع کر دیا تو یہودیوں
نے حقیقت سن کر روتے ہوئے ان سے دریافت کیا کہ اس کے خاتمے کی کوئی صورت
ہے۔ یہودی علماء نے کہا کہ نہیں (کتاب الانوار ص۱۳)

حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور مصطفےٰ ﷺ:

امام زرقانی فرماتے ہیں کہ
حضرت ہاشم کی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور مبارک چمکتا اور نور پھیلاتا تھا۔ کوئی عالم
جب انہیں دیکھ لیتا۔ وہ ضرور آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتا جب بھی آپ کسی چیز کے
پاس سے گزرتے تو وہ آپ کے ادب کی خاطر جھک جاتی بڑے عرب کے قبائل کے لوگ
آپ سے اپنی بیٹی کے نکاح کی دعوت دیتے یہاں تک کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے پیغام
بھیجا کہ میری بیٹی دنیا میں حسین وجمیل خواتین کی سردار ہے۔ میں اس سے آپ کی شادی
کرنا چاہتا ہوں۔ وہ حضور علیہ السلام کا نور مبارک اس بہانے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ
نے انکار کر دیا۔ (زرقانی ج ا ص ۷۳ سیرت النبویہ لدحلان ج ا ص ۳۰)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفےٰ ﷺ:

کعب الاحبار کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
پیشانی میں جلوہ گر ہوا کہ ایک دفعہ حطیم کعبہ میں ایک خواب دیکھا۔ کہ کوئی شخص انہیں
آنکھوں میں سرمہ اور سر میں تیل لگا گیا ہے اور خوبصورت لباس بھی پہنا گیا ہے۔ بیدار

ہوئے تو یہ سب کچھ موجود تھا تو والد محترم قریشی کاہنوں کے پاس لے گئے تو انہوں نے یہ سن کر شادی کا کہا۔ پھر آپ کی شادی کردی گئی آپ کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ اور آپ کی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور مبارک چمکتا تھا۔ اور قریش کی یہ عادت تھی جب بھی انہیں قحط کا سامنا کرنا پڑتا۔ تو جناب عبدالمطلب کو کوہ ثبیر پر لے جاتے اور آپ کے وسیلہ سے دعا کرتے اللہ انہیں بارش عطا فرما کر سیراب فرما دیتا یہ سب حضور ﷺ کے نور مبارک کی برکت سے تھا۔ (انوار محمدیہ ص۱۸، زرقانی ج ا ص۸۲ مواہب اللدنیہ ج ا ص۴۵)

جب یمن کا بادشاہ ابرہہ کعبہ شریف کو گرانے کے لیے آیا اس کی خبر قریش کو ملی تو حضرت عبدالمطلب نے ان کو فرمایا ابرہہ اس گھر (کعبہ) تک نہ پہنچ سکے گا۔ اس کا مالک خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے قریش کے اونٹ بھیڑ بکریاں ہانک لیں ان میں حضرت عبد المطلب کے چار سو اونٹ تھے حضرت عبدالمطلب قریش کے ساتھ پہاڑ ثبیر پر چڑھے۔ تو حضور ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چاند کی طرح پھرا۔ اور اس کی شعاعیں بیت الحرام پر پڑیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے قریش کو فرمایا، کہ واپس چلے جاؤ یہ واقعہ ہی تمہارے لیے کافی ہے خدا کی قسم اس نور کا مجھ سے نکل کر چکر لگانا اس بات کی دلیل ہے کہ کامیابی اور فتح ہماری ہی ہے قریش واپس آگئے، ابرہہ نے اپنا سفیر مکہ میں بھیجا، مکہ میں داخل ہوتے اس کی نظر حضرت عبد المطلب کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ وہ کانپ اٹھا اور اس کی زبان تھتھلا گئی، اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے بیل کے ذبح کے وقت اس کے بڑبڑانے کی ہوتی ہی پھر جب اسے افاقہ ہوا تو حضرت عبدالمطلب کے سامنے سجدہ میں گر گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے سچے سردار ہو۔ مروی ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے۔ تو ابرہہ کے سفید عظیم ہاتھی نے ان کا چہرہ مبارک دیکھا تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھ گیا۔ اور آپ کے سامنے سجدہ کیا رب تعالیٰ نے اسے بولنے کی قوت عطا کی تو اس نے کہا کہ سلام ہو اے عبدالمطلب اس نور کو جو تمہاری پشت میں جلوہ گر ہے۔

(نشر الطیب تھانوی ص۲۱، رحمۃ اللعلمین از عابد دیوبندی ص۱۰۱ انوار محمدیہ ص۱۸، ۱۹ از زرقانی ج ا ص۸۴ مواہب اللدنیہ ج ا ص۴۷ عرب کا چاند از ہندو ص۵۳)

وہابیہ کے امیر پروفیسر ساجد میر کے دادا ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

عبدالمطلب کے چہرے پر نور (محمدی) موتی کی طرح چمکتا تھا۔ سیرت المصطفیٰ ج ا ص ا۷

عبدالمطلب کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا جس کے دیکھنے کے لیے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی بصیرت حقانی نے کی ہو۔ (سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۶۱)

عبدمناف کو اس کے حسن جمال کی وجہ سے قمر البطحا دسنکستان مکہ کا چاند کہتے ہیں آپ بتوں کو برا جانتے تھے آپ پر نبی کریم ﷺ کا نور ظاہر و آشکارہ تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا نور ان کے چہرے میں موتی کی طرح چمکتا تھا۔ ان کو جو شخص دیکھتا ان کے ہاتھ چوم لیتا۔ اور جس شے کے پاس سے گزرتے وہ شے ان کو سجدہ کرتی (سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۷)

ضمناً چند ایک مزید حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔ علمائے دیوبند کے مرکز جامعہ اشرفیہ لاہور کا ترجمان لکھتا ہے۔ کہ

جب نزار پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی نور محمدی سے چمک رہی تھی۔

(ماہنامہ انوار العلوم لاہور اکتوبر ۱۹۵۴ء)

الیاس بن مضر ہی اپنی صلب (پشت) سے نبی کریم ﷺ کا تلبیہ حج سنا کرتے تھے۔

(ماہنامہ انوار العلوم لاہور نومبر ۱۹۵۴ء سیرت المصطفیٰ از ادریس کاندھلوی ج ص ۲۲)

یہ روایت سیرت النبویہ لدحلان ج ا ص ۱۴ پر موجود ہے۔

وہ نور نبوت جو ہاشم کی پیشانی میں چمک رہا ہے۔ (ماہنامہ انوار العلوم لاہور نومبر ۱۹۵۴ء)

چلئے ایک حوالہ نورانیت کا لگے ہاتھوں ملاحظہ کر لیجئے۔ علمائے دیوبند کا ترجمان لکھتا ہے کہ

جانشین مصطفیٰ دو نور والے ماہتاب — حضرت عثمان ذوالنورین پہ لاکھوں سلام

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۷ جون ۱۹۸۰ء)

جناب خزیمہ۔ مدرکہ نزار کی پیشانی میں نور محمدی چمک رہا ہے۔ اسی نور کی برکت سے ہر کوئی ان سے محبت کرتا اسی نور کی برکت سے کامیابی ملتی۔ (سیرت النبویہ لدحلان ج ا ص ۲۷)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کا نوران (عبدالمطلب) کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شبیر کے طرف جاتے تھے۔ اور ان کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم مرحمت فرماتے (نشر الطیب ص۲۰ رحمۃ اللعلمین ص۱۰۱)

دیوبندی محمد عابد لکھتے ہیں کہ

جب وہ نور پاک صاحب لولاک حضرت عبدالمطلب کو عنایت ہوا تو ان کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی۔ (رحمۃ اللعلمین ص۱۰۱)

چلیے ضمناً ایک روایت محدث ابن جوزی کی زبانی سنیے۔

حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بعثت مبارک سے پہلے ایک خواب دیکھا۔ کہ مکہ مکرمہ میں تاریکی اور اندھیرا اس قدر غالب ہے کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اچانک زم زم کے کنواں سے ایک نور ظاہر ہوا۔ وہ نور آسمان کی طرف بلند ہونا شروع ہوا۔ اور اس نے بیت اللہ کو بھی منور کر دیا۔ پھر گویا پورے مکہ مکرمہ کو نور کا ٹکڑا بنا دیا۔ مدنیہ منورہ کے کھجوروں کے درختوں کو بھی روشن کر دیا یہاں تک کہ میں نے ان پھلوں کو بھی دیکھ لیا۔ بیداری کے بعد میں نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا انہوں نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے بھائی یہ نور مبارک بنو عبدالمطلب میں ظہور فرمائے گا حضرت خالد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ نے مجھے حضور ﷺ کی وجہ سے ہدایت عطا فرمائی۔

حضرت خالد کی والدہ نے فرمایا کہ میرے پیارے بیٹے تے جب یہ خواب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ انا ذلک النور وانا رسول اللہ اللہ کی قسم وہ نور میں ہی ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ (الوفا ج۱ ص۸۰، ج۱ ص۸۱)

وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا اسم ظاہر بھی ہے وہ حسب ونسب میں عالی ہے۔ آبائے اوّلین جو اسی کے نور (محمدی) کے عامل تھے سفاح سے پاک رہے۔

(رحمۃ اللعلمین ج۲ ص۱۸۸)

وہابیہ کے مستند عالم عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ

عبداللہ مطلب ہاشم دے گھر چمکیا نور ستارہ روشن مشرق مغرب تائیں پہنچ گیا چمکارا

(اکرام محمدی ص۲۷)

والدین مصطفےٰ ﷺ اور نور محمدی ﷺ کی جلوہ گری:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف جلوہ گری کا ذکر خیر کرنے سے پہلے ایک بات ذہن نشین کیجئے۔ دنیا میں ہر کوئی اپنے والدین کو عزت کو نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کی توہین کسی طرف سے بھی ہو۔ ناقابلِ برداشت ہوتی ہے اے مسلمان دل تھام کر سوچ جو رسول کائنات ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کی عزت وعظمت پر حملہ کریں ان پر سب وشتم کریں انہیں کافر تک کہیں معاذ اللہ بتائیے آپ کی حضور ﷺ سے محبت کا تقاضا کیا ہے کیا یہ ہفوات برداشت کریں گے۔ یہ ہفوات لکھتے ہوئے دل لرز رہا ہے قلم کانپ رہا ہے۔ دل پر پتھر رکھتے ہوئے یہ الفاظ نقل کیے ہیں بتائیے اپنے دل وایمان سے پوچھ کر کہ کیا کوئی مسلمان ان ہفوات کو سن کر برداشت کر لے گا علماء دیوبند ونجد اسی ناپاک نظریہ کی تشہیر کریں کیا اب بھی ان سے محبت اور دوستی رکھو گے سوچ لو کل محسنِ اعظم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے وہابی سعودی عرب والوں نے مخدومہ کائنات حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کو منہدم کر دیا العیاذ باللہ۔

سوچیئے ایمان وانصاف سے ایسے لوگوں سے میل جول رکھو یا ان سے محبت کرنے والوں سے محبت اور رشتہ داری رکھو گے۔

اختصار کی وجہ سے صرف ایک حدیث پاک ملاحظہ کیجئے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ناقل ہیں، کہ طلق بن علی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ اگر میں اپنے والدین کو (ظاہری طور پر) پاتا۔ یا ان میں سے کسی کا زمانہ ملتا۔ اور میں نماز عشاء ادا کر رہا ہوتا۔ یہاں تک کہ سورۃ فاتحہ کی قرات مکمل کر لیتا۔ اور وہ مجھے آواز دیتے یا محمد میں ان کی آواز کا جواب دیتا۔ کہ میں حاضر ہوں۔ (مسالک الحنفاء ص۶۹)

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے چھ رسائل حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے ثبوت میں تحریر فرمائے اس کے سواء متعدد محدثین نے اس پر کتب لکھی ہیں ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں اتمام حجت کے واسطے مخالفین کے اکابر کے ایک دو اقوال درج ہیں۔ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ اللہ نے آپ ﷺ کے ماں باپ کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے۔

(الشمامۃ العنبریہ ص۷ مطبوعہ بھوپال)

اور یہ زندہ کر کے ایمان کا مسئلہ اعزازاً ہے ورنہ وہ پہلے ہی ایمان دار تھے، صرف اس لیے کہ انہیں شرف صحابیت مل جائے آئمہ حدیث نے یہ تصریح اپنی کتب میں کی ہے وہابیہ کے امام العصر ابراہیم میر سیالکوٹی نے سیرت المصطفےٰ ج ا ص۹۷ پر تفصیلاً والدین کریمین کے ایمان پر گفتگو کی ہے دیوبندی مولوی ظفر احمد عثمانی کے نزدیک حضور ﷺ کے والدین کریمین کی توہین کرنا حضور ﷺ کو اذیت دینا ہے اور پھر آیت کریمہ

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ

نقل کی ہے امداد الاحکام ج ا ص۱۴۱ ۳ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے وقت نورانیت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو ان کے چہرہ مبارک پر ایسا نور چمک رہا تھا جیسا کہ سورج کا نور چمکتا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۲۱ حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۰۱)

نورمحمدی کی برکات:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب بھی کبھی لات وعزیٰ اور دوسرے بتوں کے قریب سے گزرتے وہ کہتے اے وہ ذات جس میں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا نور مبارک چمک رہا ہے ہم سے قریب نہ آئیو کیوں کہ اس نور مبارک سے تمام دنیا کے بتوں کی تباہی ہوگی۔

(تاریخ الخمیس ج ا ص۱۸۲)

وہابیہ کے جید عالم مولوی عبدالستار صاحب بھی لکھتے ہیں:

چمکیا وچہ پیشانی تیری نور حبیب حقانی
جس دے ہتھوں ٹھاکر خانے ہوسن کل ویرانی
دن دن جلوہ نور محمدی تیز کر کے روشنائی
جنت ول باپ نبی دا جاوے خبر کتابوں آئی

(اکرام محمدی ص۲۵۶)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

رقیہ بنت نوفل اپنے بھائی سے سنا کرتی تھی کہ اس اُمت میں ایک نبی تشریف لانے والے ہیں تو جب اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک دیکھا جس میں نور محمدی چمک رہا تھا۔ تو اس نے خیال کیا کہ آنے والا نبی اسی مبارک شخصیت سے ہوگا کیوں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں سے خوبصورت ترین شخص تھے۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگی، کہ میں تجھے اتنے اونٹ دوں گی جتنے تیری خاطر ذبح کیے گئے تھے۔ لیکن اس شرط پر کہ تو مجھ سے ابھی جماع کرے شاید اس طرح کا نکاح جو گواہوں اور ولی کے بغیر ہو جو کہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔ کیوں کہ یہ عورت نہ تو زانیہ تھی اور نہ ہی زنا کا ارادہ کرنے والی تھی بلکہ باحیا اور پاکدامن عورت تھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک میں اسے نور محمدی نظر آیا۔ وہ چاہتی تھی نور محمدی کو حاصل کرنا۔ لیکن اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حرام سے موت بہتر ہے۔ کیوں کہ میرا تیرا نکاح نہیں ہوا میرے لیے تیری پیشکش پوری کرنا حلال نہیں ایک کریم شخص اپنی عزت اور اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے (یہ روایت راوی کے نام کے اختلاف سے درج ہے یعنی کتب میں نام فاطمہ ہے)

(زرقانی ج ۱ ص ۱۰۱، سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۳۵، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۹۶، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵۰ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۳۲، شواہد النبوت ص ۵۱)

اسی طرح کا ایک واقعہ دیوبندی عابد میاں نے رحمۃ العلمین ص ۱۰۹ دیوبندی امیر الدین

ــــ سیرت طیبہ ج اص۶۳ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اختصار انشر الطیب ص۲۱ دیوبندی مولوی نور الٰہی نے منظوم قصص الانبیاء ص۷۸ اہندو سوامی لکشمن نے عرب کا چاند ص۵۸ میں تحریر کیا ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

جب قریش تجارت کی غرض سے جاتے وہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال اور ان کی پیشانی میں چمکنے والے نور کا تذکرہ کرتے اسبار یہود کہتے کہ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نور نہیں وہ تو محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے۔ یہود جو علامات بتاتے، قریش وہ سن کر کہتے کہ واقعی یہود سچ کہتے ہیں، (شواہد النبوت ص۴۹)

تقریباً یہی روایت دیوبندی عابد میاں نے (رحمۃ اللعمین ص۱۰۱) میں لکھی ہے۔

دیوبندی حضرات کے عالم مستند عاشق الٰہی رقمطراز ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ بن مطلب نہایت حسین اور خوبصورت جوان تھے اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔

(اسلام ص۱۸، ۱۹ مطبوع رائے پور)

عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کا اگر کسی بُت کے جانب گزر ہوتا تھا تو اس سے یہ آواز آتی تھی کہ اے عبداللہ ہمارے پاس نہ آؤ کیوں کہ تمہارے صلب میں وہ نور موجود ہے جو ہماری ہلاکت و بربادی کا باعث ہوگا۔ (اسلام ص۱۹ رحمۃ للعلمین از عابد دیوبندی ص۱۰۸)

دیوبندی عابد میاں لکھتے ہیں کہ

سبحان اللہ پھر وہ نور پاک حضرت عبد المطلب کی پیٹھ سے منتقل ہو کر چشم و چراغ حضرت عبداللہ کا ہوا۔ (رحمۃ للعلمین ص۱۰۶)

سبحان اللہ حضرت عبداللہ شروع جوانی کے عالم میں عجیب عجیب واقعات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامات دیکھتے تھے اور حیران ہو کر اپنے والد عبد المطلب سے عرض کرتے کہ اے عبد المطلب جب کہ میں مکہ معظّمہ کے میدان میں جاتا ہوں۔ اور جبل ثبیر پر چڑھتا ہوں تب میری پشت سے وہ نور نکل کر ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف پھیل جاتا ہے

پھر وہ نور سمٹ کر ابر کی مانند بن کر آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ آسمان اس نور کے لیے کھل جاتا ہے اور یہ نور آسمان پر چلا جاتا ہے پھر ایک لمحہ کے بعد آسمان سے واپس چلا آتا ہے اور اے عبدالمطلب جس جگہ میں بیٹھتا ہوں۔ اس جگہ زمین سے آواز آتی ہے کہ سلام ہے تم پر اے امانت دار نور محمدی ﷺ کے، اور اے عبدالمطلب جب میں کسی خشک جگہ یا سوکھے درخت کی نیچے بیٹھتا ہوں اس وقت درخت ہرا ہو کر مجھ پر اپنی ٹہنیاں جھکاتا ہے اور میرے نیچے خشک زمین پر ہری گھاس پیدا ہوتی ہے...... یہ سب کچھ سن کر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ...... جو سارے جہان سے زیادہ بزرگ ہوگا وہ مجسم نور تم سے پیدا ہوگا۔

(رحمۃ العلمین ص۱۰۷، ۱۰۸)

مخدومہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مخدومہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

دوران حمل میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ تو اس اُمت کے سردار کو اپنے شکم میں لیئے ہوئے ہے...... اس نومولود کی ولادت کی یہ نشانی ہوگی۔ کہ اس کے ساتھ نور کا ظہور ہوگا۔ جو شام اور بصریٰ کے محلات روشن کردے گا۔ دلائل النبوت ج ا ص ۱۱۱

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند:

سیدہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے دیکھا، کہ مجھ سے ایک (نورانی) ستارہ ظاہر ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی۔

سیرت حلبیہ ج ا ص ۷۱، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۴۹، مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۲ میں نے دیکھا، کہ مجھ سے ایک نور کا ظہور ہوا۔ جس سے میں نے شام کے محلات روشن ہوتے ہوئے دیکھ لیے۔ (اسی مفہوم کے لیے ملاحظہ ہو) تفسیر عزیزی ج ۲ ص ۲۱۹، دارمی ج ا ص ۲، دلائل النبوت ج ا ص ۱۱۲، الوفا ج ا ص ۹۴، مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۳۵، مسالک الحنفاء ص ۴۹، زرقانی ج ا ص ۱۶۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰۶ سیرت ابن ہشام ج ا ص ۲۷،

اسعاف الراغبین ص۱۰ مولد رسول اللہ ص۱۸۔

جب حضور سیّد عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو ایسا نور کا ظہور ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے روشن ہوگئی۔

(سیرت النبویہ لدحلان ج ا ص۲۶ زرقانی ج ا ص۶۵، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص۲۶۴، مواہب اللدنیہ ج ا ص۲۲، انوار محمدیہ ص۳۵، الخصائص الکبریٰ ج ا ص۴۸، ماثبت بالسنہ ص۵۳ سیرت حلبیہ ج ا ص۹۱ مولد النبوی ص۲۱)

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس رات بلند عظمت میں حضور علیہ السلام کو جنا۔ تو حضور علیہ السلام کے انوار حسیہ اور معنویہ اتنے ظاہر ہوئے، جنہوں نے عقل اور آنکھوں کو حیران کر کے رکھ دیا۔ جیسا کہ علماء اخیار کے نزدیک اس کی احادیث اور اخبار گواہی دیتی ہیں۔ (مولد رسول اللہ ص۲۵)

حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات میں کعبہ میں تھا سحری کے وقت میں نے دیکھا کہ کعبہ نے مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا اور تکبیر کہی اور سارے بُت اوندھے منہ گر گئے ہبل نامی بت سے آواز آئی کہ آگاہ ہو جاؤ کہ نبی آخر الزماں جلوہ گر ہو گئے، ان کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔

(شواہد النبوت فارسی ص۲۲، معارج النبوت ج ۲ ص۹۶)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حمل رہنے کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔ (نشر الطیب ص۲۲)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں کہ

حضرت (ﷺ) کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا۔ جس سے قصور شام نظر آئے۔ (اشمامۃ العنبریہ ص۱۰)

دیوبندی مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی رقمطراز ہیں کہ

صحیح احادیث میں ہے کہ ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔

(سیرۃ رسول اکرم ص۳۶ مطبوعہ لاہور، سیرت خاتم الانبیاء ص۲۱ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی مولوی امیر الدین لکھتے ہیں کہ

آپ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا کہ جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محل روشن ہوگئے۔ (سیرت طیبہ ج ا ص ۷۷)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محلات دیکھ لئے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۱۴۵)

بے شک رسول اللہ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۱۴۷)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۶۶ پر یہی لکھا ہے۔

دیوبندی خواجہ محمد اسلام لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محل روشن ہوگئے۔ (محبوب کے حسن و جمال کا منظر ص ۷۵)

یہی وہابیہ کے محدث عبد الرحمٰن مبارکپوری نے اپنی کتاب روضۃ الانوار ص ۱۰ (عربی) پر نقل کیا ہے (مطبوعہ ریاض)

دیوبندی قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اس (ولادت کی) رات میں نے نور دیکھا تھا اور ستارے اس طرح جھک رہے تھے کہ مجھے خوف ہونے لگا کہ کہیں میرے اوپر نہ گر پڑیں۔ (قصص القرآن ص ۴۵۰ مطبوعہ لاہور)

یہی عبارت دیوبندی عالم محمد شریف نے تذکرہ خاتم الانبیاء ص ۷۴ مطبوعہ کراچی پر لکھی ہے۔

وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارا
جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نوروں آشکارا

(تفسیر محمدی ج ۴ ص ۱۹۱)

جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی رقمطراز ہیں کہ

بکثرت روایات میں بی بی آمنہ کا یہ بیان بھی نقل ہوا ہے کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اندر سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ (سیرت سرور عالم ج ۲ص۹۵ مطبوعہ لاہور)

اسی مفہوم کی عبارت دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ بادشاہ گل بخاری نے نور و بشر ص۱۸ پر نقل کی ہے اور دیوبندی عنایت علی نے باغ جنت میں نقل کی ہے ص۲۸۹

دیوبندی مولوی نور الٰہی نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ

پیٹ میرے تھیں ظاہر ہو یا پھرا وہ نور حضوری
روشن ہو گیا عالم سارا کیا نیڑے کیا دوری

(منظوم قصص الانبیاء ص۱۷۹)

دیوبندی عابد میاں لکھتے ہیں کہ

حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارک کے وقت ایک عظیم الشان نور پیدا ہوا کہ جس نے مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن کر دیا۔ اور ملک شام کے محل اس روشنی میں مجھے نظر آنے لگے۔ (رحمۃ اللعلمین ص۱۲۱)

اسی مفہوم کی عبارت مفتی محمد شفیع دیوبندی نے معارف القرآن ج ا ص۳۳۱ پر نقل کی ہے۔

دیوبندی شیخ التفسیر محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

(سیرت المصطفٰے ج ا ص۵۲ مطبوعہ لاہور)

کاندھلوی ادریس نے اس روایت کو صحیح قرار دیا۔ (سیرت المصطفٰے ج ا ص۵۳)

اسی مفہوم کی عبارت دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی آف کراچی نے نقل کی ہے۔

(سیرۃ رسول اکرم ص۲۶ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

وہابیہ کے معتبر عالم صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو

آپ کی والدہ کے جسم سے ایک نور نکلا۔ جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔ مختصر سیرت النبی ص۳۲ مطبوعہ مرکز الدعوۃ والارشاد لاہور، یہی صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے فرمایا، کہ جب آپ کی ولادت ہوئی۔ تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے الرحیق المختوم ص۸۳ مطبوعہ لاہور وہابیہ دیو بندیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ نے فرمایا۔ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو اس وقت مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل جگمگانے لگے۔

(مختصر سیرت رسول ص۳۰ مطبوعہ لاہور)

دعوت انصاف

مذکورہ روایت بالا کو دیو بندی وہابی مودودی اکابرین نے صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ اب ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کے نور کی برکت سے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مکے میں اپنی کوٹھری میں تشریف فرما کر ساری کائنات کو دیکھ سکتی ہیں تو جس مصطفےٰ کریم ﷺ کے نور کی برکت سے سب کچھ دیکھا وہ ہمارے پیارے آقا لجپال مدینہ میں رونق افروز ہو کر کل کائنات کو کیوں نہیں دیکھ سکتے۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے	بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
کلمہ پڑھ کے بھی جو نبی کو بے علم کہے	ایسے بدبخت کا ایمان سے رشتہ کیا ہے

ان دیو بندی وہابیوں کا عقیدہ ان کے محدث خلیل احمد سہارنپوری نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص۳۰ مطبوعہ کراچی)

معاذ اللہ اب بتائیے یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

بانی مدرسہ دیو بند محمد قاسم نانوتوی کے پوتے محمد اسلم قاسمی لکھتے ہیں کہ

بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز بیس اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی اور دنیا و آخرت کی برکتیں لے کر ایک سراپا نور بچہ دنیا میں تشریف لے آیا آپ ہی پیغمبر آخر الزماں رحمت عالم حضرت محمد ﷺ تھے۔ (سیرت پاک ص۲۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

دیوبندی عابد میاں رقمطراز ہیں کہ

جب حق تعالیٰ نے حضور اقدس جناب رسول اللہ ﷺ کا نور بی بی آمنہ کے بطن مبارک میں پیدا کرنا چاہا تب رجب شریف کا مبارک مہینہ اور جمعہ کی شب تھی حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے جنت کے داروغہ کو ارشاد ہوا کہ اے داروغہ آج جنت الفردوس کا دروازہ کھول دے اور زمین و آسمان میں ندا کر کہ وہ مبارک نور جس سے نبی کریم ہادی برحق پیدا ہوں گے وہ آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ کے مبارک حمل میں تشریف لے آئے......
جس رات رحمۃ العلمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ حمل میں تشریف لائے تب ایک ایک گھر روشن اور ہر ایک جگہ نور سے معمور ہوگئی۔ (رحمۃ اللعلمین ۱۱)

جماعت اسلامی کے نعیم صدیقی لکھتے ہیں کہ

آپ کی ولادت ہونے پر سارا گھر نور سے بھر گیا۔ (سید انسانیت ص مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے عالم عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں کہ

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نکاح کے پہلے ہی ہفتے میں امانتدار نور محمدی بن گئی تھیں۔

ماہنامہ مسلمان سوہدرہ حبیب نمبر

وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

سیّدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہی ہفتہ میں امانت دار نور زمدی بن گئی تھیں۔

(رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص ۹۳)

دیوبندی حضرات شیخ الہند محمود الحسن کے والد مولوی ذوالفقار صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت مقدس آمنہ مادر شریف سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرور عالم ﷺ کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا اور مجھ کو قصور شام معلوم ہونے لگے۔

(عطر الوردہ ص ۳۱)

مشہور دیوبندی شاعر طاہر جھنگوی لکھتے ہیں کہ

وقت ولادت نور دیاں کرناں اٹھیاں چار چودھاراہ
چمکیا شمس نبوت والا تھیا ہر ہر سمت اجالا دھرتی نوں چمکایا

(نغمات طاہر ص ۷ مطبوعہ گوجرانوالہ)

سارے جگ وچ ہوئی روشنائی تے مکے وچ چن چڑیا
ہے رحمت رم جھم لائی تے مکے وچ چن چڑیا
جنے بت وچ کعبے دے موجود ہن
اج رب نوں پئے کر دے سجود ہن
گل مطلب نے فرمائی تے مکے وچ چن چڑیا
ہے رحمت رم جھم لائی تے مکے وچ چن چڑیا
میں تے شام دیاں ویکھیا دیواراں نوں
نالے شطراں دیاں ویکھیا قطاراں نوں
اج لگے پٹ چمکدی خدائی تے مکے وچ چن چڑیا
ہے رحمت رم جھم لائی تے مکے وچ چن چڑیا
میرا گھر سارا نور و نور ہو گیا
ہر دکھ ہر غم دور ہو گیا
دو جہاناں دے سردار دی ملی دائی
تے مکے وچ چن چڑیا

(نغمات طاہر ص۲۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں اندھیری راتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی روشنی کی وجہ سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔ (الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۵۶، قصص الانبیاء ص۲۶۶، حاشیہ نسیم الریاض ج ا ص۳۲۸) تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص۳۱۰)

مزید فرماتی ہیں کہ

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو ان کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعوں کی وجہ سے گم ہوئی سوئی مل گئی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۵۶، القول البدیع ص۱۴۷، قصص الانبیاء ص۲۶۶ حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۸، عصیدۃ الشہداء ص۱۰۲، شواہد النبوت ص۱۳۵، جواہر البحار ج ۳ ص۳۰، شمائل الاتقیاء ص۴۴۲)

مزید یہ کہ حضور ﷺ گھر میں خوشی و مسرت کے ساتھ داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے چہرہ انور سے نور بجلی کی طرح چمک رہا تھا۔ (دلائل النبوت ج اص۱۵۳ للبیہقی)

ایک واقعہ دیوبندی وہابی حضرات کے امام قاضی سلیمان منصور پوری کی زبانی سنیے چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی پر پسینہ مبارک ظاہر ہو رہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے۔ جو ابھر رہا ہے یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی نبی ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا عائشہ تو حیران کیوں ہو رہی ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ حضور کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر ایک چمکتا دمکتا نور ہے اس پیشانی کے اندر ایک چمک دیکھی اس پاک نظارہ نے سراپا چشم کر دیا۔

اے خشک اور حیران چشمے و حیران اوست
اے ہمایوں کہ دل کہ آں قربان اوست

بخدا اگر ابو کبیر مدنی (ایام جاہلیت کا مشہور شاعر) حضور کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہو سکتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کے شعر کیا ہیں تو سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

ومبرئ من کل غیر حیضة فساد مرضة وداء معضل
واذا نظرت الی اسرة وجهه برقت کبرق العارضی المتحلل

وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک امراض سے مبرا ہیں ان کے درخشاں چہرہ پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے۔

نبی ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر عائشہ کی پیشانی کو چوما۔

(رحمۃ للعلمین ج۲ص۱۵۳)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص۱۳۲ پر بھی نقل کیا ہے۔

یہی واقعہ ان کتب میں بھی موجود ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ج اص۱۶۷، سنن کبریٰ بیہقی ص۴۲۱، نسیم الریاض ج اص۳۲۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ میرے ہاں خوشی کی حالت میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کے خطوط بجلی کی طرح چمکتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ج ا ص۵۰۱)

امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضور سیّد عالم ﷺ کا چہرہ انور چاند کی طرح منور تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۷۹، انوار محمدیہ ص۱۲۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۹، مواہب اللدنیہ ج ا ص۲۵۰ زرقانی ج ۴ ص۷۷، کنز العمال ج ۷ ص۹۹)

آپ نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ

امین المطفیٰ بالخیر یدعو — کضوء اللہ البدر الظلام

(سیرت حلبیہ ج ۲ ص۸۴، دلائل النبوت ج ا ص۲۲۵، جواہر البحار ج ا ص۹۲)

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ امانت دار ہیں اور نیکی کی دعوت دینے والے ہیں آپ کی نورانیت چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔

(وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۳ جون ۱۹۹۵ء)

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے مبارک دندان سے نور کا ظہور ہوتا دکھائی دیتا اور یہ قول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔ المعجم الاوسط للطبرانی ج ا ص ۴۳۰، تاریخ مدینہ ودمشق ابن عساکر ج ۴ ص۱۱ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے بھی نور نکلتا تھا۔ کتاب المعجم ابویعلی وموصلی ص۴۱

(انوار محمدیہ ج ص۱۳۲، زرقانی ج ا ص۲۷، مواہب اللدنیہ ج ا ص۲۷، سیرت حلبیہ ج ۲ ص۳۳۴، المعجم الاوسط ج ا ص۴۳۰ وسائل الوصول ص۲۰، کنز العمال ج ۷ ص۲۱، نسیم الریاض ج ا ص۳۳۵، یہی روایت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے دارمی ج ا ص۴۴، مشکوٰۃ ص۵۱۸، شمائل ترمذی ص۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۷۹، الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۵۶، جواہر البحار ج ا ص۱۷، دلائل النبوت ج ا ص۲۱۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۱ زرقانی علی المواہب ج ۴ ص۹۵، جامع صغیر ج ۲ ص۹۹ فیض القدیر ج ۵ ص۲۷: شرح الشمائل ج ا ص۵۵، سراج المنیر ج ۳ ص۱۱۲ شرح شفا ج ا ص۳۳۵، شفا ج ا ص۳۹)

یہ روایت دیوبندی مولوی الٰہی بخش نے شیم الجیب ص۱۵۶ دیوبندی حکیم الامت اشرف

علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ نے ذکرالنبی ص۷٦، دیوبندی ترجمان ماہنامہ المرشد لاہور نے شمارہ اگست ۱۹۸۸ء وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفٰے ج ۳ ص۳٦٤ دیوبندی حضرات کے مولوی ذوالفقار نے عطرالوردہ ص۳۰ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفٰے ص۳۷٦ وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان النبی ھوالنور الذی کشطت به عمایات ماضینا ویاتینا

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارے اگلوں پچھلوں کے سب اندھیرے دور ہوگئے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص۳۷٤)

مزید فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سورج کے نور پر غالب آجاتا۔ بے شک قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مبین کہا گیا ہے۔ جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور علی نور تھے۔
(نسیم الریاض ج ۳ ص۲۸۲، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں چند اشعار کہنے کی اجازت چاہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تیرے منہ کو سلامت رکھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

انت لما ولدت اشرقت الارض وضاء ت بنورك الافق

فنحن فی ذلك الضیاء و فی النور وسبل الرشاد نخترق

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص۹۷، الوفاج ۱ ص۳۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۱۸، متدرک ج ۳ ص۳۲۷ تلخیص المستدرک ج ۳ ص۳۲۷، انوار محمدیہ ص۵۷، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص۲۳ سیرت حلبیہ ج ۱ ص۹۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۲۲ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص۲۵۸، جواہر البحار ج ۲ ص۱۵۹، الملل والنحل ج ۲ ص۲۴۰ سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص۳۷ شفاج ۱ ص۱۰۰ نسیم الریاض ج ۲ ص۲۰۵، شرح شفاج ۲ ص۲۰۵)

دیوبندی سیّد بادشاہ گل بخاری نے نور و بشر ص۱۸ وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لڑکے محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے مختصر سیرت رسول ص۳۰، دیو

بندی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص١٠١، شکر النعمۃ ص٤٨، خطبات حکیم الامت ج ٣١ ص١٣٩، وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ٢٣ جون ١٩٩٥ء میں درج کیا ہے۔

اس کا ترجمہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے کہ

آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی۔ اور آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے۔ سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (نشر الطیب ص١٢)

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

لما كان اليوم الذى دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم اضاء منها كل شيء

جس دن رسول کریم ﷺ اس (مدینہ منورہ) میں داخل ہوئے۔ تو آپ ﷺ کے نور کی برکت سے مدینہ شریف کی ہر چیز روشن ہوگئی۔

(جامع ترمذی ج ٢ ص٢٠٣، ابن ماجہ ص١١٩، مشکوٰۃ المصابیح ص٥٤٧، مواہب اللدنیہ ج ١ ص٦٨ طبقات ابن سعد ج ١ ص٢٢١، انوار محمدیہ ص٥٤، الخصائص الکبریٰ ج ١ ص١٧٤، مستدرک ج ٣ ص١٢ تلخیص المستدرک ج ٣ ص١٢، سیرت حلبیہ ج ٢ ص٥٤، جواہر البحار ج ١ ص٦٠ مدارج النبوت ج ٢ ص١٠٥ مسند ابویعلی ج ٣ ص٣٣٣ مسند امام احمد ج ٣ ص٢٢١، سنن دارمی ج ١ ص٤١، البدایہ والنھایہ ج ٥ ص٢٧٤ دیوبندی مولوی زکریا نے فضائل حج ص٢٤٧ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص١٠٥ وہابیہ کے ہفت روز تنظیم حدیث ٢٣ جون ١٩٩٥ء)

رسول اللہ ﷺ سفید رنگ والے روشن آفتاب تھے۔ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک قطرات چمکدار موتی تھے۔ مشکوٰۃ ص٥١٦، سنن دارمی ج ١ ص٢٥، دلائل النبوت ج ١ ص١٨٠، الخصائص الکبریٰ ج ١ ص١٨٤

یہ روایت وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ العلمین ج ٢ ص٣٤٤ میں تحریر کی ہے۔

اسی مفہوم کا ایک قول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔

(دلائل النبوت ج ١ ص١٨٧ حجۃ اللہ علی العالمین ص٦٩٢)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباد بن بشیر اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، گفتگو کرتے کافی رات ہوگئی۔ اور اندھیرا چھا گیا۔ یہ دونوں اٹھے اور گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہوگئی۔ جب دونوں کے راستے جدا ہوئے تو دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور یہ دونوں ان لاٹھیوں کی روشنی

میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

(مشکوۃ ص۵۴۴، حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۷۱، ابن عساکر ج۳ ص۵۴، صحیح بخاری شریف ج۱ ص۵۱۴ مسند ابو یعلی ج۳ ص۲۵۲، دلائل النبوت ج۳ ص۲۰۵)

دیوبندی مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے عقائد الاسلام ج۱ ص۱۷۱، وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص۳۶۵ میں درج کیا ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نور گر ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ ایسے روشن منور ہیں۔ کہ جس چیز کو حضور ﷺ کی صحبت ملی وہ بھی روشن ہوگئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی شے نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں سورج چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا صحیح ابن حبان ج۹ ص۴۷، جامع ترمذی ج۲ ص۲۰۵، مشکوۃ ص۵۱۸، الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۸۰، عصیدۃ الشھدہ ص۱۰۴، سیرت حلبیہ ج۳ ص۳۳۴، دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص۱۶۰، وہابیہ کے اشرف سلیم نے شان مصطفےٰ وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص۱۳۶، دیوبندی ضیا القاسمی نے خطبات قاسمی ج۱ ص۲۳۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے۔ حالت نماز میں جب آپ نے سجدہ کیا تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی پشت اقدس پر تشریف فرما ہو گئے جب آپ ﷺ نے سر انور اٹھایا تو ان دونوں کو پکڑ کر آرام سے بٹھا دیا پھر سجدے کی طرف واپس لوٹے، حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے پھر ایسا ہی کیا۔ پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کو یہاں بٹھا دیا اور دوسرے کو وہاں بٹھا دیا۔ پس میں حاضر خدمت ہو گیا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے ہاں نہ لے جاؤں تو اچانک ایک عظیم الشان روشنی چمکی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ان کی والدہ ماجدہ کے ہاں چھوڑ آؤ۔ گھر میں ان دونوں

کے داخل ہونے تک وہ روشنی بدستور چمکتی رہی۔ (البدایہ والنھایہ ج ۶ ص ۱۵۲)

آپ ہی فرماتے ہیں کہ

جب رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے ہیں تو دیواریں آپ ﷺ کی نورانیت سے چمک اٹھتیں۔

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۸۴، شفاج ا ص ۳۹، نسیم الریاض ج ا ص ۳۳۸، شرح شفاج ا ص ۳۳۸، انوار محمدیہ ص ۱۳۳، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹، شمائل ترمذی حاشیہ ص ۱۶، مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۷۱ مدارج النبوت ج ا ص ۴، کنز العمال ج ۷ ص ۲۱۷، رسائل الوصول ص ۲۱، زرقانی ج ۴ ص ۱۸، جواہر البحار ج ا ص ۱۷)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۹، وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء

امام حسن مجتبےٰ:

امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بلند عزت و عظمت کے مالک تھے آپ ﷺ کا چہرہ انور اس طرح منور تھا جس طرح چودھویں کا چاند

(شمائل ترمذی ص ۲، دلائل النبوت للبیہقی ج ۲ ص ۲۲۰، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۸۸، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۸، جواہر البحار ج ا ص ۳۵)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۴۳ وہابیہ کے مولوی عطاء اللہ طارق نے فضائل سیّد المرسلین ص ۲۵

حضرت حسّان بن ثابت:

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نور اضاء له على البرية كلها   من يهد للنور المبارك يهتدى

نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۷۵ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان آپ ﷺ کے نور مبارک کی روشنی نے تمام دنیا کو منور کر دیا۔ جو بھی اس نور مبارک سے مستفید ہوا ہدایت پا گیا۔

اغر عليه للنبوة خاتم   من الله من نور يلوح ويشهد

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۹۴)

اس (نبی رحمت ﷺ) پر مہر نبوت خوب چمکتی ہے اور آپ ﷺ کا اللہ کی طرف سے نور ہونا ظاہر اور واضح ہو جاتا ہے۔

متی یبد فی اللیل البھیم جبینه   یلوح مثل مصباح الدجی المتوقد

(زرقانی ج ۴ ص۹۱، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص۲۲۶، الاستیعاب ج ۱ ص۳۴۱)

جب رات کی سخت تاریکی میں آپ ﷺ کی مبارک پیشانی نورانی ظاہر ہوتی ہے تو وہ اس اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتی ہے۔

یاد رہے کہ یہی شعر وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفےٰ ج ۲ ص۵۶۹ پر نقل کیا ہے۔

داف وماض ستھاب یستضاء   بدر انار علی کل الاماجد

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص۳۳۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۵۷)

آپ ﷺ کا نور مبارک پورا ہونے والا اور قدیم ستارہ ہے۔ چودھویں رات کا چاند بھی آپ ﷺ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ جس نے تمام بزرگیوں کو منور فرما دیا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سات یا آٹھ سال کا چھوٹا بچہ تھا جو میں دیکھتا تھا وہ مجھے اچھی طرح ذہن نشین رہتا تھا۔ میں نے سنا کہ اچانک ایک یہودی چلا رہا ہے۔ اے یہودیو، تو اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اور میں نے اچھی طرح سنا وہ کہہ رہے تھے تیرے لیے ہلاکت تجھے کیا ہوا۔ تو اس یہودی نے کہا کہ احمد (مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ) کا ستارہ طلوع ہو گیا جو اس رات پیدا کیا گیا ہے۔

(الوفاء ج ۱ ص۹۱، انوار محمدیہ ص۱۷، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص۲۶۷، زرقانی ج ۱ ص۱۲۰، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص۵۲ ماثبت من السنہ ص۵۴، دلائل النبوت ج ۱ ص۱۰۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۷۸، سیرت حلبیہ ج ۱ ص۱۱۲)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص۲۶، امداد الفتاویٰ ج ۴ ص۵۲۰، دیوبندی قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی نے قصص القرآن ص۴۵۰ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے اشمامۃ العنبریہ ص۱۱

حضرت جابر بن سمرہ:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا۔ کہ حضور ﷺ کا رخ انور تلوار کی

طرح تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ

لابل مثل الشمس والقمر کان مستدیرا

نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ انور سورج اور چاند کی طرح نورانی اور چمکتا تھا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۹، شمائل ترمذی ص ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۵، مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۵، شفا ج ا ص ۳۹، شرح شفاء ج ا ص ۳۳۹، نسیم الریاض ج ا ص ۳۳۹، انوار محمدیہ ص ۱۲۴، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۷۸، دلائل النبوت للبیہقی ج ا ص ۱۹۳، منتخب الصحیحین ص ۱۳۶، شرح الشمائل ج ا ص ۴۷، کنز العمال ج ۷ ص ۲۲، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۲، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۷)

یہی روایت دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۶۰ وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعلمین ج ۲ ص ۳۴۴، وہابیہ کے اشرف سلیم نے شان مصطفےٰ ص ۳۸۱، ج ۲ ص ۳۸۱، وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵۔

وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص ۱۳۴ میں درج کی ہے۔

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت براء بن عازب سے بھی منقول ہے۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۵۰۲، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵، شمائل ترمذی ص ۲، انوار محمدیہ ص ۱۲۴، دلائل النبوت للبیہقی ج ا ص ۱۵۱، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۷۸، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۸، مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۴۹، مدارج النبوت ج ا ص ۱۲۹، سنن دارمی ج ا ص ۴۵، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۶۹)

اسی تشبیہ کی بابت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ

آپ ﷺ کی بعض صفات مبارکہ کو سورج اور چاند سے تشبیہ دینا شعراء اور اہل عرب کی عام عادت ہے۔ ورنہ حضور ﷺ کی صفات مبارکہ سے کوئی شے برابری نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہیں جمع الوسائل ص

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو سرخ حلہ مبارک لیے ہوئے دیکھا چاند پورے جوبن پر تھا میں نے ایک نظر چاند اور ایک نظر حضور رسول کریم ﷺ کی طرف دیکھا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ میرے حضور علیہ السلام کا حسن نورانیت چاند سے کہیں زیادہ ہے۔

(شمائل ترمذی ص ۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۸ اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۸۸، دلائل النبوت ج ا ص ۱۵۲ قصص الانبیاء ج ص ۳۵۸، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۷۸، انوار محمدیہ ص ۱۲۴، مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۵۰ زرقانی ج ۴ ص ۷۶ وسائل الوصول ص ۲۱ شرح الشمائل ج ا ص ۴۶، دارمی ج ا ص ۳۲)

یہی راویت وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص۳۴۵، دیو بندی ضیاء القاسمی نے خطبابت قاسمی ج ا ص۲۳۵۔ وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے فضائل سیّد المرسلین ص۲۷، وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفےٰ ج ۲ ص۳۶۵ وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء دیوبندی اشرف علی تھانوی نے الوفع والوضع ص۱۴۰ مواعظ میلاد النبی ص۴۸۸، وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص۱۴۳ میں تحریر کی ہے۔

حضور سیّد عالم ﷺ کے حسنِ مبارک کی بابت ضمناً حضرت حسان بن ثابت کا ایک قول ملاحظہ کیجئے۔ علامہ یوسف نبھانی لکھتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے فرمایا کہ جب میں نے حضور ﷺ کے انوار کو دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ دی۔ اس خوف سے کہ کہیں میری دیکھنے کی قوت نہ چلی جائے۔ جواہر البحار ج ۲ ص۳۴۷

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ سر سے مبارک پاؤں تک نور ہی نور تھے کہ حیرت کی آنکھ آپ ﷺ کے جمال باکمال میں خیرہ ہو جاتی آپ ﷺ چاند اور سورج کی طرح منور اور روشن تھے اور اگر آپ ﷺ لبادہ بشریت میں نہ ہوتے تو کسی میں بھی دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور آپ ﷺ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔ (مدارج النبوت ج ا ص۱۰۹)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ حضرت یوسف کے حسن کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے لیکن آپ ﷺ کے جمال باکمال کو دیکھ کر کسی کی یہ حالت نہیں ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اگر ظاہر ہو جائے۔ تو ان کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کے دیکھنے پر ہوا در الثمین ص۷

امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام حسن عطا فرما دیا امام قرطبی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ

کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہماری آنکھیں دیدار مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی طاقت نہ رکھتیں۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۹۸، انوار محمدیہ ص ۸۲)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ہمارے نبی کریم ﷺ کا حسن و جمال انتہائی درجہ کمال پر تھا۔ اور یہ روایت آپ ﷺ کی انتہائی رعنائی اور نورانیت پر دال ہے۔ کہ آپ ﷺ کی نورانیت کی چمک دیواروں پر پڑتی تھی۔ اللہ نے حضور ﷺ کے روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔ اگر وہ ظاہر ہو جاتا تو صحابہ کرام کے لیے دیدار کرنا مشکل ہوتا جمع الوسائل ص ۷۶

مزید فرماتے ہیں کہ بعض صوفیہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی مکمل معرفت کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا بشری حجاب ان کی آنکھوں کے لیے پردہ ہے۔ جمع الوسائل ص ۹، سراج المنیر ص ۱۰

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا چہرہ انور جمال الٰہی کا آئینہ ہے اور اس کے نامتناہی انوار کا مظہر ہے۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲)

چلئے ایک اور روایت ملاحظہ کیجئے حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ میں اور میری والدہ اور میری خالہ نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی واپسی پر میری والدہ اور خالہ نے فرمایا کہ اے بیٹے ہم نے حضور ﷺ جیسے خوبصورت چہرے والا صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا نہ دیکھا ہم نے دیکھا، کہ آپ ﷺ کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۲، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۷۹)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں کہ

ترمذی نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا۔ جو خوش آواز اور خوش رو نہ ہو۔ اور تمہارے پیغمبر ﷺ صورت شکل میں بھی اور آواز میں ان سب سے احسن تھے۔ میں کہتا ہوں کہ باوجود ایسے حسن و جمال کے عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے

تھے سبب غیرت الٰہی کے ہے۔ کہ آپ کا جمال جیسا تھا۔ غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجے کا تھا۔ وہ بجز حضرت یعقوب یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔ (نشر الطیب ص۱۷۸ مطبوعہ تاج کمپنی)

امام ابونعیم فرماتے ہیں کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا۔ لیکن ہمارے حضور ﷺ کو پورا حسن ملا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۱۸۳)

قارئین کرام اگر اس موضوع پر حوالہ جات لکھتا جاؤں تو ختم نہ ہوں گے بلکہ ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی خوف طوالت سے ان حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا چہرہ انور بجلی کی طرح چمک رہا تھا جب آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرماتے۔ تو آپ ﷺ کا رخ انور اس طرح منور ہو جاتا معلوم ہوتا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

صحیح بخاری ج۱ ص۵۰۲، مستدرک ج۲ ص۶۰۵، دلائل النبوت لابی نعیم ج۲ ص۲۲۰، نسیم الریاض ج۱ ص۳۳۹، دلائل النبوت للبیہقی ج۱ ص۱۵۳، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۹، الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۷۸، المنتخب الصحیحین ص۱۲۸، زرقانی ج۴ ص۷۶، کنز العمال ج۷ ص۸۴

یہی روایت وہابیہ کے ترجمان نے اپنے ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج۲ ص۱۷۳، دیوبندی ضیاء القاسمی نے خطبات قاسمی ج۱ ص۲۳۴

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وردناہ ونور اللہ یجلو دجی الظلماً عنا والغطاء

(البدایہ والنہایہ ج۳ ص۳۳۶)

آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہم حاضر ہوئے ہمارے اندھیروں میں روشنی آ گئی اور پردے اٹھ گئے۔

حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ویظهر فی البلاد ضیاء نور　　　یقوم به البریة ان تموجا

(سیرت ابن ہشام ج ا ص۱۹۲ البدایہ والنھایہ ج ۲ ص۲۹۶)

اور ملکوں میں نور کی روشنی ظاہر ہوگئی جس نور کے توسل سے مخلوق قائم ہے وہ مبارک نورانیت ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔

یہی وہابیہ کے شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص۱۳۴ میں لکھا ہے۔

یاد رہے، دیو بندی حضرات نے سیرت ابن ہشام کو معتبر مانتے ہوئے اس کا ترجمہ ادارہ اسلامیات لاہور کی طرف سے شائع کیا ہے اس میں بھی یہ شعر موجود ہے۔

وہابیہ کے غلام رسول مہر کی نظر ثانی سے بھی لاہور سے سیرت ابن ہشام شائع ہوئی مترجم سیرت ابن ہشام کے ج ا ص۲۱۴ پر یہ شعر موجود ہیں۔

حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان الرسول لنور یستضاء به　　　مهند من سیوف الله مسلول

(مستدرک ج ۳ ص۵۸۱، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص۳۷۱ الاستیعاب ج ا ص۲۴۷ تلخیص المستدرک ج ۳ ص۵۸۲، زرقانی ج ۳ ص۵۹، مواہب اللدنیہ ج ا ص۱۷۱؛ انوار محمدیہ ص۱۲۶)

بے شک رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ضرور نور ہیں آپ سے نورانیت حاصل کی جاتی ہے اللہ کی ہندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں۔

یہی وہابیہ کے شیخ الاسلام عبد اللہ بن عبد الوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص۶۰۶ وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعلمین ج ۲ ص۲۲۶

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشانی طلب کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم نوّرله اے اللہ اسکے لیے نور کردے، تو حضرت طفیل کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا فرمایا مجھے اس بات سے خوف ہے کہ وہ مُثلہ ہو۔ تو وہ نور حضرت طفیل کے کوڑے میں آ گیا۔ وہ اندھیری رات میں چمکتا تھا۔ اس لیے ان کا نام ذو النور (نور والا) رکھا گیا۔

(شفاج ا ص۲۱۶، نسیم الریاض ج ۲ ص　، شرح شفاج ۲ ص　، فیض القدیر ج ۵ ص۳۷ جواہر البحار ج ۲ ص۱۶۴، الخصائص

الکبریٰ ج ۱ص۸۱، الاستیعاب ج ۱ص۲۱۱ اصابہ ج ۳ص۲۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ خود بھی نور ہیں اور نور کے قاسم ہیں۔ یہی روایت وہابیہ کے شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص۲۵۴ میں تحریر کی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ :

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک رات حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ بارش خوب ہوئی۔ اس رات انہوں نے حضور ﷺ کی نورانیت کی محبت میں نماز عشاء ادا کی۔ ان کو آپ ﷺ نے عرجون (جڑ کھجور کے گچھے کی) عطا فرمائی۔ اور فرمایا اس کو لے کر چلے جاؤ۔ تیرے دس دس (گز یا ہاتھ) آگے پیچھے روشنی ہوگئی، جب تو اپنے گھر داخل ہوگا۔ تو سیاہی دیکھے گا تم اسے مار دینا وہ شیطان ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(فیض القدیر ج ۵ص۳۷، ومنہ جواہر البحار ج ۲ص۱۶۴، الخصائص الکبریٰ ج ۱ص۸۲، شفا شریف ج ۱ص۲۱۹)

حضور ﷺ کا دست اقدس حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے سے مس ہوا، تو وہ چہرہ نور بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ شفا ج ۱ص۲۲۰

اسی مفہوم کی دو اور روایات ملاحظہ فرمائیے۔

محمد بن حمزہ، حمزہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے تو اندھیری رات کی وجہ سے ہم علیحدہ علیحدہ ہوگئے تو آپ ﷺ نے میری انگلیوں کو روشن فرما دیا۔ سب اس روشنی پر جمع ہو گئے۔ ان سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوا۔ اور میری انگلیاں ویسے ہی روشن رہیں۔ (البدایہ والنھایہ ج ۶ص۱۵۲)

عبداللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر ایک گھر میں مکہ میں داخل ہوا، تو میں نے حضور ﷺ کا رخ انور دیکھا تو آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (البدایہ والنھایہ ج ۶ص۱۵۹)

حضرت عبداللہ بن زبعری:

حضرت عبداللہ بن زبعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وعليك من سنة المليك علامة　　نور اغر وخاتم مختوم

(الاستیاب ج ۱ص۱۵۶)

اللہ نے آپ ﷺ پر جو نبوت کی نشانیاں ظاہر فرمائی ہیں ان میں ایک آپ ﷺ کی نورانی پیشانی مبارک اور دوسری مہر نبوت ہے۔

حضرت عوف بن ابو جحیفہ:

حضرت عوف بن ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ میں دوپہر کے وقت حضور سیّد عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ خیمہ کے اندر جلوہ گر تھے۔ حضرت بلال نے باہر نکل کر اذان دی۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی نکالا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے لیے ٹوٹ پڑے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لائے۔ اور سول اللہ ﷺ خیمہ سے نکلے۔ آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک کی نورانیت اور سفیدی اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ صحیح مسلم ج ۱ص۱۹۵، صحیح بخاری شریف ج ۱ص

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی، تو آپ ﷺ کی نورانیت سے ساری زمین روشن ہو گئی۔ (الوفا ج ۱ص۹۵، الخصائص الکبریٰ ج ۱ص۱۲۷)

حضرت ابو طفیل عامر:

حضرت ابو طفیل عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان النبی ھو النور الذی کشطت بہ　　عمایات ماقینا و باقینا

(الاستیاب ج ۱ص۳۷۴)

بے شک نبی کریم ﷺ ایسے نور ہیں جن کی وجہ سے ہمارے پہلے اور باقیوں کی گمراہیاں دور ہوئیں۔

مدنی صحابہ کرام:

جب حضور سیّد عالم ﷺ مدینہ منورہ میں مکہ سے ہجرت کے بعد جلوہ گر ہوئے۔ تو مدینہ منورہ کی عورتیں بچے اور بچیاں یہ شعر پڑھ رہی تھیں

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

(الوفا ج ا ص ۲۵۲، انوار محمدیہ ص ۳۴، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۵۴، البدایہ والنھایہ ج ۵ ص ۲۳، دلائل النبوت للبیہقی ج ۲ ص ۲۳۴ مواھب اللدنیہ ج ا ص ۱۷۶)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے یہ اشعار نشر الطیب ص ۱۱۰ میں لکھے ہیں۔

ترجمہ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوح ہوا ہے اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا شکریہ ادا کرنا ہم پر واجب ہے۔

حضرت اُم عثمان:

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا، کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا، کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے، کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے

(شفا ج ا ص ۲۴۱ الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۱۳، مواھب اللدنیہ ج ا ص ۲۲، سیرت حلبیہ ج ا ص ۹۴، شواہد النبوۃ ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۳۱، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۰۳، جواہر البحار ج ا ص ۷۵، زرقانی ج ا ص ۴۹، دلائل النبوت بیہقی ج ا ص ۹۲، دلائل النبوت ابی نعیم ج ا ص ۲۰، سیرت النبویہ لدحلان ج ا ص ۳۸)

یاد رہے کہ ترجمہ مذکور دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے قلم سے نقل کیا گیا ہے نشر الطیب ص ۲۴۔

یہی روایت دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی سے سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۲ دیوبندی مولوی نور الٰہی نے منظوم قصص الانبیاء ص ۱۷۹ میں نقل کی ہے۔

حضرت ربیع بنت معوذ:

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

اے میرے بیٹے، اگر تو آپ ﷺ کے حسن مبارک کو دیکھتا تو گویا یہ کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح ص۵۱۷، سنن دارمی ج ا ص۴۴، دلائل النبوت بیہقی ج ا ص۱۵۴، مواہب اللدنیہ ج ا ص۱۵۲، دلائل النبوت ابی نعیم ج ۳ ص۲۲۰، انوار محمدیہ ص۱۲۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۹ الخصائص الکبریٰ ج ا ص۱۷۹، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۹۷)

یہ روایت وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص۳۴۴، وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفےٰ ج ۲ ص۳۳۴، وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص۱۴۲ میں درج کی ہے۔

حضرت صفیہ:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں حضور ﷺ کی شب ولادت وہاں حاضر تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب ہو گیا۔

(شواہد النبوت ص۲۲، عطر الوردہ اردو دیوبندی مولوی ذوالفقار ص۳۲)

حضور ﷺ کے وصال باکمال کے وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اشعار کہے ان میں ایک یہ ہے کہ

علی المرتضےٰ للھدی والتقی ۔۔۔ وللرشد والنور بعد الظلم

میں آنسو بہاتی ہوں مرتضےٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر جو ہدایت یافتہ اور متقی ہیں جو ظلمتوں کی ہدایت اور نور ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص۳۲۹)

للفقد المصطفےٰ بالنور حقا

میرے آنسو بہہ رہے ہیں مصطفےٰ کریم ﷺ کے پردہ فرمانے پر جو واقعی نور ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص۳۲۹)

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا:

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

ولقد کان بعد ذلك نوراً ۔۔۔ وسراجا یضئی فی الظلماء

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص۳۳۳)

اور تحقیق آپ ﷺ نور اور سورج تھے اور تاریکیوں میں بھی روشنی دیتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

جب میں حضور ﷺ کو دودھ پلاتی تھی تو مجھے حضور ﷺ نے گھر میں چراغ جلانے سے بے نیاز کر دیا تھا۔ مجھے ایک دن اُم خولہ سعدیہ نے کہا اے حلیمہ تو ساری رات گھر میں روشنی رکھتی ہے تو میں نے کہا، کہ نہیں۔ میں تو آگ روشن نہیں رکھتی بلکہ یہ سب روشنی حضور ﷺ کے نور کی وجہ سے ہے۔ (بیان المیلاد النبوی ص ۵۴)

مزید فرماتی ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کو لینے کے لیے حاضر ہوئی تو میں آپ ﷺ کا حسن و جمال دیکھ حیرت میں دیکھنے لگی آپ ﷺ آرام فرماتے تھے میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ اطہر پر رکھا تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی نورانی آنکھوں سے نور نکل کر آسمانوں میں داخل ہو رہا ہے۔

(مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۸ انوار محمدیہ ص ۱۹)

حضرت شفا رضی اللہ عنہا:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

جب حضور ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جلوہ گر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ مجھ پر مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے بعض شام کے محلات دیکھ لیئے۔ (دلائل النبوت ابی نعیم ج ا ص ۴۰ الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۱۷ مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰ مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، سیرت النبویہ للدحلان ج ا ص ۱۳۸ الوفا ج ا ص ۹۵)

یہ روایت دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۲۴ میں لکھی ہے۔

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے وصال باکمال کے وقت جو اشعار کہے ان میں ایک یہ ہے کہ

یا عین فاحتفلی وسخی واجسس   وابکی نور البلاد محمد

اے آنکھ آنسو بہا کہ افسوس کر کہ شہروں کے نور حضرت محمد ﷺ کی جدائی میں رو رہی ہوں۔

علی المصطفیٰ بالحق والنور والھدی

اس مصطفیٰ کریم ﷺ پر جو حق کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ اور وہ نور ہیں ہدایت یافتہ ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۶)

حضرت ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا:

حضرت ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

قد کنت بدرا و نوراً یستضاء بہ   علیک تنزل من ذی العزۃ الکتب

تحقیق آپ ﷺ چاند اور نور تھے آپ ﷺ کے نور سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور آپ ﷺ پر عزت والی کتاب اتری (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۲)

ایک ہمدانی صحابیہ:

ایک ہمدانی صحابیہ نے حضور ﷺ کے ساتھ حج ادا کیا۔ ابو اسحاق نے اس سے حضور ﷺ کا حلیہ پوچھا تو ہمدانی صحابیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح منور تھا۔ اور آپ ﷺ جیسا حسن و جمال والا نہ کہیں پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۱، دلائل النبوت للبیھقی ج ۱ ص ۱۵۳، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۶، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵۰۔

حضرت اروٰی:

حضور ﷺ کی پھوپھی جان حضرت اروٰی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

علی نور البلاد معا جمیعا   رسول اللہ احمد فاشر کینی

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۲۵)

آپ ﷺ تمام شہروں کے لیے نور ہیں۔ مجھے آپ ﷺ کی تعریف کرنے دو۔

حضور ﷺ کے نور ہونے کے منکرین کا روزِ قیامت بُرا انجام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین سب کو جمع کرے گا۔ تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ جب وہ فیصلے سے فارغ ہو گا۔ (گناہگار) مومن عرض کریں گے باری تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اب اس کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کون کرے گا تو ان میں سے بعض کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو وہ ہمارے باپ ہیں ان کو اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور خود کلام بھی فرمایا۔ تو یہ سب حضرت آدم کے ہاں حاضری دیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے باپ اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کیجئے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام ان کو فرمائیں گے کہ حضرت نوح کے پاس جاؤ حضرت نوح ان کو حضرت ابراہیم کے پاس جانے کا حکم فرمائیں گے تو حضرت ابراہیم ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ ان کو حضرت عیسیٰ کی طرف بھیجیں گے۔ جب سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو حضرت عیسیٰ ...... حضور ﷺ کی طرف بھیجیں گے پھر وہ میرے پاس آئیں گے اور اللہ مجھے اجازت دے گا تو میں اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جاؤں گا تو میری مجلس خوشبو سے معمور ہو جائے گی۔ اور اللہ کے دربار میں آؤں گا اور شفاعت کروں گا۔ و یجعل لی نورا من شعر راسی الیٰ ظفر قدمی مجھے سر کے بالوں سے قدم مبارک کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا پھر کافر کہیں گے کہ مومنوں نے تو سفارش پا لیا ہماری سفارش کون کرے گا وہ ابلیس ہی ہے وہ ابلیس سے سفارش کا کہیں گے تو اس کی مجلس بدبودار ہو جائے گی پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ کہے گا اب فیصلہ ہو چکا ہے اللہ نے وعدہ سچا کر دکھایا میں نے وعدہ کا خلاف کیا۔

(ابن عساکر ج ۲ ص ۳۶۰، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۲۱)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ:

سراج آلائمہ کشف الغمہ امام اعظم ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں یوں عرض کیا کہ

انت الذی من نورك البدر اکتسی والشمس مشرقة بنور بهاك

آپ ﷺ وہ نور ہیں۔ کہ چاند بھی آپ ﷺ ہی کے نور سے روشن اور سورج کی چمک بھی آپ ﷺ کے نور سے ہے۔

لمحہ فکریہ:

حوالہ بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور ﷺ نور ہیں۔ دوسری طرف دیو بندی حضرات اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے تھے اور ساتھ یہ کہتے نظر آتے ہیں جو کہ

دیو بندی محدث خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔ (براہین قاطعہ ص۷ مطبوعہ کراچی)

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا؟

(براہین قاطعہ ص۷)

دیو بندی وہابی حضرات کے امام اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۵۹)

ہر مخلوق بڑا (انبیاء واولیاء) ہو یا چھوٹا (ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۵)

دیو بندی حضرات کی کتب ایسی غلیظ عبارات سے بھری پڑی ہیں بوقت ضرورت انشاء اللہ مزید پیش کر دیں گے۔ خوف طوالت پر ان حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں مطلب یہ کہ یہ حضور ﷺ کو نور نہیں مانتے ہم جیسا بشر کہنے پر بضد ہیں، کیا اب بھی ہم انہیں حضرت

امام اعظم کی نسبت سے حنفی تسلیم کرلیں؟

یاد رہے:

یاد رہے وہابیہ کے جید علماء نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے، حوالہ جات ملاحظہ کرنا ہوں تو میری کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ وہابی اکابر کی نظر میں'' ملاحظہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اور محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو سورج کے نور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک غالب آجاتا اور ایسے ہی چراغ کے نور پر بھی نور محمدی غالب آجاتا تھا۔

(سیرت حلبیہ ج ۳ص ، شرح شمائل محمدیہ ص۲۲، فوائد حلبیہ ج ۱ص۳۶)

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود شریف کا ہدیہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد السابق للخلق نوره الخ

(افضل الصلوات ص۲۷، مطالع المسرات ص۱۳۹)

اللہ کی رحمت ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے پیدا کیا گیا۔
حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد آپ کی ہی کتاب سر الاسرار ص۱۲ کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے معمول میں کئی درود شریف لکھے ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا تذکرہ ہے۔ (افضل الصلوات ص۱۸۴، ۱۸۲، ۱۸۶)

حضرت ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بے شک اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے۔ جس کے نور کی کوئی مثل نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک اسی نور کی چمک ہے۔ اور فرشتے اسی نور کی چنگاڑیاں ہیں۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے پیدا کی گئی۔ (مطالع المسرات ص ۱۴۷)

یہی وہ امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمۃ ہیں کہ جن کی طرف عقائد میں ہم رجوع کرتے ہیں۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ:

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

- آپ ﷺ نور مبین اللہ کی دلیل، حاضر ناظر بابرکت امتوں کے نور اور اللہ کے ایسے نور ہیں جو کبھی نہ بجھے گا۔ (بیان المیلاد النبوی ص ۱۵)

محدث ابن جوزی نے اپنی دوسری کتب مولد العروس اور الوفا وغیرہ میں نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا ذکر خیر کیا ہے۔

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ:

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا چہرہ انور اس قدر نورانی تھا۔ کہ جب آپ ﷺ کی نورانیت کی چمک دیواروں پر پڑتی وہ چمک اٹھیں۔ (زرقانی ج ۶ ص ۲۱۰)

امام اسماعیل حقّی علیہ الرحمۃ:

امام اسماعیل حقّی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

رسول پاک ﷺ کا نام مبارک نور اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے اپنی قدرت کے نور سے حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک پیدا کیا۔ (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰)

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ:

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک دیواروں کو اس طرح منور کرتا اور روشن کر دیتا تھا جس طرح سورج کی روشنی سے دیواریں چمکتی ہیں۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۷۱)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ:

امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک تمام انبیاء سے پہلے پیدا ہوا۔ زرقانی ج ۳ ص ۱۶۴

امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ:

امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ہر شے آپ ﷺ کے نور سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ (الحدیقۃ الندیہ ج ۲ ص ۳۷۵)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ امام ابن سبع کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

بے شک آپ ﷺ نور تھے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۹)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے متعلق دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ اس اُمت میں ایسے ایسے اہل اللہ گزرے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کا ان کو ہر وقت مشاہدہ رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرماتے یہ حدیث ہے یا حدیث نہیں کسی نے پوچھا فرمایا میں حدیث سن کر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر نظر کرتا ہوں اگر بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اور اگر منقبض دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

امام سیوطی کو حضور ﷺ کی ۲۲ مرتبہ بیداری میں زیارت کا تذکرہ دیوبندی محدث انور شاہ کشمیری بھی کرتے ہیں۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴)

وہابیہ کے نواب صدیق حسن نے الحطہ کتاب میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی تعریف وتوصیف کی ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ:

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب دقائق الاخبار کی ابتداء میں یہ باب باندھا ہے
باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
امام غزالی نے اپنی کتاب روض الفائق میں اور مجربات امام غزالی میں نورانیت مصطفےٰ ﷺ پر تفصیل سے لکھا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:

امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
جاننا چاہیے، کہ حضور ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد کی طرح نہیں ہے کہ حضور ﷺ جسم عنصری رکھنے کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ (مکتوبات ج ۳ ص ۷۵)
عقل کے اندھوں نے حضور ﷺ کو (مثل) بشر کہا۔ (مکتوبات ج ۳ ص ۱۴۵)

حضرت ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمۃ:

حضرت ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمۃ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ یا سیّدنا یا رسول اللہ انت المقصود من الوجود وانت النور الذی ملاء اشراقه الارضین والسموات (افضل الصلوٰت ص ۱۱۸)
اے ہمارے سردار اے اللہ کے رسول سب کائنات آپ ﷺ کی وجہ سے ہے اور آپ ﷺ وہ نور ہیں جس نے زمینوں اور آسمانوں کو روشن کر دیا ہے۔

حضرت سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ:

حضرت سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ نے یہ درود شریف لکھا ہے کہ
صل علی سیدنا محمد الذی نوره من نور الانوار واشرق بشعاع وسره الاسرار (دلائل الخیرات ص ۵۹)
اور درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر جن کا نور سارے نوروں کا اصل ہے اور چمک گئے

ہیں اس کے راز کی کرنوں سے سارے اسرار

آپ نے حضور ﷺ کا ایک مبارک صفاتی نام نور بھی لکھا ہے دلائل الخیرات ص۳۶ یاد رہے۔ کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی وہابی علماء بھی کرتے رہے۔ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے ایک مدت اس کا وظیفہ کیا الداء والدواء ص۱۵۳

اشرف علی تھانوی کے بقول آپ الجزولی کے وصال کے ستتر ۷۷ سال کے بعد قبر سے جسم اطہر صحیح سلامت نکلا جمال الاولیاء ص۱۷۷، اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب سفر وحضر میں دلائل الخیرات پاس رکھتے امداد المشتاق ص۳۶، التذکیر ج۳ ص۱۱۶، رشید احمد گنگوہی دیوبندی دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت دیتے تذکرہ الرشید ج۲ ص۳۰۵، خلیل احمد انبیٹھوی کے بقول اکابرین دیوبند خود دلائل الخیرات کا ورد رکھتے اور دوسروں کو اس کی اجازت دیتے تھے المہند ص۴۲، اشرف علی تھانوی کے بقول مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے مشک وعنبر کی اب بھی خوشبو آتی ہے زاد السعید ص۱۶ تبلیغی جماعت کے مولوی محمد زکریا سہارنپوری بھی یہی لکھتے ہیں فضائل اعمال ص ۔فضائل درود شریف ص۹۵، دیوبندی بہاء الحق قاسمی بھی دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کا معمول بتاتے ہیں نجدی تحریک پر ایک نظر ص۳۶، دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی بھی یہی لکھتے ہیں شہاب الثاقب ص۶۶

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ بھی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ نور تھے۔ (شفا ج۱ ص۲۴۳ مطبوعہ ملتان)

یہی امام برہان الدین لکھتے ہیں سیرت حلبیہ ج۳ ص یہی امام سخاوی کا قول ہے۔

مقاصد الحسنہ ص۶۳

سیّد احمد بغدادی، شیخ احمد بدوی علیہما الرحمۃ:

سید احمد بغدادی ان الفاظ سے درود شریف عرض کرتے ہیں

اللھم صل علی سیّدنا محمد النور الذاتی الساری فی جمیع الآثار الخ ۔

(افضل الصلوٰت ص۱۱۴)

شیخ احمد بدوی علیہ الرحمۃ اس درود شریف کی کثرت کرتے ہیں کہ

اللھم صلی وسلم علی سیّدنا و مولانا محمد شجرہ الاصل النورانیۃ

اللھم صل علی سیّدنا محمد نور الانوار و سر الاسرار الخ (افضل الصلوت ص۸۵)

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ:

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ ﷺ کے سب آباؤ اجداد کی پیشانی میں تھا آپ ﷺ نور حسی تھے جیسے اندھیری رات میں چاند

(نسیم الریاض ج ا ص ۱۱۱ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ملا علی قاری:

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا دل مبارک اور جسم اطہر سب نور ہے۔ اور تمامی انوار اسی نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ (شرح شفا ج ا ص ۲۱۵)

ملا علی قاری نے اپنی کئی دوسری کتب مرقات موضوعات کبیر وغیرہ میں نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا بیان کیا ہے۔

سیّدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ:

عارف باللہ سیّدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

بے شک اللہ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا فرمائی۔ وہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک تھا۔ (الابریز ج ا ص ۲٦٦)

یاد رہے کہ یہ کتاب دیو بندی مکتبہ فکر کے نزدیک بھی مستند ہے اس کا ترجمہ دیو بندی عاشق الٰہی میرٹھی نے کیا ہے اس میں بھی یہ عبارت موجود ہے

امام ابن حجر مکی:

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

بے شک آپ ﷺ نور تھے۔ (افضل القریٰ ص۷ شرح ہمزیہ ص۱۳)

امام یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ:

امام یوسف نبھانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نور تھے۔ جن کی وجہ سے سارے جہان روشن ہو گئے۔ (جواہر البحار ج ۱ ص۶۱)

تمام مخلوق سے پہلے ان (ﷺ) کا نور (اے باری تعالیٰ) تیرے نور سے پیدا کیا گیا (الدلالات الوضحات ص۲۷)

امام موصوف نے اپنی متعدد تصانیف میں اس عقیدہ کا برملا اظہار کیا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ:

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

فصلی اللہ علی نور کز و شد نور ہا پیدا
زمین در حبّ اوساکن فلک در عشق او شیدا

(کلیات جامی)

مولانا روم:

مولانا روم فرماتے ہیں کہ

نام احمد چوں چنیں یاری کند تاکہ نورش چوں مددگاری کند

(مثنوی شریف)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ کا نام مبارک ایسی رفاقت کرتا ہے تو آپ کا نور مبارک (ذات پاک) تو کیسی مدد کرتا رہا ہوگا۔ (کلید مثنوی ج ۱ ص۱۵۵ مطبوعہ شاہ کوٹ)

تھانوی صاحب نے مولانا روم کا یہی شعر نشر الطیب ص۲۲۶ پر نقل کیا ہے۔

قارئین کرام ضمناً آپ کو دیوبندی کی اندھیر نگری کی جھلک دکھائیں۔ وہی دیوبندی جو حضور ﷺ کو نور ماننا شرک کہتے ہیں وہ مولانا روم کو نور مانتے ہیں دیوبندی محدث اصغر

حسین لکھتے ہیں کہ شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ مولانا (روم) کی عیادت کو تشریف لائے اور کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ جناب کو بہت جلد شفا عطا فرمائے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا۔ کہ بس اب یہ شفا تم ہی لوگوں کو مبارک ہے اس وقت کہ ذرا سا پردہ مطلوب حقیقی میں باقی رہ گیا ہے۔ اب بھی تو لوگ نہیں چاہتے کہ یہ (مولانا روم) نور اس نور حقیقی (اللہ تعالیٰ) میں مل جائے۔ (سوانح مولانا روم ص۵۶ مطلوعہ لاہور)

عبارت کو ٹھنڈے دل سے پڑھیئے۔ انصاف سے کہیے کہ کیا عبارت مذکور میں مولانا روم کے نور ہونے اور علم غیب کا اقرار نہیں کیا گیا اب یہ شقاوت قلبی نہیں تو کیا ہے کہ جس مسئلہ کو جس طرح چاہا بدل دیا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ:

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نورہا پر تو نور اوست

(بوستان ص۴)

آپ ﷺ ایسا کلام کرنیوالے ہیں (کلیم اللہ)، کہ چرخ آسمان آپ ﷺ کا طور ہے تمام نور آپ ﷺ کے نور کا عکس ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

آپ آنحضرت ﷺ سر سے قدم مبارک تک تمام نور ہی نور تھے۔ (مدارج النبوت ص۱۰۹)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضور کہلاتے ہیں انہیں میں ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں افاضات الیومیہ ج۹ ص۱۰۸ مزید لکھتے ہیں کہ چونکہ شیخ عبدالحق بڑے محدث ہیں اس لیے انہوں نے یہ یہ دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں، کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی

ہوں گی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لیے ان کا یہ قول قابل قبول ہے اشرف الجواب ج ۳ ص ۱۵۵

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وقد کان نور الله فینا لمهتد　　　　وصصام تدمیر علی ناکب

(اطیب النغم ص۱۲)

وہ (ﷺ) ہم میں ایک اللہ کے نور تھے۔ ہدایت یافتہ تھے اور ایسی تلوار تھے جو ہر نافرمان کو تباہ کرنے والی ہے۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی اطیب النغم معتبر ہے چنانچہ علمائے دیوبند میں سے محمد یوسف لدھیانوی نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے اس کا ترجمہ اس کی زبانی سنیئے۔

بلاشبہ آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان راہ پانے والوں کے لیے اللہ کا نور ہیں اور راہ حق سے ہٹنے والوں کے حق میں عقوبت کی تیغ براں ہیں۔ (اطیب النغم (مترجم) ص۱۵، مطبوعہ کراچی)

علمائے دیوبند اور اہل حدیث شاہ صاحب موصوف کو مانتے ہیں بلکہ وہابیہ کے نواب صدیق حسن انہیں مسند الوقت کہتے ہیں ابجد العلوم ج ۳ ص ۲۴۱

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

یا صاحب الجمال و یاسید البشر　　　　من وجهك المنیر لقد نور القمر

(تفسیر فتح العزیز ج ۲ ص ۲۲۷ مجموعہ کمالات عزیزی ص۱)

یہی اشعار حافظ شیرازی کے حوالے سے حکیم صادق سیالکوٹی وہابی نے جمال مصطفےٰ ص۲۷ پر نقل کئے ہیں۔ (وہابیہ کے احسان الٰہی ظہیر نے خطبات ص۳۶) پر نقل کیے ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ جاڑا بخار چڑھا

ہوا تھا نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے لکڑی پر نظر کی۔ وہ بخار اس پر منتقل ہو گیا وہ کھڑی کھڑی کانپ رہی تھی اور آپ نے نماز پڑھ کر پھر دوسری نظر کر کے بخار کو اپنے اوپر لے لیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ ملتان)

دوسری طرف رسول کائنات ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ

جس کا نام محمد (ﷺ) یا علی (رضی اللہ عنہ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

قارئین کرام انصاف سے بتایئے کہ یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے وہی عقیدہ جو رسول کائنات ﷺ کے لیے تسلیم کرنا شرک ہے وہی ان کے نزدیک دوسروں کے لیے ایمان ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ:

اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے — تم سے اے نور خدا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ ص ۹۱، نالہ امداد غریب ص ۵)

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور — نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(جہاد اکبر ص ۴ کلیات امدادیہ ص ۱۰۸)

روشنی عرش نور لا مکاں — شیخ بزم عالم کون و مکان

(مثنوی تحفۃ العشاق ص ۴ کلیات امدادیہ ص ۱۳۱)

ہے وہ بے شک بالیقین نخل وجود — اوّل و آخر وہی اصل وجود

(مثنوی تحفۃ العشاق ص ۴ کلیات امدادیہ ص ۱۳۱)

نور احمد سے منور دو عالم دیکھو — دیکھتے ہو مہ خورشید کی تنویر عبث

(گلزار معرفت ص ۶ کلیات امدادیہ ص ۲۰۸)

اکابرین دیوبند اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔

حاجی صاحب موصوف کے متعلق تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت اپنے زمانہ کے جنید وقت بایزید وقت تھے حضرت اپنے فن کے امام تھے مجتہد تھے مجدد تھے محقق تھے۔ (اقاضات الیومیہ ج۶ ص۱۱۶)

دیوبندی محدث خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

حجة الاصفیاء وتاج الاولیاء زبدة المقربین عمدة الواصلین شمس الحقیقة والعرفان بدر الطریقه والاحسان حجة اللّٰه تعالیٰ البالغه برهان الملة المستقیمة مرجع عالم منبع الفیض الاتم بحرالحقائق والا سرار مصدر العلوم والا نوار صاحب المقامات العلیه والا فضال والدرجات الرفیعه الصدیق الاعظم قطب الافخم وسیّدنا الحاج شاہ امداد اللّٰه الفاروقی الشتی المهاجر فی المکة المعظمة لازالت شموس فیوضه بازغة و بدور مکارمه طالعة (براہین قاطعہ ص۲۷۵)

قارئین کرام حاجی صاحب موصوف کے عقائد وہی ہیں جن کا پرچار تاجدار بریلی امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ:

شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عرب خود را بہ نور مصطفٰے سوخت — چراغ مردہ مشرق برا فروخت
(ارمغان حجاز ص۱۲۶)

چو حُور او ر کنار خود کشیدم — بہ نور تو مقام خویش دیدم
(ارمغان حجاز ص۱۷)

بنور تو برافروزم ل گہ را — کہ بنیم اندرون مہرومہ را
ارمغان حجاز ص۱۸

یانہ نور مصطفٰی او را بہاست — یا ہنوز اندر تلاش مصطفٰے است
(اسرار در موز ص۱۹۵)

چشم ہستی صفت دیدہ اعمٰی ہوتی — دیدہ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا
(باقیات اقبال ص۱۵۴)

علامہ محمد اقبال کے متعلق وہابیہ کے عبد المجید سوہدروی لکھتے ہیں کہ

انہوں نے فرمودۂ خدا اور گفتہ رسول کے معنی سمجھائے۔ (سیرت ثنائی ص ۷۵)

شاعر مشرق علامہ اقبال کے متعلق وہابیہ کے احسان الٰہی ظہیر لکھتے ہیں کہ

شاعر رسالت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہند و پاک میں مسلمانوں کا شاعر جس نے اس خطہ کے لوگوں میں جہاد کی روح پھونکی ڈاکٹر محمد اقبال۔ (بریلویت ص ۲۰۵)

قارئین کرام، ہم نے اپنے موقف کی دلیل کے طور قرآن وحدیث اور صحابہ اہل بیت آئمہ واولیاء علیہم الرضوان کے اقوال درج کر دیئے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ انصاف پسند قارئین پر واضح ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کے نور ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ آخر میں اکابرین اُمت کے اقوال بھی اسی لیے نقل کیے گئے وہابیہ کہتے ہیں کہ ہم کسی کو نہیں مانتے ان کی اس بات کی تردید کے لیے وہابیہ کے محدث عبد اللہ روپڑی کی سنیے کہ اہل حدیث تو قرآن وحدیث کے بعد اقوال سلف کو لیتے تھے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۷۵)

ہماری ساری بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور ثابت ہو گئی۔ کہ حضور ﷺ نور ہیں اور نور حسی، اور اوّل الخلق ہیں باقی رہا یہ کے حضور ﷺ لبادۂ بشریت میں تشریف لائے، تو اس سے نورانیت مصطفےٰ ﷺ میں فرق نہیں آتا۔

اولیائے کرام کا عقیدہ مبارکہ

شیخ عبد القادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ ھ) کا عقیدہ:

از جان و جہان و ہرچہ در عالم ہست
مقصود توئی و بر محمد صلوات
چوں ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاک محمد
تو بشنوی صلوۃ از جمیع ذرات

ترجمہ: جمیع ما کان وما یکون کا آپ مقصود ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر درود وسلام ہو میں اگر میرے جسم کا ذرہ ذرہ ہو جائے تب بھی آپ میرے جسم کے تمام ذروں سے درودو

سلام کی آواز سنیں گے۔ (افضل الصلوات ص ۴۳، سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی م ۵۶۱ ہجری)

خواجہ عثمان ہارونی متوفی ۶۱۷ھ کا عقیدہ:

پھر وہاں سے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو حضور پُرنور کے روضہ منورہ پر حاضری دی تو حضرت خواجہ نے مجھ معین کو ارشاد فرمایا کہ اب تم حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر سلام کرو۔ میں نے عرض کی۔ الصلوۃ والسلام علیك یا نور الله الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله۔ تو روضہ انور سے آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ تو خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ معین الدین اب تمہارا کام پورا ہوگیا۔ (انیس الارواح مترجم ص ۱۴، خواجہ عثمان ہارونی متوفی ۶۱۷ ہجری)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری متوفی ۶۳۳ھ کا عقیدہ:

"انیس الارواح"، فارسی طبع قدیم ص ۳

امتان دیگر ما آدمیم برسر   واں راکہ نیست باور برہان نور محمد است
درباغ و بوستانم دیگر مجو مہینے   باغم بس است قرآن بستان

ترجمہ: ہم دوسری امتوں کے سردار ہیں۔ وہ چاہے نہ مانے ہماری دلیل و برہان نور محمد ہے۔ معین میرے باغ اور بوستان اس کے سوا کچھ نہیں کہ باغ میرا قرآن ہے بستان نور محمد ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۶۳۲ کا عقیدہ:

اے از شعاعِ نورِ تو خورشید تاباں راضیاء   آنی کہ ہستی راشرف بالاتر از عرشِ علی کہ

ترجمہ: خورشید درخشاں آپ کے روئے منور سے نورانی ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی ہے۔ کہ آپ کو عرشِ اعظم پر شرف حاصل ہے۔ (رسالہ قمر الچشت جلد ۶۰ ۱۳۸۴ھ۔ انوار چشت ص ۲۲)

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۶۸۴ کا عقیدہ:

صاحب معراج و صدرِ کائنات   سایۂ حق نورِ آں خورشید ذات
نورِ او مقصودِ مخلوقات بود   اصل معدودات و موجودات بود

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ:

آں چہ اوّل شد پدید از جیب غیب ‏ ‏ بود نورِ پاکِ او بے ہیچ ریب
چوں شد آں نورِ معظم آشکار ‏ ‏ در سجود افتاد پیشِ کردگار

ترجمہ: پردۂ غیب سے جو چیز سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ بلاشبہ آپ کا نورِ پاک تھا جونہی وہ نورِ معظم ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں پڑ گیا۔ (انوار چشت ص ۳۳ منطق الطیر ص ۴۲)

حقیقت میں نور ظاہر میں بشر:

دیکھئے، ہاروت و ماروت فرشتے نور تھے۔ لیکن لبادہ بشریت میں دنیا میں آئے۔ قرآن [illegible] میں ہے کہ

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت (پ ا رکوع ۱۲)

جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا شہر بابل میں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا (ترجمہ اشرف علی تھانوی) آئمہ تفسیر بھی یہی لکھتے ہیں کہ یہ دونوں فرشتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ج اص ۱۴۰، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۹ روح المعانی ج اص ۳۰۶، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۲۵)

وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ مدنی نے ہاروت ماروت کا فرشتے ہونا تفصیلی لکھا ہے ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸، اگست ۱۹۹۵ء اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ ان دونوں نے شراب پی اور زہرہ نامی عورت پر چڑھے۔ ان کو ایک آدمی نے دیکھ لیا تو اس کو قتل کر دیا تفسیر خازن ج اص ۷

وہابیہ کے محدث عبد اللہ روپڑی نے ہاروت و ماروت کو فرشتے ہونا دلائل سے ثابت کیا ہے۔ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۹ ص ۱۲۲

ابن کثیر نے بھی زہرہ نامی عورت سے ان کا زنا کا بھی لکھا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج اص ۱۴۰

قارئین کرام، قرآن شریف تو ہاروت ماروت کو ملکین (فرشتے دو) فرمائے۔ لیکن وہابیہ قرآن کا انکار کس طرح کرتے ہیں دیکھئے وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ ہارو ماروت فرشتے نہ تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۳۶۰، اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۸ء)

حضرت جبریل امین جب حضرت مریم کے پاس آئے، تو بشر کی شکل میں آئے،

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

فتمثل لھا بشرا سویا۔ (پ۱۶ رکوع نمبر ۵)

پس اس حالت میں ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ جبرائیل کو بھیجا اور سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

امام بیضاوی لکھتے ہیں کہ

حضرت جبریل نوجوان مرد بے ریش کی صورت میں حضرت مریم کے پاس آئے۔

(تفسیر بیضاوی ص۴۰۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صورت بشری میں بھی آتے تھے۔

(صحیح بخاری ج ص، مشکوۃ ص۱۱، دار قطنی ص۲۸۱، تیسیر الباری ج اص۱۲۷، فتاوی اہل حدیث ج اص۳۷۸، جامع ترمذی ج ۲ ص۸۸، ابن ماجہ ص۷، صحیح مسلم شریف ج اص۲۷، قرۃ عیون الموحدین از وہابی ج ۲ ص۶۳۸)

بعض اوقات جبریل حضرت دحیہ کی صورت میں حاضر خدمت ہوتے تفسیر قرطبی ج ۱۱ ص۹۰ عمدۃ القاری ج اص۴۰ صحیح بخاری ج اص۵۱۳، کشف النور ص۷، مجمع الزوائد ج ۸ ص۴۶۱،

فرشتوں کا انسانی شکل میں تشریف لانا احادیث میں موجود ہے۔

(نسائی ج اص۱۰۸، صحیح مسلم ج اص۲۹ صحیح بخاری ج اص۷۴۵، شفا ج اص۲۳۸)

وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مقربین (فرشتوں) کی جماعت جب انبیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے تو انسانی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء)

وہابیہ دیوبندیہ کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ اور تحقیق اللہ نے خبر دی ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشری صورت میں آئے، اور بے شک فرشتہ حضرت مریم کے پاس بھی ٹھیک بشر کی صورت میں آیا۔ اور جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دحیہ کلبی اور اعرابی کی صورت میں آتے تھے۔ (الفرقان بین اولیاء الرحمٰن والشیطان ص۴۱)

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

(ملک الموت) بشر ہی کی شکل میں آئے تھے۔ (کمالات اشرفیہ ص۳۷۲)

دیوبندی قاری محمد طیب نے حدیث نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے۔ (تقریر دلپذیر ص۱۱۶ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ فرشتے آدمی کی صورت میں آئے۔ (باغ جنت ص۱۲۵)

ہماری اس مختصر معروضات سے یہ واضح ہوگیا کہ صورت بشری میں آنا نورانیت کے منافی نہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت ۔۔۔ نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے بجز ستار

(قصائد قاسمی ص۶)

یہاں ضمناً ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا ہے کہ قاسم نانوتوی کو جو ہم نے بانی مدرسہ دیوبند لکھا ہے یہ صرف دیوبندی حضرات کے بقول ہی ہے (اسی لیے لکھا) ورنہ بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی نہیں تحقیق آئندہ کبھی پیش کریں گے۔ ملاحظہ ہو بانی دارالعلوم دیوبند کون تھا مطبوعہ دہلی۔

دیوبندی حضرات کے امام یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں کہ

وہ نور غیب سے ظاہر بشر کی صورت میں ۔۔۔ کہ جیسے ضمہ کا کسرہ سے کیجئے اشمام

(بیاض یعقوبی ص۱۷۰)

دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندی آف کراچی لکھتے ہیں کہ

بشر ہونا نہ نبوت کے منافی ہے نہ رسالت کے بلند مقام کے منافی ہے اور نہ رسول کے نور ہونے کے منافی ہے وہ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ ان کے نور کو چراغ اور آفتاب و ماہتاب کے نور پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ج۸ ص۴۶۵)

دیوبندی حضرات کے مولوی یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں کہ

میرے عقیدے میں آپ ﷺ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص۳۹)

دیوبندی حضرات کے مفتی رشید احمد بھی یہی لکھتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج۱ ص۷۵)

دیوبندی حضرات کے امام اسماعیل دہلوی بھی لکھنے پر مجبور ہیں کہ

ظہور روح قدس ہیں بصورت بشری   سطوع نور ازل در تجلیات شہود

(کلام شاہ اسمعیل ص۲۷ مطبوعہ فیصل آباد)

ایک دیوبندی عالم ہادی حسن صاحب دیوبندی قاری محمد طیب مفتی اعزاز وغیرہ کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ

یہی بہتر ہے چپ رہیے اگر کہیے تو یہ کہیے   بشر کی شکل میں تھا جلوہ افروز نور یزداں کا

(انوار ہدایت ص۳۶۵)

دیوبندی مفتی برہان علی لکھتے ہیں کہ

نبی ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی ہیں۔ (جامع الفتاویٰ ج ا ص۱۴۸ مطبوعہ دہلی)

وہابیہ کے صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

بشر کی پیشوائی کے لیے شمس و قمر آئے   حضور آئے تو احکامات ہستی بھی نظر آئے

(جمال مصطفےٰ ص۱۱۱)

نور کا خاکی سے نکاح اور اولاد:

وہابی دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ازواج مطہرات سے نکاح ہونا نور کے منافی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان مسلمان جو ہوگا جنت میں ان کو نوری مخلوق حوریں بطور بیویاں ملیں گی۔ قرآن پاک میں ہے۔

لھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خلدون (پ ا رکوع)

حورٌ مقصوراتٌ فی الخیام (پ رکوع)

اب دیوبندی وہابی ان حوروں پر بھی بشر ہونے کا فتویٰ لگائیں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ نور کی اولاد نہیں ہوتی یہ بھی جہالت ہے ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا۔ تو اس کا حمل بھی ہوگا اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اور جیسا کہ خواہش کرے گا اس کی عمر بھی بڑی ہو جائے گی۔

(ابن ماجہ ص۳۳۲، جامع ترمذی ج ۲ ص۸۴، سنن دارمی ج ۲ ص۳۳۴)

پھر یہ کہتے ہیں کہ حضور نور ہوئے تو دانت مبارک کیوں شہید ہوتے۔

اس کا جواب بھی حدیث سے ہم دیتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا، کہ حضرت موسیٰ نے عزرائیل ملک الموت کے طمانچہ مارا اس کی آنکھ نکال دی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۸، صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۷، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۲۷ مشکوٰۃ ص ۵۰۷، صحیفہ ہمام بن منبہ ص ۸۸)

یہی روایت وہابیہ کے ترجمان ماہنامہ ضرب طیبہ اپریل ۱۹۹۴ء دیوبندی عنایت علی نے باغ جنت ص ۲۵۳ میں درج کی ہے۔

بہرصورت ہم نے تفصیلی دلائل سے اپنے موقف کو ثابت کر دیا ہے اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو یہ اس کی شقاوت قلبی کے سوا کیا ہے۔

اکابرین وہابیہ کی گواہی

اب اتمام حجت کے واسطے مخالفین کے اقوال ہدیہ قارئین ہیں۔

اسمائیل دہلوی:

دیوبندی وہابی حضرات کے امام اسمائیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

وجود باجود انبیاء علیہم السلام بمشابہ آفتاب عالمتاب است کہ چوں نور او در تمام عالم منتشر شود لابد ظلمت شبینہ بدر رود و آنچہ در محاذات آفتاب بے حجاب واقع است بتابش او تابناک است و از ہمہ مراتب ظلمت پاک و آنچہ اندرون خانہ از و محجوب است ہر چند از نفس نور او محروم است

اما تاریکی شب تاراز و معدوم چہ نور لطیف او در رگ و ریشہ تاریکی در رسیدہ و اوراز حد ظلمت محض برکشیدہ۔ (منصب امامت ص ۱۲ ص ۱۳)

انبیاء علیہم السلام کا وجود باوجود آفتاب عالمتاب کے مشابہ ہے جیسے اس کا نور تمام جہان میں پھیلتا ہے۔ تو لازمی ہے کہ رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور جو چیز آفتاب کے سامنے ننگی پڑی ہو۔ تو اس کی تپش سے گرما جاتی ہے اور تاریکی سے پاک ہو جاتی ہے مگر جو چیز گھر کے اندر سورج سے پوشیدہ ہو اس کے نور سے محروم رہتی ہے۔

رات کی تاریکی اس کے نور سے معدوم ہو جاتی ہے کیوں کہ اس کا لطیف نور تاریکی کے رگ وریشہ میں سرایت کر کے اسے ظلمت کی حد سے نکال دیتا ہے۔

چرک بشریت ہم نشیناں ازاں میشویند زلال رحمت برایشاں مے بارد (منصب امامت ص۱۶)

صاف پانی کے ساتھ اصحاب مصطفےٰ سے بشریت کی میل دھو دیتے ہیں اور ان پر رحمت برستی ہے۔

مولوی اسمائیل دہلوی کے متعلق وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ اللہ غریق رحمت کرے جناب مولانا اسمائیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو جن کے فیض سے اسلام کا یہ غریب خطہ بھی محروم نہ رہا۔ آج جو کچھ اسلام کا چرچا ان دیہات میں نظر آ رہا ہے یہ آپ ہی کے شاگردوں رحمہم اللہ کی کوششوں کا ثمرہ ہے جس کے طفیل مذہب اہل حدیث کے نام لیواؤں کی تعداد بھی تقریباً ۴۰ گاؤں تک پہنچ گئی ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء)

دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا (اسمائیل) شہید...... بڑے وسیع النظر محقق عالم تھے اپنے زمانہ میں ذہانت فطانت میں اپنی نظیر آپ تھے۔

(عبارات اکابر ج ا ص ۵۸)

سیّد احمد:

وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسمائیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد بریلوی بھی عرض کرتے ہیں کہ

السلام اے نور رب العالمین — السلام اے محیط روح الامین

السلام اے صدر بدر دوجہان — السلام اے فیض بخش انس و جان

(مخزن احمدی ص ۱۰۴ مطبوعہ آگرہ)

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

نور الٰہی تجلی رحمۃ — حتی انار حنادس الغبراء

(شمامۃ الطیب ص ۶۰ مطبوعہ آگرہ ماثر صدیقی ج ۲ ص ۲۹ مطبوعہ بھوپال)

آپ ﷺ اللہ کا نور اور اس کی رحمت کی تجلی ہیں یہاں تک کہ آپ نے اندھیروں کو روشن فرمادیا۔

ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹۳ ۷ مطبوعہ لاہور)

سلام اُس نور رب العالمین پر ۔۔۔ سب اُس کی آل اور اصحاب دین پر

(ترک اسلام ص ۱۳ مطبوعہ امرتسر)

اطاعت سے اس کی ہوا شمس روشن ۔۔۔ وہ انوار حق کی ضیاء ہو کے آیا

(شمع توحید ص ۴۵ مطبوعہ امرتسر)

حافظ عبداللہ روپڑی:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رقمطراز ہیں کہ حافظ عبداللہ صاحب (روپڑی) نے اپنے اخبار ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء میں ایک نظم (نعت) شائع کی تھی۔ جس کا ایک شعر بطور نمونہ یہ ہے۔

انت الذی من نورك البدر اکتسٰی ۔۔۔ والشمس مشرقة بنور بهاك

ترجمہ: آنحضرت کو مخاطب کر کے آپ وہ ہیں کہ بدر چاند نے آپ کا نور اوڑھا ہے اور سورج بھی آپ ہی کے نور سے روشن ہے۔ (مظالم روپڑی ص ۴۷ مطبوعہ امرتسر)

مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی نے کہا کہ سورج چاند رسول اللہ کے نور سے چمکتے ہیں۔ (مظالم روپڑی ص ۴۷)

قاضی سلیمان منصور پوری:

وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

پیدا ہوئے محمد ﷺ عالم تمام چمکا ۔۔۔ حق صریح چمکا صدق دوام چمکا

روشن ہوئے براہین واضح ہوئے دلائل — جب نیر رسالت برخاص و عام چمکا
بطحا کا ذرہ ذرہ انجم بنا فلک کا — مصر اور ہندو ایران اسپین و شام چمکا
چمکا وہ نور عالم سردار و لد آدم — چشمان حورعین پر جس کا ہے نام چمکا
شان محمدی سے اندھے ہیں اہل ظلمت — وہ نور حق ہے جس سے دارالسلام چمکا

(سیدالبشر ج۱ص۵)

قاضی سلیمان منصور پوری نے نبی ﷺ کے اوصاف ذاتی کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ رحمت ربانی کا پیکر نور نورِ عالم سردار ولد آدم اوّلین انسان آخرین رسول رحمۃ للعلمین

(سیدالبشر ج۲ص۶۱)

مزید لکھتے ہیں کہ

احتشام او ہویدا از کلام ذوالجلال — نور او پیدا وہم پنہاں بآیات مبین

(الجمال والکمال ص۱۳)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے جید عالم حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

اونور نبی دا آپے دیندا لوکاں نوں روشنائی — بھاویں نبی بنوے دیوے حاجت اگر نہ کائی

(تفسیر محمدی ج۴ص۳۰۱)

بشریت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

جو ہر دم غالب ہوسی تیرے اوپر نور الٰہی — تے بشریت نابود ہو جاسی جہیڑی اوّل آہی

(تفسیر محمدی ج۷ص۲۴۸)

حضور ﷺ کی عزت وعظمت بیان کرنے پر کفر وشرک کے فتوے لگانے والے وہابی حافظ محمد لکھوی کا یہ شعر پڑھ لیں۔

تاہادی خاص مربی کامل سرجیا رب تعالیٰ — او قدرت کامل رب نمونہ اسم محمد والا
(تفسیر محمدی ج۱ص۲)

نور حسین گرجاکھی:

وہابیہ کے مقتدر عالم نور حسین گرجاکھی لکھتے ہیں کہ

کل پیغمبر دیوے چمکن جیوں آسمانی تارے — فالشمس نسرہ نور محمد ﷺ

سورج وانگ محمد سرور مشرق مغرب تائیں — سارا عالم روشن کیتا مشرق مغرب تائیں

بلکہ سورج تھیں ودھ روشن بدر منیر حقانی — جس نے گوردلاندے تائیں بخشی شمع نورانی

(فضائل مصطفٰے ص۱۳)

خیر الناس محمد عربی شہر مدینے والا — جس نے مشرق و مغرب تائیں کیتا نوراجالا

(فضائل مصطفٰے ص۱۵)

جلوہ ویکھ کے نور محمدی دا کفر و شرک تے بھاجڑاں چاپیاں نیں

جتھے بدر منیر دا نور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیاہیاں نیں

نور نبی دا جھاں نظر آوے ہوئیاں اوندے قلب صفائیاں

(فضائل مصطفٰے ص۴۵)

صمصام:

وہابیہ کے جیّد عالم اور شاعر صمصام صاحب لکھتے ہیں کہ

آوے سمجھ نہ خبرے میں کہ ڈٹھا انیویں سرلیاں پھرلیاں ماردا اے

کوئی قمر آکھے کوئی بدر سمجھے چند چودھویں رات شمار دا اے

(حلیہ مصطفٰے ص۳۰)

متھا ہس دا نور خلیق چوڑا غصے نال نہ تیوڑیاں مارا دا اے

اماں عائشہ قربان حیران ہوئی مڑھکا ستھے وچ نور ابھار دا اے

(حلیہ مصطفٰے ص۳۰)

نکلے ایڈ شعاع سبحان اللہ پر تو کندھ تے پوے رخسار وائے

کدے وچ چہرے کندھاں وسدیاں تے شیشے وانگ رخسار دلدار دائے

(حلیہ مصطفٰے ص۲۹)

چوڑی پیشانی سجدی — اک لاٹ نوروں وجدی
کوئی دیوا روشن من دا — کوئی آکھے ٹکڑا چن دا
کوئی آکھے سورج آ گیا — متھے دے وچ تھرا گیا
اماں عائشہ نے فرمایا — مڑھکا متھے وسیایا
وچہ قطریاں اک نور سی — کجھ ایسا اوہ بھرپور سی
میں کہیا اے میرے حضور میں — متھے چہ ڈٹھا اے نور میں

(حلیہ مصطفےٰ ص۸،۷)

نک پتلا چمکاں مار دا — مرکز گویا انوار دا

(حلیہ مصطفےٰ ص۹)

جے تھوڑا تبسم آ گیا — ویہڑے نوں چانن لا گیا

(حلیہ مصطفےٰ ص۱۱)

نوری شعاواں وجدیاں — بھڑکاں نہایت سجدیاں

(حلیہ مصطفےٰ ص۹)

مدثروں سر شار سر — واللیل نور الانوار سر

(حلیہ مصطفےٰ ص۵)

مولوی عبدالستار صاحب:

وہابیہ کے معروف عالم عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ

سب تھیں اوّل او پایا رب نے نور حبیب گرامی
کیوں دنیا پر پچھے آیا سنو یہاں تمامی

(اکرام محمدی ص۲۶۹ مطبوعہ لاہور)

نور محمدیؐ مکے وچوں جس دن چمک وکھائی — عالم اندر روشن ہوئی شمع ہدایت والی
طوبیٰ دا رکھ جنت اندر عزت شان سوایا — نور محمدؐ طبقاں اندر فضلوں چانن لایا

(قصص المحسنین ص۹ مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے عبدالرشید عراقی نے ان کو اکابرین وہابیہ میں شمار کیا ہے۔

(ماہنامہ محدث لاہور، اکتوبر ۱۹۹۶ء)

احسان الٰہی ظہیر:

حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اُم معبد کے خیالات احسان الٰہی ظہیر کی زبانی سنیئے کہ ایسا (محمد مصطفےٰ ﷺ) تھا کہ آسمانوں کا سردار تھا۔ جو زمین پر اتر آیا تھا مجھ کو کیا معلوم کہ وہ کیا تھا وہ تو چاند تھا وہ تو سورج تھا وہ تو چمکتا ہوا ستارہ تھا وہ تو روشن تارا تھا۔ وہ تو ایسا تھا کہ لمحے بھر کے لیے آیا اور کٹیا کو ایسا روشن کر گیا کہ اب جب تک وہ پلٹ کر نہیں آئے گا اس کی خوشبو سے (معطر رہے گی)۔ (ارمغان ظہیر ص۲۷ مطبوعہ گوجرانوالہ)

یزدانی جالندھری:

وہابیہ کے یزدانی جالندھری لکھتے ہیں کہ

بن کے تقدیر جہاں نجم الہدیٰ پیدا ہوا
نور حق بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ پیدا ہوا

ہادی برحق رسول ہاشمی پیدا ہوا
قاسم و فتاح و نور والی بطحا پیدا ہوا

حاصل لولاک محبوب خدا پیدا ہوا
محرم اسرار دانائے دنیٰ پیدا ہوا

(صبح سعادت ص۲۸، ۲۷ مطبوعہ گوجرانوالہ)

السلام اے نور یزداں الصلوٰۃ والسلام
آفتاب صبح ایمان الصلوٰۃ والسلام

(صبح سعادت ص۳۲)

وحید الزماں حیدر آبادی:

وہابیہ کے مقتداء مترجم صحاح ستہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

بدا اللہ سبحانہ الخلق بالنور المحمدی ثم بالمآء ثم خلق العرش علی المآء ثم خلق الریح ثم خلق النون والقلم واللوح ثم خلق العقل فالنور المحمدی مادۃ اولیّۃ للخلق السموت والارض وما فیھا

(ھدیۃ المھدی ج ا ص۵۶ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: اللہ سبحانہ نے تخلیق کرنے کا آغاز نور محمدی (ﷺ) سے کیا پھر پانی کو، پھر پانی پر عرش کو پیدا کیا۔ پھر ہوا کو پیدا کیا۔ پھر نون (دوات) اور قلم اور لوح کو پیدا کیا۔ پھر عقل کو پیدا کیا۔ پس نور محمدی (ﷺ) آسمانوں اور زمینوں اور اس میں موجود تمام اشیاء کے لیے اولین مادہ ہے۔

وہابیہ کے یہی علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ

اوّل ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ نے نور محمدی کو پیدا کیا۔ آنحضرت کا ایک نام نور بھی ہے۔ (وحید اللغات ج ۵ ص ۵۶ امطبوعہ کراچی)

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے یہ درود شریف لکھے ہیں کہ

۱۔ اللهم صل علی محمد بحر انوارك ومعدن اسرارك

(نزل الابرار ص ۱۹۹ مطبوعہ بیروت)

اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج جو تیرے نوروں کا سمندر اور تیرے اسرار کی کان ہیں۔

۲۔ اللهم صل علی سیّدنا محمدِ نِ السابق للخلق نوره (نزل الابرار ص ۱۹۸)

اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج کہ ساری مخلوق سے پہلے جن کا نور پیدا ہوا۔

قاسمی نانوتوی:

دیوبندی حضرات کے حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نا رسا اپنی

کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار

اگر قمر میں کچھ آ جائے تیرے چہرہ کا نور

تو رات دن ہی اور آگے اس کے دن شب تار

(قصائد قاسمی ص ۴-۵)

پہلا شعر دیوبندی مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے بھی نانوتوی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (فضائل اعمال ص فضائل درود شریف ص۱۳۰)

محمد یعقوب نانوتوی:

محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

خدا نے نور کیا وہ تمہارا نورانی — کہ جس کے سامنے آئے نظر ہے نور ظلام
وہ نور آپ کا تھا جو ہوئی امانت عرض — سماو ارض و جبال و شجر رہے جی تھام

(بیاض یعقوبی ص۱۷)

مولوی محمد ذوالفقار:

مولوی محمد ذوالفقار دیوبندی لکھتے ہیں کہ

کے ملک کردی بہ پیش آدم خاکی سجود — نور تو در وے نبوری گر ودیعت اے خدا

(عطر الوردہ ص۳۱ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

اے ہادی ﷺ اگر حضرت آدم خاکی میں آپ ﷺ کا نور مبارک نہ ہوتا تو فرشتے ان کو کب سجدہ کرتے۔

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نور — نہ ہو کیوں مل کے پھر نورٌ علی نور

(مواعظ میلاد النبی ص۲۴۰، النور ص۲، اشرف المواعظ ص۱۴۷، شلیح الصدور ص۲)

محمد ادریس کاندھلوی:

دیوبندی حضرات کے شیخ التفسیر محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

سراج منیر کشمس الضحٰی — خیر البرایا و نور قدیم

آپ ﷺ چراغ روشنی دینے والے ہیں اور ضحٰی کے سورج کی طرح اور مخلوق سے بہتر ہیں۔ اور نورِ قدیم ہیں۔ (مقدمہ مقامات حریری ص۱)

کاندھلوی صاحب شیخ فریدالدین عطار کے اشعار نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آفتاب شرع دریائے یقین　　نور عالم رحمۃ للعلمین
اوّل ما خلق اللہ نوری
آنچہ اوّل پدید یداز حبیب غیب　　بود نور پاک اوبے، ہیچ ریب

(عقائد الاسلام ج ۲ ص۷ مطبوعہ لاہور)

یاد رہے حضور خواجہ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار ان کی کتاب منطق الطیر ص۱۸، ۱۹ مطبوعہ لاہور پر موجود ہیں مزید مسئلہ نورانیت کے متعلق اشعار ملاحظہ کرنے کے لیے اہل ذوق آپ کی کتاب مذکور کا مطالعہ فرمائیں نیز اس سے آپ کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ خواجہ صاحب کا پہلا شعر وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفٰے ص۵۵ پر نقل کیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ

ان حجروں میں اگرچہ اکثر و بیشتر رات کو چراغ نہیں جلتے تھے اور ضرورت بھی نہ تھی کہ جس گھر میں اللہ کا داعی بشیر و نذیر اور سراج منیر رہتا ہو وہاں کسی شمع اور چراغ کی کیا حاجت کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یا بدیع الدل والفتج　　لك سلطان علی المهج
اے عجیب و غریب ناز وادا والے　　تیری سلطنت تو دلوں پر ہے
ان بیتنا انت ساکنه　　غیر محتاج الی السرج
جس گھر میں تو رہتا ہو وہ　　کسی چراغ کا محتاج نہیں

(سیرت المصطفٰے ج ۱ ص۴۳۰ ج ۱ ص۴۳۱)

محمد انور شاہ کشمیری:

دیوبندی حضرات کے محدث انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ

نور ایمان کو نور محمدی ﷺ کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے جہاں یہ تعلق العیاذ باللہ قطع ہوا فوراً یہ نور ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (انوار الباری ج ۳ ص۳۴ مطبوعہ ملتان)

مزید لکھتے ہیں کہ

کاندر انجا نور حق بود و بند دیگر حجاب　　دیدو بشنید آنچہ جزوے کس بشنید و ندید

(عقیدۃ الاسلام ص۲۱۹ مطبوعہ قاسمی دیوبند)

قاری محمد طیب دیوبندی:

دیوبندی حضرات کے دارلعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب لکھتے ہیں کہ

لنا شمس وللآفاق شمس　　وشمس خیر من شمس السمآء

وشمس الناس تطلع بعد فجر　　وشمسی تطلع بعد العشآء

(آفتاب نبوت ص۱۳)

یادر ہے کہ یہ ارشاد اشعار میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ اس کا ترجمہ وہابیہ کے علامہ عطاء اللہ طارق کی زبانی سنیے کہ

ہمارا بھی ایک سورج ہے اور آسمان کا بھی سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے بے شک آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ (فضائل سیّد المرسلین ص۱۶)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے یہی اشعار جمال مصطفےٰ ص۲۸ پر نقل کیے ہیں۔

قاری طیب صاب لکھتے ہیں کہ

آپ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے بات کرتے وقت بنص حدیث آپ کے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آتا بینی مبارک ناک کا فور کی وجہ سے بلند محسوس ہوتا۔ چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا بنص حدیث کان الشمس تجری فی وجھہ گویا آفتاب آپ کے چہرے میں گھوم رہا ہے چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کی علامات وآثار ہیں۔ (آفتاب نبوت ص۳۰،۲۹)

حضرت مسیح نے اعلان کیا کہ جس نور (محمدی) کو زمین کی تاریکی اور ستاروں کی روشنی

مانگ رہی تھی۔ وہ شہنشاہ نور عنقریب آنے والا ہے۔ (آفتاب نبوت ص۵۴ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

مگر نور سب میں خاتم الانبیاء ہی کا کام کرتا رہا ہے۔ (آفتاب نبوت ص۹۰)

عاشق الٰہی میرٹھی:

عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

تیرہ سو برس سے زیادہ زمانہ گزرا کہ حق تعالیٰ شانہ نے ظلمت کدہ عالم کو نور بخشنے والا وہ پیغمبر دنیا میں بھیجا جس کے ہاتھ میں سیادت رسل کا جھنڈا اور سر پر خاتمیت انبیاء کا تاج تھا۔ کہ قحط کی ماری ہوئی سوکھی زمین اس کے قدموں کی برکات سے لہلہانے لگی اور تاریکی میں ڈوبا ہوا ملک اس کے چمکتے ہوئے چہرہ کی شعاعوں سے جگمگا اٹھا۔

(تذکرہ التحصیل ص۹ مطبوعہ سیالکوٹ)

الٰہی بخش کاندھلوی:

الٰہی بخش کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

اقنى العرنين له نور يعلو (شیم الجیب ملحقہ نشر الطیب ص۱۴۳)

ترجمہ: اشرف علی تھانوی کے قلم سے دیکھئے کہ

بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا۔ (نشر الطیب ص۱۴۳)

یہی دیوبندی عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص۳۳۱ پر نقل کیا ہے۔

مفتی عبد الرحمٰن دیوبندی:

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی عبد الرحمٰن سے کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ نور تھے۔

مفتی عبد الرحمٰن دیوبندی جواب میں لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کی تو بڑی شان ہے آپؐ کے تو صحابہ بھی نور تھے۔

(دینی مسائل روزنامہ جنگ لاہور ۴، اکتوبر ۱۹۹۱ء)

قاضی زاہد الحسینی:

دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے خلیفہ مجاز قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں کہ

ہر جلوہ پر ضیا رخ انور کا نور ہے　　شانوں میں کیا بلند یہ شان حضور ہے

(رحمت دو عالم ص۲۷ مطبوعہ لاہور)

قاضی صاحب قاسم نانوتوی کے یہ شعر نقل کرتے ہیں کہ

تو بوئے گل اگر مثل گل ہیں اور نبی　　تو نور دیدہ ہے اگر ہیں وہ دیدۂ بیدار

(رحمت دو عالم ص۶۰)

غلام رسول عالم پوری:

غلام رسول عالم پوری لکھتے ہیں کہ

آؤ محبوب دا دید کریئے جہیدے حسن و جمال دی شان بھاری

جس دے نور ظہور تھیں طبق چوداں کرسی عرش جنت طبقات تاری

(ست پھل ص۵۳ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

طاہر جھنگوی:

دیوبندی مشہور طاہر جھنگوی لکھتے ہیں کہ

دو جگ دے وچ بال تیرے دے حسن دیاں دھماں پیاں

اس دے رخ انور توں کرناں شمس و قمر نے لئیاں

(لغمات طاہر ص۱۹)

کرم الٰہی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نکودروی لکھتے ہیں کہ

صراحتاً منقول ہے کہ حضور کے اس نور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تخلیق فرمایا ہے۔

(سفینہ افضال الرحمٰن ص۲۷ مطبوعہ نکودر)

عنایت علی شاہ:

تھانوی صاحب ہی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

بشر نور رب العلیٰ بن کے آیا　　نئے رنگ میں جا بجا بن کے آیا

(باغ جنت ص۳۲۴)

نورالٰہی:

نورالٰہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

فرمایا حضرت پاک دیے نوں میرا نور پیارا
ایسا ہور پیارا نا ہیں جو ہے عالم سارا
نور میرا جڑھ اصل سجاندی پاک نبی فرمایا
جس دن سرجیا حضرت آدم اس وچ نور رکھایا

(منظوم قصص الانبیاء ص۵۳ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

اشرف علی تھانوی:

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

مطلع نور حق و دفع حرج　　　معنی البصر و مفتاح الفرج

نورحق کے آپ مطلع ہیں یعنی نورحق آپ میں روشن ہے اور آپ ہرج وتنگی کے دفع اور دور کرنے کے سبب ہیں آپ البصر مفتاح الفرج کے معنی ہیں۔

(حیات المسلمین ص۱۳۷ اصلاحی نصاب ص۳۷)

محمد زکریا سہارنپوری:

محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ

کپڑا اُتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مبارک روشن چمکدار نظر آتا تھا۔ یا کہ بدن کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمکدار تھا۔ (فضائل نبوی شرح شمائل ترمذی ص۱۶)

ضیاالرحمٰن فاروقی:

دیوبندی حضرات کے نام نہاد سپاہ صحابہ پاکستان کے سربراہ ضیاء الرحمٰن فاروقی فرماتے ہیں کہ

حضرت نانوتوی نے حضور کے عشق میں کیا عجیب فرماتے ہیں:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اُسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکاں کو سجایا گیا

(ضیاء الرحمن فاروقی کی یادگار تاریخی تقریریں ص ۳۲۵)

ضیاء القاسمی:

علمائے دیوبند ضیاء القاسمی بانی دیوبند کا شعر نقل کرتے ہیں کہ

تو نور شمس ہے اگر اور انبیاء ہیں شمس و نہار — تو بوئے گل ہے اگر مثل ہیں اور نبی

(خطبات قاسمی ج ا ص ۲۰۵ مطبوعہ فیصل آباد)

مولوی اسمٰعیل دہلوی، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ مولانا اسمٰعیل شہید حضور پاک ﷺ کو نور بھی مانتے تھے آپ ایک جگہ کہتے ہیں

بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور — سو اوّل ہی پیدا ہوا اُن کا نور

(شاہ اسمٰعیل شہید ص ۱۵۰ مطبوعہ لاہور)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی:

شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

شیخ اکبر کہتے ہیں نبی ایک نور ہے۔ (درس بخاری ص ۵۳)

از دیوبندی مولوی مفتی عبدالستار صاحب رئیس الافتا، جامعہ خیر المدارس نے لکھا ہے

آپ کا رنگ نہایت نورانی چمکدار تھا۔ (عصر حاضر کے لئے مشعل ہدایت ص ۴۰)

غلام غوث دیوبندی نے لکھا ہے کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا۔ لیکن آپ کا ظہور سب پیغمبروں کے بعد ہوا۔" (تعلیم الایمان ص ۲۷)

انور شاہ کشمیری نے لکھا

تعالے الذی کان ولم یکن ماسوىٰ — واول ماجلے العماء المصطفے

ترجمہ: اللہ اس وقت بھی موجود تھا جب اور کچھ بھی نہ تھا۔ پھر اللہ نے مخلوق کو بنانا چاہا تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا۔ (ضرب الخاتم علی حدوث العالم ص ۲)

مولوی ذکریا کاندھلوی نے لکھا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو سراسر نور تھے۔ (شرح شمائل ترمذی ص ۳۵۴)

ابن تیمیہ نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آثار وفات ظاہر ہوئے تو آپ شدت تکلیف کی وجہ سے اپنی چادر مبارک کو بار بار اپنے نوری چہرے پر ڈال لیتے تھے۔ (زوار القابر مترجم ص ۱۱۵)

سوامی لکشمن جی مہاراج ہندو:

سوامی لکشمن جی مہاراج ہندو لکھتے ہیں کہ

اسی جہالت اور ضلالت کے مرکز اعظم جزیرہ نمائے عرب کے کوہ فاران کی چوٹیوں سے ایک نور چمکا جس نے دنیا کی حالت کو یکسر بدل دیا گوشہ گوشہ نور ہدایت سے جگمگا دیا۔ اور ذرہ ذرہ کو فروغ تابش حسن سے غیرت خورشید بنا دیا۔ (عرب کا چاند ص ۴۱ مطبوعہ لاہور)

مزید لکھتے ہیں کہ

اہل عرب خشک سالی کی وجہ سے فاقہ مستی کر رہے تھے اور جانکاہ مصائب میں مبتلا تھے۔ مگر نور محمدی ﷺ کے بطن آمنہ میں صورت پذیر ہوتے ہی ریگستان عرب کے باشندوں کے لئے ایک حیرت انگیز اور خوشگوار انقلاب واقع ہوا نیلگوں آسمان پر گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں اور ایسی بارش ہوئی۔ کہ چاروں طرف جل تھل کا عالم ہو گیا درختوں کو خوب کثرت سے پھل آیا کھیتوں میں غلہ افراط سے پیدا ہوا۔ (عرب کا چاند ص ۶۲)

جی ایس دارا سکھ:

جی ایس دارا سکھ ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ لکھتے ہیں کہ

اے عرب کیا ہی عجب ہوں گے تیرے بھاگ جو تو نے نور خدا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (رسول عربی ص ۲۱ مطبوعہ لاہور)

وہ احمد جس کی آمد کی بشارت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو فرشتہ نے خواب میں دی تھی اب وہ نور مجسم بن کر آنکھوں کے سامنے تھا۔ (رسول عربی ص۲۸)

گرونانک:

گرونانک فرماتے ہیں کہ

لکھیا وچہ کتاب دے اوّل اک خدائے　　　دوجا نور محمدی جس چانن کیتا آئے

(جنم ساکھی بالا ص۳۲۷)

دیوبندی قاری محمد طیب لکھتے ہیں کہ

انبیاء علیہم السلام میں ایک حیثیت بشریت کی ہے اور ایک ملکیت (نورانیت) کی۔

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۳۴۰)

خیر المدارس ملتان کے دیوبندی مفتی صاحب خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نورانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے منافی نہیں۔

(خیر الفتاوی ج ۱ ص ۱۴۷)

لگے ہاتھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے دیوبند کے شیخ التفسیر احمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ

آنحضور سراپا نور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے آخری نبی ہیں۔

(خلاصۃ اسلام ص۹ مطبوعہ لاہور)

مزید لکھتے ہیں کہ

ہر مسلم حضور سراپا نور کے وجود باجود کو ابر رحمت خیال کرتا ہے۔ تحفہ میلاد النبی ص۳ مطبوعہ لاہور

مسلمانوں کو حضور سراپا نور کے ظہور کی خوشی اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں وہ آب حیات ملا جس سے وہ دنیا میں مردہ قوم سے زندہ قوم بن گئے۔ (تحفہ میلاد النبی ص۳)

باب دوم

حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں

حضور ﷺ حقیقت میں نور اور لبادہ بشریت میں کائنات انسانی میں جلوہ گری فرمائی ہم نے گزشتہ اوراق میں اس مؤقف کو ٹھوس دلائل سے ثابت کر دیا ہے اور اتمام حجت کے واسطے مخالفین اہل سنت کی متعدد عبارات درج کر دی ہیں۔ اگر کوئی مخالفین اہل سنت میں سے بھی ہو اور وہ تعصب کی عینک اتار کر ہمارے ان دلائل کو نظر انصاف سے دیکھے تو اسے بھی ہمارا موقف تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ نور ہیں۔ تو ظاہر اور ثابت ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ متعدد آیات قرآنی اور احادیث ہم پیش کر چکے ہیں۔

بہر صورت مسئلہ ھٰذا میں ہم صحابہ کرام آئمہ عظام اولیاء محدثین اور مخالفین کی عبارات پیش کر رہے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ :

امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اصل چنانچہ جب لوگوں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ فرمایا تو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کیا کہ

ان اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلا یقع انسان قدمه علی ذلك ظل فلما لم یمکن احدا من وضع القدم علی ظلك کیف یمکن احداً من تلویث عرض زوجتك

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۰، روضۃ الاحباب ج ص ۲۲۵ تفسیر مدارک ج ۳ ص ۱۰۳، روح البیان ج ۱ ص ۱۱۲)

یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ کوئی اس سایہ پر قدم نہ رکھ سکے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سایہ پر قدم رکھنے کا موقع نہ دیا تو کسی کو یہ طاقت کب دے گا کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ کی عصمت پر داغ لگائے۔

قارئین کرام، ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کا عقیدہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی تھا یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کے جم غفیر میں بیان فرمانے پر ان کا انکار نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ ان اصحاب مصطفےٰ علیہ السلام کا یہی عقیدہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لم یکن له ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوؤہ علی ضوء الشمس ویقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ علی ضوء السراج۔

(الوفا ج ۲ ص ۴۰۷، نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲، جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۷۶، زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰، شرح الشمائل ج ۱ ص ۴۷، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ، شرح شمائل محمدیہ ص ۲۴، انوار محمدیہ ص ۹۷، فوائد حلبیہ ج ۱ ص ۴۶)

حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا کیوں کہ جب بھی آپ ﷺ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تو حضور ﷺ کا نور مبارک سورج کی روشنی پر غالب آجاتا۔ اگر چراغ کے پاس کھڑے ہوتے تو چراغ پر آپ ﷺ کا نور مبارک غالب آجاتا۔

حضرت ذکوان:

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۰۷، زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، شرح شفا ج ۳ ص ۲۸۲ حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۸۶)

بے شک رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ سورج کے سامنے دیکھا جاتا نہ چاند کے سامنے

یہ روایت دیوبندی مفتی ظفر احمد عثمانی نے امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۴۰ دیوبندی ادریس کاندھولی نے اصول اسلام ص ۹۲ میں درج کی ہے۔

امام ابن سبع رضی اللہ عنہ:

امام ابن سبع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نوراً فکان اذا مشٰی فی الشمس اوالقمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نوراً

(زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، شرح الشفا ج ۳ ص ۲۸۲)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ اسی لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج یا چاند کے سامنے چلتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دیکھا جاتا اس بات کی گواہی وہ حدیث مبارکہ ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ مجھے نور کردے۔ (یہی امام ابن سبع کا قول دیوبندی مفتی ظفر احمد عثمانی نے امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۴۰) میں درج کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حضرت عبد اللہ بن مبارک سے ہی منقول ہے۔ (سیرت حلبیہ ج ص، فوائد حلبیہ ج ۱ ص ۴۶، زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰، شرح شمائل محمدیہ ص ۲۴)

امام قسطلانی رضی اللہ عنہ:

امام قسطلانی بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۸۰، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۲، زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰)

حافظ رزین محدث علیہ الرحمۃ:

حافظ رزین محدث علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں۔ زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے باب باندھا ہے باب الایۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یُرٰی لہ ظل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(انیس الجلیس ص ۱۴۱، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب ص ۵۳)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ:

امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (زرقانی ج۴ ص۲۲۰)

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ بھی یہی لکھتے ہیں کہ

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ (شفاج ۱ص۲۴۳)

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ:

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ (نسیم الریاض ج۳ ص۲۸۲)

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ:

مُلّا علی قاری رقمطراز ہیں کہ

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (شرح شفاج ۱ص۲۸۲، جمع الوسائل ج ۱ص۱۷۶)

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ:

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے نور محض ہونے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضور ﷺ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے اس لیے کہ سایہ کسی چیز کی کثافت سے ہوتا ہے اور اللہ نے آپ ﷺ کو تمام جسمانی کثافتوں سے پاک رکھا۔ اور آپ ﷺ کو محض نور فرمایا اور آپ ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہونا معجزہ تھا۔ (افضل القریٰ ص۲۷، جواہر البحار ج۲ ص۸۵، شرح قصیدہ ہمزیہ ص۱۲)

حکیم ترمذی محدث علیہ الرحمۃ:

حکیم ترمذی محدث علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ص۶۸، زرقانی ج۴ ص۲۲۰، شرح شفاج ۳ص۲۸۲، مدارج النبوت ج ۱ص۲۱)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ:

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ (الوفا ج ۲ ص ۴۰۷، زرقانی ج ۴ ص ۲۲۰، نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲)

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ:

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ (مفردات امام راغب ص ۳۱۷)

وہابیہ نے مفردات کا ترجمہ شائع کیا اس کے مترجم وہابیہ کے شیخ الحدیث محمد عبدہ فیروز پوری لکھتے ہیں کہ

کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا مشیٰ لم یکن لہ ظل

آنحضرت ﷺ چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

(مفردات القرآن مترجم ج ۲ ص ۶۵۳ مطبوعہ اہل حدیث آکادمی لاہور)

امام اسماعیل حقّی علیہ الرحمۃ:

امام اسماعیل حقّی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (روح البیان ج ۴ ص ۱۱۲)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر چیز سے اس کا سایہ لطیف ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی شان یہ ہے کہ کائنات میں کوئی شے ان سے لطیف نہیں پھر حضور ﷺ کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۱۴۷)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ مدارج النبوت ج ۱ص۲۱

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ کبھی زمین پر پڑا نہیں۔ (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص۲۱۹ فارسی ص۱۳۶۱ اردو)

یادر ہے تفسیر عزیزی کا اردو ترجمہ دیوبندی حضرات نے کیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ

رسول خدا ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (تذکرہ الموتی والقبور ص۳۱)

مولانا روم علیہ الرحمۃ:

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

چوں فناش از فقر پیرایہ بود   او محمد وار بے سایہ بود

(مثنوی شریف دفتر پنجم ص۱۹)

مولانا عبدالعلی بحر العلوم اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

دوسرے مصرع میں حضور ﷺ کے اس معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (شرح مثنوی ج ۵ ص)

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ:

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

(زلیخا ص۱۱ کلیات جامی ج ۳ ص۱۱، تحفۃ الاحرار ص۲۱، سبحۃ الابرار ص۱۱، عزیز الفتاویٰ ج ۸ ص۲۰۲)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ:

علامہ یوسف نبہانی بھی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔

(جواہر البحار ج ا ص ۲۷۹ وسائل الوصول ص ۲۱ حجۃ اللہ العالمین ص ۶۸۶)

قارئین کرام ان صحابہ کرام تابعین بزرگانِ دین علیہم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے اقوال سے ثابت ہوگیا کہ یہ حضور ﷺ کا عظیم معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا مزید حوالہ جات تو بکثرت موجود ہیں خوف طوالت سے اب صرف ان کتب کے نام مع حوالہ درج کیے جارہے ہیں۔ جن میں حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔

نام	نام کتاب
مولانا محمد گھلوی	شرح زلیخا ص ۳۳
تاریخ حبیب الہ کے مولف عنایت احمد کاکوروی	تاریخ حبیب الہ ص ۱۳۷ مصدقہ تھانوی اشرف علی
شیخ الاسلام زکریا انصاری	جواہر البحار ج ا ص ۲۷۹
مولانا عوض علی	تحفۃ الاحرار ص ۲۱
امام نیاپوری	جواہر البحار ج ۴ ص ۱۸۲
امام سبکی	سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۹۴
امام مناوی	جواہر البحار ج ۲ ص ۱۲۸، فیض القدیر ج ا ص ۱۴۵ شرح الشمائل ج ا ص ۴۷
امام ابراہیم بیجوری	المواہب علی الشمائل ص ۲۴
سید عبدالرحمٰن العیدروس	جواہر البحار ج ۲ ص ۳۴۷
امام سلیمان جمل	فتوحات احمدیہ ص ۵ جواہر البحار ج ۲ ص ۳۷۲
سید مرتضیٰ زبیدی	جواہر البحار ج ۲ ص ۳۹۷
امام سخاوی	مقاصد الحسنہ ص ۶۳
شیخ محمد طاہر	مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۴۰۲
مولانا غلام قادر بھیروی	اسلام کی کتاب

خواجہ محمد یار فریدی	دیوان محمدی ص۸۸
امام عبدالوہاب شعرانی	کشف الغمہ ج ۲ ص۵۱، جواہر البحار ج ۲ ص۶۵
خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی	صحائف السلوک ص۵۱
حسین بن دیار بکری	تاریخ الخمیس ص۲۱۹
شیخ محمد بن احمد متبولی شافعی	جواہر البحار ج ۳ ص۱۸۲
ملا معین واعظ کاشفی	معارج النبوت ج ۲ ص۲۱۹
قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم الثائی مالکی	جواہر البحار ج ۳ ص۱۸۲
خواجہ گل محمد احمد پوری	تکملہ سیر الاولیاء ص۷
امام صاوی	جواہر البحار ج ص۳۰
علامہ نظامی گنجوی	مخزن الاسرار ص۲۵
برہان الدین حلبی	سیرت حلبیہ ج ص۴۲۲
علامہ ابن اقبرص	جواہر البحار ج ۳ ص۱۸۲
امام المقری شریف الدین اسماعیل بن المقری	جواہر البحار ج ۳ ص۱۸۳
علامہ محمد تجریم مالکی	النوافح العطریہ ص۱۹
پیر سیّد نور الحسن شاہ	الانسان فی القرآن ص۱۵۸
الھز وی	سراج منیر ص۹۲
محمد بن یوسف شامی	سبیل الہدیٰ والرشاد ج ۲ ص۱۲۳
علامہ محمد حنفی	شرح الشرح الابن ھمزیہ ص۱۲

مزید تحقیق کے شائق حضرات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی کتب نفی الفئی عمن استنار بنورہ کل شی اور قمر التمام فی نفی الظل عن سیّد الانام کا مطالعہ فرمائیں۔

دیوبندی وہابی اکابر کی گواہی

عبدالحی لکھنوی:

دیوبندی وہابی حضرات کے ممدوح عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یقع ظلہ علی الارض لان الظل انما یکون لما فیہ کثافۃ و اما ذاتہ فکانت نوراً من الراس الی القدم (التعلیق العجیب شرح قول تہذیب ص۱۳)

بے شک نبی ﷺ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیوں کہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔

رشید احمد گنگوہی:

دیوبندی حضرات کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند (امداد السلوک ص۸۵)

تواتر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص۱۵۶ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ

دیوبندی بددیانتی:

قارئین کرام جہاں یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بات ہمارے خلاف ہے تو وہ کتاب اگرچہ ان کے اکابر کی ہو اس میں تحریف کرنا دیوبندی قوم کی خصوصیت بن چکا ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ میں ہے کہ تواتر سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ لیکن اب دیوبندی حضرات نے جو امداد السلوک شائع کی ہے اس میں عبارت کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اور تواتر کی جگہ شہرت لکھ دیا ملاحظہ ہو۔ (امداد السلوک ص۱۵۸ مطبوعہ لاہور)

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

مشہور ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا...... (اس لیے) کہ ہمارے حضور ﷺ سرتاپا نور ہی نور تھے۔ حضور ﷺ میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا کیوں کہ سایہ کے لیے ظلمت لازمی ہے۔ (شکر النعمۃ ص۲۰، خطبات حکیم الامت ج۱۳ ص۱۱۷)

مزید لکھتے ہیں کہ

یہ جو مشہور ہے کہ سایہ نہ تھا حضور ﷺ کا تو یہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے گو وہ ضعیف ہیں مگر فضائل میں متمسک بہ ہو سکتی ہیں۔

(المرتج فی الربیع ص۱۹، مواعظ میلاد النبی ص۴۵۰، ذکر الرسول ص۱۱)

محمد ادریس کاندھلوی:

دیوبندی حضرات کے شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ۔

بہت سے حالات اور صفات حضور پر نور (ﷺ) کے بدن مبارک میں ایسے موجود تھے۔ کہ ان سب کا ایک ذات میں مجتمعاً پایا جانا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ذات کاملۃ الصفات اور فاضلۃ الحالات بارگاہ خداوندی میں نہایت ہی مقرب اور مورد الطاف و عنایات ہے۔

مثلاً آنخضرت ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان مرسلاً و رواہ ابن مبارک و ابن جوزی عن ابن عباس موصولاً زرقانی ج۴ ص۲۲۰ خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۸، ج۲ ص۱۷ (اصول اسلام ص۹۲ مطبوعہ لاہور)

مفتی عزیز الرحمٰن:

دار العلوم دیوبند کے مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں کہ

امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنخضرت ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے

بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر الخ

اور تواریخ حبیب الہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

آپ کا بدن نور تھا۔ اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔

پیغمبر ماندا اشت سایہ تا شک بدل یقین لیفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست پیدا است کہ یاز میں لیفتد

(فتاوی دار العلوم دیوبند ج اص۱۴۲ مطبوعہ کراچی)

عابد میاں واکابرین دیوبند:

دیوبندی مقتدر شخصیت عابد میاں لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا۔ جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمد ورفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (رحمۃ العلمین ص۵۳ مطبوعہ کراچی)

یاد رہے اس کتاب پر ان دیوبندی اکابر کی تصدیقات موجود ہیں۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ، کشمیری، محدث دیوبند محمد اصغر حسین، شبیر احمد عثمانی، مفتی اعزاز علی مفتی عبد الشکور لکھنوی وغیرہ۔

مفتی ظفر احمد عثمانی:

دیوبندی حضرات کے محدث ظفر احمد عثمانی حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس مسئلہ میں ایک حدیث مرسل ضعیف ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ دھوپ یا چاندنی میں نظر نہ آتا تھا..... گو یہ حدیث ضعیف ہے مگر یہ بات عوام وعلماء میں مشہور چلی آرہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصل اس کی ضرور ہے ..... زمین پر

سایہ کا واقع ہونا درحقیقت انسان کے لیے اس کی بڑی کمزوری اور عاجزی کو ظاہر کرتا ہے کہ تیرا سایہ جو تیری صورت کے مثل ہے زمین پر اس طرح پڑا ہوا ہے کہ جو کوئی چاہے اس پر پیر رکھ دے جو چاہے اس پر تھوک دے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے بچالیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔ کہ آپ کے سایہ کو زمین پر واقع نہ کیا ہو۔ تا کہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے۔

(امداد الاحکام ج ا ص۳۴۰ مطبوعہ کراچی)

مفتی ظفر احمد عثمانی علماء دیوبند کے مسلم محدث و پیشوا ہیں مفتی عبدالشکور نے ظفر احمد عثمانی کے حالات پر مستقل کتاب لکھی اس میں یہاں تک لکھا ہے کہ

حضور ﷺ آپ (ظفر احمد عثمانی) کی صورت میں نمودار ہوئے۔

(تذکرۃ الظفر ص۳۸۱ مطبوعہ کمالیہ)

مفتی مہدی حسن، مفتی جمیل الرحمٰن دیوبندی:

دیوبندی حضرات کے دارالعلوم دیوبند کے مفتی سیّد مہدی حسن لکھتے ہیں کہ

آنحضرت کا سایہ نہ تھا اس کے ہم معتقد ہیں۔ سیّد مہدی حسن

الجواب الصحیح محمد جمیل الرحمٰن (ماہنامہ تجلی دیوبند مارچ ۱۹۵۹ء)

نذیر احمد عرشی:

دیوبندی وہابی حضرات کے مداح بھی یہی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

(مفتاح العلوم ج ۳ ص۱۳۶)

مولوی نور محمد جوڑا سوتری، حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے مستند علماء میں سے مولوی نور محمد اپنی کتاب شہباز طریقت میں اور اس کے محشی حافظ محمد لکھوی حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی ۱۳ وجوہ بیان کرتے ہیں

(۱) اس رحمت عالم سدا سایہ دھرتی مول نہ پوندا

منافق کافر قدم دھرے کو ایہ کم مول نہ تھندا

یہ کہ کافر یا منافق اس سایہ پر پاؤں نہ رکھے محشی

(۲) نہ خالی ظلماتی تھی سایہ سرور جسم نورانی

کو مخلوق نہ ثانی سرور سمجھ بندے صمدانی

یہ کہ سایہ تاریکی اور سیاہی سے خالی نہیں ہوتا اور آنحضرت کا جسم نورانی ہے محش

(۳) دعائیں اوس ذخیرہ آخروچہ حدیثاں آیا

اینویں وانگ ذخیرہ آور سرور سدا سایہ

یہ کہ اس نے اپنا سایہ واسطے شفاعت دن حشر کے ذخیرہ رکھا ہے جیسا کہ اپنی دعا کو شفاعت کے لیے ذخیرہ رکھا ہے چنانچہ حدیث بخاری اور مسلم میں لکھا ہوا ہے محشی

(۴) اوہ رحمت خلق قرآنوں ثابت ایہو سایہ دسدا

جو لائق اوہ سایہ پاوے نور محمد دسدا

قولہ اوہ رحمت الخ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ انبیاء کے آخر میں فرمایا وما ارسلنك الارحمة اللعلمین نہیں بھیجا ہم نے تم کومگر رحمت واسطے جہانوں کے پس گویا سایہ آنحضرت کا یہی ہے اس لیے کہ جو شخص قابلِ رحمت ہے وہ اس کے سایہ کے نیچے آ جاتا ہے اور مصنف نے آنحضرت کے سایہ نہ ہونے کے بارہ میں تیرہ وجوہ تیرہ بیتوں میں بیان کی ہیں ابتدا تیرہ بیتوں کا اس مصرعہ سے ہے اس رحمت الخ آخر مصرعہ بس کر نور محمد الخ تیرہ وجوہ ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں کہ سایہ اس کی رحمت ہے۔ محشی

(۵) پیشوا کل خلقت سدا نکتے نور بتاوے

تائیں سایہ ناہیں مت اوہ سایہ پیش ہو جاوے

کہ آنحضرت جہاں کے پیشوا ہیں ایسا نہ ہو کہ سایہ آپ کا آگے ہوم۔ حشی

(۶) ہر شے سدا سایہ نیڑے سایہ شے ظلماتی

انہیر انیڑے انور ہووے ایہہ گلی نہ نور بھاتی

کہ سایہ ہر چیز کا اس کے نزدیک ہوتا ہے اور سایہ تاریک ہے اور آنحضرت تمام چیزوں سے زیادہ روشن ہیں۔ پس مناسب نہیں کہ تاریکی اس کے نزدیک ہو محشی

(۷) شمس دلیل سیانے سیائی آکھن سر جہارا
گھٹاوے سایہ سرور سدا ایہہ دن کون وچارا

یہ کہ سایہ کی دلیل آفتاب ہے اور سایہ کا سبب بلند ہونے آفتاب کے کم ہو جانا اور خدا کو منظور نہ تھا کہ آفتاب آنخضرت کے سایہ کو گھٹائے۔ محشی

(۸) ہک فرقہ نوری تے ہک ناری ازلی علم بتاوے
وچہ سائے سرور آیا کوئی مت ناری ہو جاوے

یہ کہ علم الٰہی میں لوگ دو گروہ ہیں جنتی دوزخی پس مناسب نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سایہ کے نیچے آئے اور پھر دوزخی ہو جائے۔ محشی

(۹) سائی ساریاں ساجد بھتے سر خود ساجد ناہیں
کل رکع ساجد دا سردار اُوس تائیں سائے ناہیں

یہ کہ سایہ ہر شخص کا زمین پر سجدہ میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ آپ ہی سجدہ سے محروم ہوتے ہیں اور آنخضرت رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے سردار تھے پس حاجت سجود کی نہ تھی۔ محشی

انھیروں چانن طرف لیجاوے مولیٰ اہل ایماناں
جے سرور سایہ ظاہر عکس ہو جاندا مسلماناں

خدا تعالیٰ مومنوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور اگر آنخضرت ﷺ کا سایہ ظاہر ہوتا تو اس کا عکس ہوتا۔ محشی

مصطفےٰ جو ہر سدا سایہ زیادہ تر و روشنائی
گل جواہر تھیں اوہ نور کیوں کر سایہ سیاہی

یہ کہ ہر جوہر صافی کا سایہ بہت روشن ہوتا ہے اور آنخضرت سب سے زیادہ روشن تھے

سائے دھرتی یکساں ہک دوئے سنگ رلدے ملدے
نہ شان مناسب سائی غیراں سائی سرور ٹلدے

یہ کہ سایہ ہر ایک کا دوسرے کے سایہ سے مل جل جاتا ہے اور مناسب نہ تھا۔ کہ

آنحضرت کا سایہ دوسروں کے سایہ سے خلط ملط ہوتا محشی

کھتری شے تے کھترا سایہ ستھرے اتے ستھرا

بس کر نور محمد کیوں کر سایہ سرور کھترا

یہ کہ صاف چیز پر سایہ صاف دکھائی دیتا ہے اور ناپاک چیز پر سایہ بھی ناپاک نظر میں آتا ہے پس مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ ناپاک دکھائی دیتا۔ محشی

نواب صدیق بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا۔ (اشمامۃ العنبر یہ ص۵۱)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے جید مقتدا عالم حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

جاں گرمی سخت ہوندی تاں سر پر بدل سایہ کردا

تے اپر زمین نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر

(تفسیر محمدی ج ۷ ص۴۲۹)

مفتی برہان علی دیوبندی:

مفتی برہان علی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے ناموں میں ایک نام نور بھی ہے نبی اکرم ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی تصریح شفائے قاضی عیاض خصائص کبریٰ وغیرہ بہت سی کتابوں میں ہے۔

(جامع الفتاویٰ ج ۱ ص۱۴۵ مطبوعہ دہلی)

عنایت علی شاہ دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

جسم پاک ان کا سراپا نور تھا اس لئے سائے سے بالکل دور تھا

ان کا کب سایہ زمین پر ہو عیاں جن کے سائے سے بنے ہوں دو جہاں

سایہ حق تھے وہ بروئے زمین　　سایہ کے بھی سایہ ہوتا ہے کہیں

(باغ جنت ص۲۸۴)

مولوی نور الٰہی:

علمائے دیوبند کی مسلّم شخصیت نور الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ

نور وجود نہ سایہ ظاہر سایہ سب پر پایا
دندلیاں تھیں ظاہر جے ہوون عرش فرش چمکایا

(منظوم قصص الانبیاء ص۹ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

مفتی عبد الرحمٰن دیوبندی:

علمائے دیوبند کے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی و مہتمم مفتی عبد الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں کہ بطور معجزہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء)

عزیز الرحمٰن مجذوب:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عزیز الرحمٰن صاحب اشرف السوانح میں لکھتے ہیں کہ

پردہ کیا ہے دور تو کیا دور ہو گیا　　وہ آپ اپنے نور میں مستور ہو گیا
سارا بدن حضور کا جب نور ہو گیا　　پھر دور کیا ہے سایہ اگر دور ہو گیا

(کشکول مجذوب ص۹۲ مطبوعہ ملتان)

کتب ہندو سے ثبوت:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی۔ مولوی عبد الرحمٰن چشتی کا مزار لکھنو میں ہے یہ بڑے پایہ کے صوفی گزرے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ہندوؤں میں ایک کتاب بھوتک اوتر پران ہے اس کتاب کے تالیف کرنے والے بیاس جی مشہور ہندو رشی ہوئے ہیں۔ وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں مہامت (حضور سرور عالم ﷺ) پیدا ہوں گے

ان کا نشان یہ ہوگا ان کے سر پر بدلی سایہ کرے گی ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا۔

(حقانیت اسلام غیروں کی زبان پر ص۱۴۳ مطبوعہ اشرف العلوم دیو بند)

قارئین کرام حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کے معجزے کو ہندو بھی تسلیم کریں۔ لیکن یہ دیوبندی وہابی کلمہ پڑھ کر انکار کریں۔ انصاف سے کہیے کہ یہ حضور ﷺ سے محبت ہے؟

دیوبندیوں کے چند مشہور اعتراضات اوران کے جوابات

۱۔ قرآن مجید میں ہے کہ

وللّٰہ یسجد من فی السموت والارض طوعا و کرھا وظلھم بالغدو والاصال (پ۱۳)

معلوم ہوا کہ شے کے سائے بھی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اگر حضور علیہ السلام کا سایہ نہ تسلیم کیا جائے۔ تو حضور علیہ السلام کی عبادت میں کمی لازم آئے گی۔

ج: اس کے کئی جوابات ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ الزامی اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب دیوبندی وہابی سایہ میں نماز پڑھ رہے ہوں جہاں اس کا سایہ نہ پڑ رہا ہو۔ اسی وقت کوئی گدھا دھوپ میں کھڑا ہو۔ اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہو تو اس دیوبندی وہابی سے گدھا افضل ہوگیا۔

وما ھو جوابکم فھو ابنا

۲۔ اگر سائے سے عبادت میں کمی خیال کرتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ گرمیوں میں بھی دھوپ میں ہی بیٹھو لیٹو، کھاؤ پیو اور نماز پڑھو۔ تاکہ سائے کی عبادت سے محروم نہ ہو جاؤ۔

۳۔ عام لوگوں کو رب کریم فرماتا ہے کہ ذکر کثرت سے کرو واذکرو اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرماتا ہے کہ یاایھا المزمل قم اللیل الاقلیلا نصفہ اوانقص منہ قلیلا O یعنی محبوب ﷺ آپ ﷺ تمام رات نہ کھڑا رہا کریں بلکہ رات کو چوتھا حصہ یا آدمی رات یا کم وبیش حصہ ایسا کیا کریں اور یہ کہ ماانزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ہم نے قرآن اے محبوب ﷺ اس لیے تو نازل نہیں کیا کہ

اے حبیب ﷺ آپ ﷺ مشقت میں پڑ جائیں۔

مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق سے ممتاز ہیں۔

۳۔ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو شرم دلائی ہے کہ ہر شے اور ان کے سائے مجھے سجدہ کرتے ہیں اور تو ایسا نہیں کرتا تجھے شرم کرنی چاہیے کہ تیرا سایہ تو مجھے سجدہ کرتا ہے لیکن ان کی عقل کا کیا کیا جائے، انہوں نے اسے حضور علیہ السلام پر چسپاں کر دیا مطلب یہ ہے کہ اے کافر تیرا سایہ تو اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور تو انکار کرتا ہے۔ (مفردات راغب ص۳۱۶ مجمع بحار الانوار ص۳۳۲)

۴۔ کسی عبادت میں ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اس کی تخصیص کر دی جاتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا قاعدہ بیان کیا خلق الانسان من نطفۃ انسان کو نطفے سے پیدا کیا گیا لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخصیص کر دی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا حضرت حوا کی تخصیص کر دی کہ ان کو حضرت آدم کے نفس سے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بغیر نطفہ کے پیدا کر دیا۔

اسی طرح اس آیت کریمہ میں یہ عام قاعدہ کا ذکر ہوا لیکن دوسری آیات جن میں حضور ﷺ کی نورانیت کا بیان فرما کر حضور علیہ السلام کے نور ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی تخصیص کر دی۔

اس لیے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا یہی دیوبندی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص۸۶ فارسی ص۱۵۶ اردو)

۵۔ حضور ﷺ کا ایک سجدہ تمام دنیا کی تمام عمر کی عبادات سے افضل ہے دیکھئے کہ حضور ﷺ تو اپنے صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو۔ کیوں کہ تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ تو میرے صحابی کے ایک مُد قریباً ایک سیر کے برابر بلکہ اس کے نصف کی خیرات کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(صحیح بخاری ج ا ص۵۱۸، صحیح مسلم شریف ج ۲ ص۳۱۰، جامع ترمذی ج ۲ ص۲۲۵، ابن ماجہ ص۱۲، مشکوٰۃ ص۵۵۳، مظاہر حق ج ۵ ص۶۲، صحیح ابن حبان ج ۱ ص۱۸۸، وہابیہ کے صادق سیالکوٹی کے جمال مصطفےٰ ص۱۷۱)

جب حضور ﷺ کے صحابی کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے احد پہاڑ کے برابر سونا

خیرات کرنے سے افضل ہے تو حضور علیہ السلام کی عبادت وریاضت کا کیا کہنا۔ کوئی چیز سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار حضور ﷺ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

اعتراض: حضرت ذکوان کی روایت حکیم ترمذی سے منقول ہے۔ جو کہ انتہائی من گھڑت روایات بیان کرنے والے تھے۔ اور اہل بدعات اپنے بدعات فاسد و کاسد خیالات کے اثبات کے لیے ان کی طرف رجوع کیا کرتے ہیں پس اس طرح کی باتیں دیوبندی انور کلیم نے التحقیق العجیب میں لکھی ہیں۔

جواب: قارئین کرام یہ ان دیوبندیوں پر حضور ﷺ کی بے ادبی کی پھٹکار ہے۔ کہ یہ حضور ﷺ کے گستاخ کیا ہوئے اللہ تعالیٰ، انبیاء اولیاء کی بے ادبی میں گرفتار ہو گئے۔

حکیم ترمذی علیہ الرحمۃ بہت بڑے پایہ کے امام اجل ہوئے ہیں سب سے پہلے ہم امام اولیاء حضور سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ سے ان کی توثیق پیش کریں گے اس سے پہلے ملاحظہ کیجئے کہ دیوبندی حضور سیّدنا داتا صاحب کی بارے کیا کہتے ہیں تاکہ کسی قسم کا اشکال نہ رہے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ

عام لقب جو گنج بخش چلا ہوا ہے اس کی بابت روایت یہ ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری نے آپ (داتا صاحب) کے مزار پر آ کر حسب دستور صوفیہ چلّہ کشی کی اور فیض و برکت سے مالا مال ہو کر جب رخصت ہونے لگے، تو مزار کے رخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا ۔۔۔ کاملاں را پیر کامل ناقصاں را رہنما

(تصوف اسلام ص۱۴۱ مطبوعہ لاہور)

یہی واقعہ مع یہی شعر دیوبندی مفتی ولی حسن بھی بیان کرتے ہیں۔

(تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص۴۴ مطبوعہ لاہور)

اہل حاجت یوں بھی برابر آتے جاتے رہتے ہیں جمعرات اور جمعہ کو مجمع زائد ہو جاتا ہے عقیدت مندوں کا خیال ہے کہ اگر چالیس روز مسلسل حاضری دی جائے یا چالیس جمعہ

کی راتوں کو مزار کا طواف کیا جائے تو ہر مشکل آسان اور ہر حاجت روا ہو جاتی ہے۔

(تصوف اسلام ص۱۴۱)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے حضور داتا صاحب کے مزار پر حاضری دی روانہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ بہت بڑے شخص ہیں عجیب رعب ہے (داتا صاحب) وفات کے بعد سلطنت کر رہے ہیں۔

(سفرنامہ لاہور و لکھنوص ۵ مطبوعہ جامعہ اشرفیہ لاہور، حیات مبارکہ (تھانوی) ص۶۴، عالم برزخ از قاری طیب دیوبندی)

دیوبندی قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ

(تھانوی صاحب نے) داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑی شخص معلوم ہوتے ہیں میں نے ہزار ہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا۔

(عالم برزخ ص۲۴ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی مفتی عبدالرحمٰن آف جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتویٰ مع سوال و جواب ملاحظہ کیجئے۔

سوال: شہر لاہور میں داتا گنج بخش کا مزار ذکر و سلام سے گونجتا ہے وہاں عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کیے جاتے ہیں میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں ایسا کیوں ہے۔

جواب: جو شخص اپنے اندر موجود روح سے واقف ہو جاتا ہے وہ صفات الٰہیہ کا مظہر ہے تو زمان و مکان اس پر اپنا پہرہ نہیں بٹھا سکتے مٹی کی چپک ان کو قید نہیں کر سکتی وہ ہر زمانے میں زندہ و پائندہ رہتا ہے جب وہ دنیا میں ہوتا تو دولت عرفان کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا لیکن لوگ اس کے پاس کھینچ کھینچ کر آتے ہیں اور جب وہ اس دنیا سے پردہ کر لیتا تو مخلوق پروانے کی طرح اس کے مرقد کے گرد طواف کرتی ہے داتا گنج بخش بھی انہی (اولیاء) میں سے ہیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

وہی حضور سیدی داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

آپ (ابو عبداللہ محمد بن علی الترمذی) کئی مایہ ناز کتابوں کے مصنف تھے جن کی فصاحت و بلاغت آپ کی کرامت کی دلیل ہے۔ مثلاً ختم الولایت کتاب النہج نوادر الاصول وغیرہم، میرے نزدیک ان کی عظمت بہت زیادہ اور میرا دل ان کا گرویدہ ہے۔

میرے شیخ طریقت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد بن علی الترمذی ایسے دُرّ یکتا ہیں جس کی مثال نہیں علوم ظاہر پر بھی ان کی بہت تصانیف ہیں احادیث نبوی ﷺ کے بہت ثقہ راوی ہیں کلام پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے مگر عمر نے وفا نہ کی جس قدر معرض تحریر میں آ چکی تھی اہل عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ فقہ آپ نے امام ابوحنیفہ کے دوست سے پڑھی۔ ترمذ میں لوگ آپ کو محمد حکیم کہتے ہیں اور اہل تصوف میں فرقہ حکیمان کو آپ سے نسبت ہے۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں آپ کو خضر علیہ السلام سے ملاقات تھی۔ الوراق جو آپ کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ ہر شنبہ کو خضر علیہ السلام ان کے پاس آتے تھے۔ (کشف المحجوب ص۲۲۱)

حضور سیّدی داتا صاحب مزید فرماتے ہیں کہ

ابوبکر محمد بن عمر الوراق عظیم مشائخ اور زاہدوں میں شامل تھے احمد خضرویہ سے ملاقات اور محمد بن علی (حکیم ترمذی) سے مصاحبت کر چکے تھے...... کہتے ہیں محمد بن علی (حکیم ترمذی) نے چند کتابیں آپ کو دیں۔ اور کہا انہیں دریا میں ڈال دو۔ آپ کو حوصلہ نہ ہوا کتابیں گھر میں رکھ لیں اور محمد بن علی (حکیم ترمذی) کے پاس جا کر کہہ دیا کہ دریا میں ڈال دیں پوچھا کیا دیکھا کہا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ کہنے لگے غلط ہے۔ پھر جاؤ اور کتابیں پانی میں ڈال کر آؤ۔ وراق کے دل پر اس کرامت کا اثر ہوا۔ فوراً جا کر اجزائے کتاب پانی میں ڈال دیئے۔ پانی دو ٹکڑے ہو گیا ایک صندوق ظاہر ہوا جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا اجزاء اس صندوق میں چلے گئے ڈھکنا بند ہو گیا وراق نے آ کر سب کیفیت بیان کی محمد بن علی (حکیم ترمذی) نے کہا اب ٹھیک ہے آپ نے پوچھا یہ کیا راز ہے مجھے بتایئے کہا یہ کتاب اصول و تحقیق پر لکھی تھی مگر اتنی مشکل تھی کہ کسی کی سمجھ میں نہ آتی۔ خضر علیہ السلام نے مجھ سے طلب کی تھی اور دریا کو باری تعالیٰ کا حکم تھا۔ کہ ان تک پہنچا دے۔ (کشف المحجوب ص۲۲۲)

اس سے ملتی جلتی عبارت عارف باللہ عاشق رسول مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھی ہے۔ (نفحات الانس)

مولانا جامی نے حکیم ترمذی کی ہر کتاب سے کرامات کا ظہور لکھا ہے نفحات الانس ص

محدث ابونعیم نے امام اجل حکیم ترمذی کی اور آپ کی کتب کی تعریف و توصیف کی

ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱۰ ص ۲۳۳)

قارئین کرام ایسے امام اجل حکیم ترمذی جن کی تعریف وتوصیف ایسے آئمہ بزرگان دین فرمائیں ان کی تنقیص یہ دیوبندی وہابی کرتے ہیں۔

اعتراض: حضرت ذکوان کی روایت مرسل ہے جو قابل حجت نہیں۔

جواب: یہ اصول حدیث سے ناواقفیت کی دلیل ہے امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ فقہاء مالکیہ اور فقہائے احناف اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ حدیث مرسل مطلقاً ہوتی ہے۔

(شرح نخبۃ الفکر ص ۵۲ مطبوعہ ملتان)

محدث جلیل مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

امام ابن جریر نے یہ تصریح کی ہے کہ حدیث مرسل کے قبول کرنے پر تمام تابعین کا اجماع ہے۔ کسی تابعی سے اس کا انکار کہیں نقل نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کے بعد دوسو سال تک آئمہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور یہی وہ مبارک زمانے ہیں جن کی بھلائی پر برقرار رہنے پر حضور ﷺ نے گواہی دی ہے اور بعض علماء نے حدیث مرسل کو حدیث مسند پر ترجیح دی اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ جس نے حدیث کی پوری سند ذکر کر دی اُس نے اس کی تحقیق تمہارے ذمہ کر دی۔ اور جس نے حدیث مرسل ذکر کی وہ اس چھوڑے ہوئے راوی کا خود ضامن ہو گیا۔ (شرح شرح نخبۃ الفکر ص ۱۱۲ مطبوعہ کوئٹہ)

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی یہی لکھا ہے۔

(تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۹۸)

امام سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

امام حاکم نے علوم الحدیث سے نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مراسیل کی روایات کرتے ہیں اور اہل مکہ حضرت عطان بن ابی رباح سے مراسیل کی روایت کرتے ہیں اور اہل بصرہ حضرت حسن بصری سے اور اہل کوفہ ابراہیم بن یزید نخعی سے اور اہل مصر سعید بن ابی ہلال سے اہل شام مکحول سے روایت کرتے ہیں۔

(تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۰۵)

حافظ ابن عبد البر رقمطراز ہیں کہ

ثقہ راوی کسی حدیث کو اسی وقت مرسلاً روایت کرتا ہے جب اس کے نزدیک اس کی صحت ثابت ہو چکی ہوتی ہے۔ کیوں کہ اعمش کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا جب آپ کوئی حدیث بیان فرمائیں تو اس کی سند بھی ذکر کیا کریں تو حضرت ابراہیم بن نخعی نے فرمایا کہ جب میں تم سے کہتا ہوں کہ عبداللہ نے کہا تو مجھے ایک جماعت نے ان سے حدیث بیان کی ہوئی ہوتی ہے اور جب میں کہتا ہوں کہ مجھے فلاں نے عبداللہ سے حدیث بیان کی ہے تو وہ صرف مجھے اُس نے ہی بیان کی ہوئی ہوتی ہے۔ (تمہید ج ا ص ۳۷)

ایسی بے شمار عبارات محدثین پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن خوف طوالت کی وجہ سے ان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

حدیث مرسل کی حجیت پر قرآن پاک سے دلائل:

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ

یا یھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا (پ ۲۶ رکوع)

اے ایمان والو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے، تو اس کی تحقیق کرلو۔

احادیث مردود فاسق کی خبر ہیں اور ارشاد ربانی ہے کہ فاسق کی خبر کو بلا تحقیق نہ قبول کرو، اس کے برعکس ہماری گفتگو ثقہ راویوں کی مرسل احادیث میں ہے اس آیت کریمہ کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جب کوئی مومن خبر دے تو بلا تحقیق اس کو قبول کیا جائے علمائے دیوبند کے نزدیک جب کوئی ثقہ راوی مجہول سے روایت کرے، تو وہ مقبول ہے تو پھر ثقہ کی مرسل کیوں مقبول نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ سے حدیث مرسل کی حجیت کا ثبوت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

میری طرف سے پہنچادو اگر چہ ایک آیت بھی ہو۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۴۹۱)

مزید ارشاد فرمایا کہ

حاضر غائب کو حدیث پہنچا دے۔ (صحیح بخاری ج ۱ص۱۶)

مزید ارشاد فرمایا کہ

اللہ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور جس طرح سنا اسی طرح پہنچا دیا کیوں کہ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کو حدیث پہنچا دی جائے وہ سننے والے سے زیادہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (جامع ترمذی ج ۱ص۳۸۰)

حضور سیّد عالم ﷺ نے ان احادیث مبارکہ میں مسند اور مرسل اور احادیث کا فرق کئے بغیر احادیث کا پہنچانے کا حکم دیا ہے اس لیے یہ احادیث اپنے عموم کے اعتبار سے ثقہ راویوں کی مرسل احادیث پر حجت ہیں۔

دیوبندیوں کی گواہی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

ولیس فی المرسلات اضعف من مرسلات الحسن و عطا فانهما کانا یا خذان من کل احد الخ قلت فهذا مرسل ضعیف لکن الموضع موضع الفضائل ولهم یکتفون بالضعافه (احیاء السنن ج ۱ص۱۷ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون)

خلاصہ، مرسل احادیث میں حسن اور عطاء کی احادیث سے کوئی ضعیف نہیں وہ دونوں ہر ایک سے روایت کرتے ہیں میں کہتا ہوں یہ مرسل ضعیف ہے لیکن موضع فضائل میں اکتفا کرتی ہے۔

ممانعت خلف الامام کی حدیث کے بارے لکھتے ہیں کہ

ولم لیعفه احد بشیئ غیر انه قال هذا مرسل (اعلاء السنن ج ۴ص۴۴)

ان المرسل حجة عندنا (اعلاء السنن ج ۴ص۴۴)

یہ کہ حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

عن عبد الوهاب عن المهاجر عن ابی العالیه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا صلی قراء فقرا اصحابه فنزلت فاستمعوله وانصتوفسکت القوم وقرا النبی صلی الله علیه وسلم و قال البیهقی هذا ایضاً منقطع

(احی مرسل) قلت وھو حجة عندنا (اعلاء السنن ج ۳ ص ۴۵)

اما عندنا فمراسیل الائمه من التابعین مقبولة مطلقا (اعلاء السنن ج ۳ ص ۵)

آئمہ تابعین کی مرسل احادیث ہمارے لیے مطلقاً حجت ہیں۔

اب تو فیصلہ دیوبندی حکیم الامت نے ہی کر دیا ہے اب تو ان کو تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہونی چاہیے۔

اعتراض: یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے قابلِ حجت نہیں۔

جواب: یہ بھی اصول حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے امام نووی لکھتے ہیں کہ محدثین کرام، فقہائے عظام علمائے کرام کہتے ہیں کہ فضائل، ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار ص ۸ ۷ مطبوعہ بیروت)

امام ابن حجر لکھتے ہیں کہ

ہمارے آئمہ فقہاء اصولیین اور حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ بے شک ضعیف حدیث مناقب میں حجت ہوتی ہے جس طرح علماء کا اس پر اجماع ہے کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث حجت ہوتی ہے۔ (تطہیر الجنان ص ۱۳ مطبوعہ ملتان)

طوالت کے خوف کی وجہ سے باقی صرف حوالہ جات حاضر خدمت ہیں جن میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں۔

الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۱۳۴	تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۸
علوم الحدیث ص ۹۳	مصطلح الحدیث ص ۶۴
تقریب النواوی ج ۱ ص ۲۹۸	شرح مسلم ج ۱ ص ۲۱
فتح المغیث ج ۱ ص ۳۳۲	التبصرہ والتذکرہ شرح القیہ ج ۱ ص ۹۱
موضوعات کبیر ج ۱ ص ۶۳	مرقاۃ ج ۲ ص ۸۳
مقدمہ ابن صلاح ص ۴۸	قوت القلوب ج ۱ ص ۳۶۳

(مقدمہ مشکوۃ للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۹)

وہابیوں کی گواہی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہا است۔ (مسک الختام ج ا صـ۵۷۲)

یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کا قبول کرنا جائز ہے۔

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری شب برات کی عبادت کے متعلق روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کار خیر کرنا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ بحکم انما الاعمال بالنیات موجب ثواب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا صـ۶۵۶ مطبوعہ لاہور)

حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا صـ۵۰۷)

دیوبندی حضرات کے قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ

فضائل میں خالص ضعیف حدیث بھی معتبر ہے۔ (کلمہ طیبہ صـ۵۰ مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے محدث نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ

حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ا صـ۵۶۴)

ثقہ راوی کا ضعیف حدیث کو روایت کرنا اسے قابل اعتبار بنا دیتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۳ صـ۵)

علمائے دیوبند کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ ضعیف روایت منافی احتجاج نہیں اس لیے ضعیف کہنے والے محدثین حدیث کو ضعیف بھی کہے جاتے ہیں اور اس سے حجت بھی پکڑتے جاتے ہیں۔ (کلمہ طیبہ صـ۴۳)

کوئی ایک ضعیف روایت بھی ساقط الاعتبار نہیں مانی گئی ہے ورنہ ضعیف اور موضوع و منکر وغیرہ میں فرق باقی نہیں رہ سکتا۔ (کلمہ طیبہ صـ۴۲)

ضعاف کا مجموعہ حسن لغیرہ بن کر احکام تک میں حجت ہے۔ کلمہ طیبہ صـ۴۹

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی بھی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کو مقبول تسلیم کرتے ہیں۔ (اعلاء السنن ج ا صـ۶۵)

دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دار العلوم دیوبند بھی یہی لکھتے ہیں

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۶ ص ۵۴۳)

۲۔ بعض دفعہ اہل علم کے عمل کی وجہ سے حدیث ضعیف کو تقویت مل جاتی ہے۔

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ ایک حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ

امام نووی نے کہا، کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں اس کو ملیرک سے نقل کیا حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ اہل علم کے عمل کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ کرتے ہیں۔

(مرقاۃ ج ۲ ص ۹۸)

امام حاکم صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ

جس بات سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے اتباع تابعین سے ہمارے دور تک ہمارے مقتدا دوام کے ساتھ اس پر عمل کرتے رہے۔ اور لوگوں کو اس کی تلقین کرتے رہے ان میں حضرت عبداللہ بن مبارک بھی ہیں۔ (التقریر والتحبیر ج ۲ ص ۲۴۹)

دیوبندی وہابی حضرات کے ممدوح عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک صلوٰۃ التسبیح پڑھتے تھے ان کے بعد علماء ایک دوسرے سے نقل کر کے اس پر عمل کرتے رہے ان کے اس عمل میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔ (آثار المرفوعہ ص ۲۳)

وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ

فضائل اعمال میں ضعیف (حدیث) بھی معتبر ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۱۳، ج ۲ ص ۵۶)

وہابیہ کے محدث نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ

اس حدیث میں اگرچہ قدرے ضعف ہے مگر تعامل اہل علم کا اس حدیث کے ضعف کو رفع کرتا ہے جیسا کہ اصول حدیث میں ہے، کہ تعامل اہل علم سے حدیث کا ضعف رفع ہوتا ہے۔ فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۱۱

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری ایک حدیث کے ضعف کا جواب لکھتے ہیں کہ

امام بیہقی و امام ابن منذر کا روایت کر کے اس سے استدلال کرنا اور پھر صدیوں سے

محدثین کا اس پر تعامل قابل عمل ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ص۵۲۵)

وہابیہ کے احسان الٰہی ظہیر کے استاذ مفتی ابوالبرکات صاحب بھی ضعیف احادیث سے استدلال کر لیتے ہیں۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص۱۸)

۳۔ جس حدیث کو اُمت نے قبول کر لیا ہو وہ بھی حجت ہے خواہ اس کی سند ضعیف ہو۔

امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

جب اُمت کسی ضعیف حدیث کو قبول کر لے۔ تو صحیح یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور وہ حدیث بمنزلہ حدیث متواتر ہو گی۔ اور اس سے کسی قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ اور اسی طرح حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث ''وارث کے لیے وصیت نہیں'' آئمہ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے مگر اس حدیث پر سب نے عمل کیا ہے یہاں تک کہ اس حدیث سے آیت وصیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ (فتح المغیث ج ۱ص۳۳۳)

امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے امام شافعی کا جو قول پیش کیا ہے وہ الرسالۃ ۱۳۹ ص۱۴۲ پر موجود ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ

ابن تیمیہ کی ایک عبارت ہم نے دیکھی جس میں لکھا ہوا تھا۔ جو حدیث جماعات آئمہ سے نقل کی گئی ہو اور اُمت نے اسے قبول کر لیا ہو وہ حدیث بھی قطعی ہے تمام محدثین کا یہی مذہب ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ص۲۹، ۳۰)

ملا علی قاری بھی یہی لکھتے ہیں کہ امت کے قبول کرنے سے ضعیف حدیث مقبول ہے۔ (مرقاۃ ج ۳ص۹۸)

امام ابن حجر کا بھی یہی مؤقف ہے۔ (النکت علی کتاب بن صلاح ج ۱ص۳۷۶)

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

ضعیف (حدیث) کے معنی ہیں جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں۔ وہ کئی قسم کی ہوتی ہیں اگر اس کے مقابل میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ جیسے نماز کے شروع میں سبحنک اللھم پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے مگر عمل ساری اُمت کرتی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ص۶۷)

وہابیہ کے محدث حسین بن محسن الانصاری لیمانی لکھتے ہیں کہ

نظم الدرر کی شرح جس کا نام البحر الذی زخر ہے میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مقبول وہ حدیث ہے جسے علماء نے قبول کر لیا ہو۔ اگرچہ اس کی کوئی بھی سند صحیح نہ ہو۔ (التحفۃ المرضیۃ فی حل بعض المشکلات الحدیثیۃ ج ۲ ص ۱۷۸)

مزید لکھتے ہیں کہ

حافظ امام سخاوی نے شرح الالفیہ میں ذکر کیا جب اُمت نے ضعیف حدیث کو قبول کر لیا ہو تو صحیح مذہب کی بنیاد پر وہی ضعیف حدیث معمول بنالی جائے گی یہاں تک کہ وہ بمنزلہ متواتر قرار پا کر نص قطعی کو بھی منسوخ کر سکے گی۔ (التحفۃ المرضیہ ج ۲ ص ۱۷۸)

قارئین کرام اجلہ علماء محدثین نے اسے (احادیث نفی سایہ) کو نقل کیا ہے۔

اب علماء کے قبول کرنے سے تمام اعتراضات رفع ہو گئے۔

۴۔ کشف سے بھی ضعیف حدیث کو تقویت مل جاتی ہے۔

محدث جلیل مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا، کہ مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس نے ستر (۷۰) ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اس کی بخشش کر دی جائے گی اور جس کو اس کا ثواب بخش دیا گیا ہو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھ لیا اور میں نے کسی بھی شخص کو اس کا ثواب بخشنے کی نیت نہ کی تھی اتفاقاً میں ایک دعوت میں شریک ہوا ان میں ایک نوجوان جس کو کشف ہوتا تھا شریک تھا اچانک وہ کھانے کے درمیان میں رونے لگا۔ میں نے اس رونے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں کو عذاب میں گرفتار دیکھا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں اس ستر ہزار کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ نوجوان ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا اب میں اپنی والدہ کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس نوجوان کے کشف سے جان لیا اور اس کے کشف کی صحت کو حدیث کی صحت سے جان لیا۔ (مرقات ج ۲ ص ۹۹)

اسی مفہوم کا ایک واقعہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے حضرت جنید بغدادی کا

نقل کیا اور مزید اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ

سو جیسے حدیث معلوم با اعتبار سند تو ضعیف تھی پر بطریق مذکور اس کی صحت منکشف ہوئی۔ (آب حیات ص۴۷)

یہی واقعہ نانوتوی نے اپنی دوسری کتاب تحذیر الناس ص۳۸ پر بھی نقل کیا۔

قارئین کرام ہماری سیر حاصل بحث نے ثابت کر دیا کہ ہر حالت میں احادیث نفی سایہ مصطفٰے علیہ السلام قابل قبول ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ کا یہ معمول بن چکا ہے کہ اگر کوئی حدیث صحیح بھی ہو اور وہ ان کے مؤقف کے خلاف ہو تو وہ اسے ٹھکرا دیں گے حضور ﷺ کی احادیث کی ان کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہے۔ وہابیہ کے ایک عالم محمد جوناگڑھی تو یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ

شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر خدا ﷺ اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں۔ تو وہ بھی حجت نہیں۔ طریق محمدی ص۴۰

تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک اُمتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔ (طریق محمدی ص۴۰)

اختصار مانع ہے ورنہ اسی پر متعدد حوالہ جات پیش کر دیتا۔ بتائیے انصاف سے یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے۔

تم ہی کہہ دو کیا یہی آئین وفاداری ہے۔

اور جب یہ اپنا مؤقف ثابت کرنا چاہتے ہوں گے تو موضوع احادیث بھی ان کے لیے قرآن کا درجہ میں ہوں گی۔ اختصاراً صرف ایک حوالہ حاضر خدمت ہے وہابیہ کے لیے۔

ایک وہابی عالم حکیم صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول نامی کتاب لکھی ہے۔ اس میں اپنے مؤقف کی دلیل کے لیے ضعیف احادیث بھی پیش کر کے ان سے حجت قائم کرنے کی کوشش کی ہے ایک وہابی عالم ابو عبد السلام عبد الرؤف بن عبد المنان اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ

مؤلف (صادق سیالکوٹی) رحمہ اللہ نے اس کتاب میں متعدد ضعیف حدیثیں بھی ذکر

کر دی ہیں دراصل موصوف جس ماحول میں تھے اس میں صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز بہت کم ہی کی جاتی تھی اور ضعیف احادیث سے حجت لینے استدلال کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا اس لیے انہیں ہم اس بارے میں معذور سمجھتے ہیں تاہم اس مقام پر جو بات قابل مؤاخذہ ہے وہ یہ ہے کہ ان ضعیف احادیث میں سے بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن کے ضعیف ہونے کی صراحت خود ان کتب میں موجود ہے جن کے حوالے سے ان کو ذکر کیا گیا ملاحظہ ہوں درج ذیل حدیثیں ۱۶، ۸۸، ۹۵، ۱۱۰، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۴، ۲۴۸، ۲۵۷ لیکن موصوف نے ان کو ذکر کرتے وقت ان کے ضعف کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا اور یہ محققین کے نزدیک جائز نہیں بلکہ امام مسلم نے تو ضعیف احادیث کے ضعف کو جاننے کے باوجود بیان نہ کرنے والے کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (القول المقبول فی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول ص۱۵، ۱۴)

اعتراض: حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن عین دوپہر کے وقت حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ میں حضور علیہ السلام کے سایہ میں تھی۔

جواب: مدینہ منورہ میں نصف النہار (دوپہر) کے وقت سایہ اتنا نہیں ہوتا کہ آدمی دوسرے کے سایہ میں کھڑا ہو سکے۔

۲۔ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں انا بظل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تھی

اس سے مراد معروف سایہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے اس کے متعلق چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

السلطان العادل المتواضع ظل اللہ (جامع صغیر ج ۲ ص ۳۱)

عدل اور عاجزی کرنے والا بادشاہ اللہ کا سایہ ہے۔

اسی مفہوم کی حدیث مشکوۃ المصابیح ص ۳۲۳، وہابیہ کے ترجمان نے لکھا ہے کہ سات شخصوں پر سایہ خداوندی ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۷ جولائی ۱۹۹۵ء

اب بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کا سایہ وہابی دیوبندی تسلیم کریں گے۔

سبعة یظلهم الله تحت ظل عرشه (جامع صغیر ج ۲ ص ۲۶)

اس کا مطلب اس کی رحمت کے سائے میں ہوں گے (مجمع بحار الانوار ص ۳۳۶)

اب بتائیے نہ رب تعالیٰ کا سایہ نہ اس کے عرش کا سایہ، اب وہابی دیوبندی کیا کہیں گے۔

مزید حدیث میں ہی ارشاد ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس چلے تو اسے طے نہ کر سکے۔ (صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۲۵۰، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۳۶، فتح الباری ج ۶ ص ۲۵۱، جامع ترمذی ج ۲ ص ۸۷، بخاری ج ۲ ص ۹۷۰، مسلم ج ۲ ص ۳۷۸، مشکوٰۃ ص ۴۹۵، ابن ماجہ ص ۳۳۱)

بتائیے کہ جنت میں نہ دھوپ نہ چاندنی پھر درخت کے سایہ کا کیا معنی ہے اب عام فہم گفتگو اور تحریر میں سب بزرگان دین کے ساتھ لکھتے ہیں مد ظلھم۔ ان کا سایہ دراز ہو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت صاحب دھوپ میں تپتے رہیں اور ان کا سایہ پڑتا رہے حالانکہ مراد ان کی مہربانی اور رحمت ہے حضور ﷺ کے اس حدیث میں ظل سے مراد رحمت ہے۔

دیوبندی حضرات کے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ

ایک سایہ تو ہمارا ہوتا ہے وہ تو ظلماتی ہے اور ایک سایہ آفتاب کا ہوتا ہے جسے دھوپ کہتے ہیں وہ نورانی ہوتا ہے پس حضور (ﷺ) اللہ کا سایہ ہیں جو نورانی محض ہے۔

(شان رسالت ص ۴۲ مطبوعہ لاہور)

اب یہ تو دیوبندی ہی بتائیں گے کہ اللہ کا سایہ سے کیا مراد ہے۔

اعتراض: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کا سایہ دیکھا۔ (مسند امام احمد)

جواب: حدیث مذکور میں بھی نصف النہار (دوپہر) کا ذکر ہے۔ اور یہ حجۃ الوداع کے موقع کی حدیث ہے وہ گرمیوں کے دن ہیں دیکھئے۔ حضور ﷺ کا وصال باکمال جون کے مہینے میں ہوا۔ (تاریخ اسلام از شوق امرتسری ص ۳۲۱) (رحمۃ للعلمین از قاضی سلیمان منصور پوری وہابی ج ۲ ص ۳۴۵) ان دنوں تو ہمارے ہاں بھی آدمی کا سایہ نہیں ہوتا دلیل کے لیے دیکھئے۔

۱۔ ومشیت علی ظل او انتعلت ظلی ای مشیت او انتصف النہار فلم یکن لی ظل المنجد ص ۴۹۶ مطبوعہ مصر

مشیت علی ظلی اور انتعلت ظلی کے معنی یہ ہیں کہ میں چلا اس حال میں کہ نصف النہار

(دوپہر) کا وقت ہوگیا اس لیے میرا سایہ نہیں تھا۔

۲۔ علمائے دیوبند کی معتبر عربی لغت میں دیوبندی عالم عبدالحفیظ بلیاوی ندوۃ العلماء لکھنو لکھتے ہیں کہ

مشیت علی ظلی او انقلت ظلی میں چلا اس حال میں کہ دوپہر ہو چکی تھی۔ اس لیے میرا سایہ نہیں تھا۔ (مصباح اللغات ص۵۲۴ مطبوعہ کراچی)

فی ظلہ پناہ میں۔ (مصباح اللغات ص۵۲۴)

اذامشیت وقدا نتصف النہار فی القیظ ولم یکن لی ظلی

(اقرب الموارد ج ۲ ص۷۳۱ مطبوعہ مصر)

مشیت علی ظلی یا انقلت ظلی اس وقت کہا جاتا ہے جب (موسم گرما میں) کوئی دوپہر کے وقت چلے تو کہتا ہے کہ میں دوپہر کے وقت چلا اس لیے میرا سایہ نہیں تھا۔

کرمانی شرح بخاری میں بھی ہے کہ عین دوپہر کو سایہ ظاہر نہیں ہوتا۔

کرمانی حاشیہ ۱۲ صحیح بخاری ج ا ص۳۱۰

۲۔ یہاں ظل بمعنی شخص ہے دیکھئے، ایک دو حوالہ جات جو ہم نے حاضر خدمت کیے ہیں پہلے تو ان پر ہی غور کیجئے تو یہ مسئلہ واضح ہو جائے گا مزید حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

صاحب منتہی الارب ظل کے معنی کے تحت لکھتے ہیں کہ

راحت ۱، نعمت ۲ و خیال کہ از داوپری و جز آں پیدا شود و اسپ ۳ مسلمہ بن عبدالملک وار جمندی ۴ و استواری ۵ و اوریسہ ۶ و پرزہ ۷ جامہ وشب ۸ یا بہرہ ۹ از شب وکابعد ۱۰ ار شخص ہر چیز ۱۱ یا پوشش ۱۲ آں و اول جوانی ۱۳۔ (منتہی الارب ج ۳ ص۷۸)

اسی طرح تاج اللغت میں ظل کے معنی کے تحت ہے کہ

ونیز خیائے ۱ کہ دیدۂ میشود از جن وجز آں ۲ و نام اسپ مسلمہ ۳ بن عبدالملک وعزت ۴ وغلبہ وریشہ وتار جامہ کہ از دوختن دوطرف جامہ ظاہر شود زمخشری گوید ہذا ثوب مالہ ظل......

ظل کل شی شخص آں چیز یا پردہ آں۔ (تاج اللغت الظاء)

القاموس المحیط میں ہے کہ

الظل بالكسر نقيض الصح اوهو الفئی اوهو بالغداة والفئ بالعشی جمع ظلال و ظلول واظلال والجنة و منه ولا الظل والحرور والخيال من الجن وغيره يرىٰ وفرس مسلمة بن عبد الملك والعز واطنعه والزئبر والليل اوجنحه و من كل شی شخصه او كنه و من الشباب اوله ومن القيظ شدته و من السحاب ماوریٰ الشمس منه اوسواده و من النهار لونه اذا غلبة الشمس وهو فی ظله في كنفه (القاموس المحیط ج ۴ص۱۰)

ظل بالکسر روشنی کی نقیض ہے یا ظل بمعنی فئی (سایہ) ہے یا ظل صبح کو ہوتا ہے اور فی شام کو ہوتا ہے جمع ظلال ظلول اظلال ہے اور ظل جنت کو بھی ظل کہتے ہیں جو ظاہر ہوتا ہے۔ اور مسلمہ بن عبد الملک کے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں ظل کے معنی عزت کے بھی ہیں اور ظل کے معنی قوت اور غلبہ کے بھی ہیں اور ظل کپڑے کے تاگے کو بھی کہتے ہیں اور ہر چیز کے شخص اور بدن کو بھی ظل کہتے ہیں یا کسی شے کے پردے اور لباس کو بھی ظل کہتے ہیں اور بادل کے اس حصہ کو بھی ظل کہتے ہیں جو سورج کو ڈھانک لے اور بادل کی سیاہی کو بھی ظل کہتے ہیں اور دن کے رنگ کو بھی ظل کہا جاتا ہے جب سورج اس پر غالب ہو جائے عرب کا محاورہ ہے وھو فی ظلہ اس کے معنی ہیں فی کنفہ یعنی وہ فلاں شخص کے ظل میں ہے اس کی پناہ اور حفاظت میں۔

مذکورہ بالا ظل کے معانی لکھنے کے بعد اقرب الموارد میں ہے کہ

ومن كل شی شخصه

ہر چیز کے شخص اور بدن کو بھی ظل کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد ج ۲ص۷۳۱)

شیخ محمد طاہر علیہ الرحمۃ ظل کے معنی جسم لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

وظلهم شخوصهم (مجمع بحار الانوار ج ۲ص۳۳۳)

ان کے ظلال سے ان کے اشخاص (اجسام) مراد ہیں۔

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے ظل کے معنی شخص اور قالب لکھے ہیں۔

(تفسیر مظہری ج ۵ص۱۸۵)

امام بغوی نے بھی ظل کے معنی شخص اور بدن کے لکھے ہیں۔ (معالم التنزیل ص۱۱)

علامہ محمود آلوسی بھی یہی فرماتے ہیں۔ (روح المعانی ج۴ ص۱۵۷)

یہ وہ تفاسیر ہیں جن پر دیوبندی علماء کا بھی اتفاق ہے تفسیر روح المعانی کے متعلق دیوبندی مفتی محمد شفیع آف کراچی لکھتے ہیں کہ

زمانہ حال کے سب سے بڑے مفسر قرآن سیّد محمود آلوسی بغدادی جن کی تفسیر روح المعانی علماء سلف کی تفاسیر کا بہترین خلاصہ اور عرب وعجم مشرق ومغرب میں مقبول بندے و مستند تفسیر ہے موصوف جس طرح قرآن وسنت کے متبحر عالم ہیں اسی طرح فلسفہ ہیئت قدیم وجدید کے بھی بڑے عالم تھے۔ (معارف القرآن ج۶ ص۴۹۲)

قارئین کرام، ہماری اس ساری گفتگو سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ظل کے معنی صرف سایہ ہی نہیں بلکہ شخص اور بدن بھی ہوتے ہیں اور ان احادیث میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم اطہر کو ذات مقدسہ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آتے دیکھا۔

اعتراض: ایک حدیث میں بھی وظلہ کے الفاظ بھی موجود ہیں۔

جواب: ظل کے معنی کے سلسلے میں ہم تفصیلی لکھ چکے ہیں کہ یہاں بھی ذات اور جسم مراد ہے ہمارے اس مؤقف کی مؤید ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے۔ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس کا کوئی رنگ ہو اور نہ تمہیں جنت اور دوزخ میں کسی چیز کے ہونے کی خبر دی گئی ہے لیکن وہ سب چیزیں تمام جنتی دوزخی اس قبلہ کی سمت میں ظاہر کر دیئے گئے میں نے تمہیں یہ نماز پڑھائی، تو میں نے ہر چیز کی صورت مسجد کی دیوار میں دیکھ لیا۔ (کنز العمال ج۸ ص۱۷۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہر چیز کو دیکھا تو یقیناً صحابہ کو بھی دیکھا جو یقیناً جنتی ہیں ثابت یہ ہوا کہ ظل کے معنی یہاں سایہ تاریک نہیں بلکہ وہی شخص اور جسم ہے ثابت یہی ہوا کہ ظلی و ظلکم میں بھی سایہ تاریک مراد نہیں ہے بلکہ ذات مقدسہ مراد ہیں یہاں ایک عقلی دلیل ہمارے مؤقف کی تائید کے لئے غزالی دوراں حضرت مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کی زبانی سنیئے کہ

کمالات رسالت کے منکرین کی بے بصری موجب حیرت ہے ان لوگوں نے ظلی وظلکم کی حدیث سے حضور ﷺ کا جسمانی سایہ ثابت کرتے وقت اتنی بات بھی نہ سوچی کہ اگر حدیث سے حضور کا سایہ ثابت ہوا تو یا مسجد نبوی میں ہوگا یا دوزخ میں یا جنت میں کہ یہ واقعہ (مذکورہ اعتراض والی حدیث کا) عین نماز فجر کا ہے جس وقت حضور ﷺ اور صحابہ کرام مسجد نبوی میں تھے ذرا غور کرنے سے یہ بات واضح ہوسکتی ہے کہ تینوں جگہوں میں سے ایک جگہ پر بھی اس وقت سایہ کا وجود ممکن نہ تھا کیوں کہ نماز فجر کا وقت آخر شب کی ہلکی سیاہی کا وقت ہوتا ہے اس وقت کسی سایہ دار چیز کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور جنت میں کسی جنتی کا سایہ نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ جنت میں ہر وقت ایسا سایہ رہتا ہے جیسے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے دوران وقت میں ہوتا ہے اور سایہ میں کسی کا سایہ نظر نہیں آتا اس لیے جنت میں بھی سایہ دیکھنا متصور نہیں۔ اب تیسری جگہ دوزخ ہے تو مجھے امید نہیں کہ مخالفین دوزخ میں حضور ﷺ کا سایہ مانتے ہوں اور اگر خلاف امید ان کا مسلک فی الواقع یہی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سایہ ہمیشہ روشنی میں ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں بلکہ وہ سیاہ اور تاریک ہے دیکھئے (ترمذی ج ۲ ص ۸۳، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۳) اور ظاہر ہے کہ سیاہی اور تاریکی میں سایہ نہیں ہوتا اب مخالفین بتائیں حتی رایت ظلی و ظلکم کے معنی جو آپ کرتے ہیں کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا یہ معنی کیسے درست ہوسکتے ہیں۔

(ظل النبی ص ۶۰ مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۹۴)

مزید تحقیق کے شائق حضور کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ مذکور کتب کا مطالعہ فرمائیں اختصار سے ہم نے دلائل پیش کردیے ہیں۔

ایک بات اور سوچیئے۔ کہ ہم نے حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے پر آئمہ محدثین اولیاء اور حتی کہ مخالفین کے اکابرین کے اقوال پیش کردیئے ہیں اب آپ ہی ان سے پوچھیئے کہ یہ تمام آئمہ محدثین اور تمہارے اکابران احادیث اور تمہارے دلائل سے جاہل تھے جو انہوں نے قرآن حدیث کے خلاف حضور علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کا لکھ دیا۔ حضور ﷺ کی بے ادبی میں تحقیق بھی ایسی ہوگی۔ دیکھئے علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی

کو اعتراف کرنا پڑا کہ

علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے بلکہ بزرگان سلف کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرما دیتے ہیں بزرگان سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔ (مجالس حکیم الامت ص۹۴ مطبوعہ کراچی)

سنیئے دیوبندی حضرات کے لیے تھانوی صاحب کا ایک اور ارشاد یہ ہے کہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ انبیاء ؑ کے احوال میں (بے ادبی کی) گفتگو کرنا خلاف ادب ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص۳۲۷ مطبوعہ ملتان)

چاہیے تو یہ تھا کہ یہ حضور ﷺ کی عزت و عظمت کو بیان کرتے لیکن یہ تو حضور ﷺ کی تنقیص ہی تلاش کریں گے تھانوی صاحب کا ایک قول ملاحظہ کیجئے کہ محققین نے مشورہ دیا ہے کہ عوام کم فہم جہلاء کے مجمع میں آپ (ﷺ) کے فاقہ وغیرہ کا بیان نہ کرے بلکہ ایسے عوام کے سامنے وہی مضمون بیان کرنا چاہیے جن میں آپ کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہو۔

(روح الجوار ص۱۴، ملفوظات ہفت اختر ص۱۰۰)

تھانوی صاحب کی مزید سنیئے کہ

ہم لوگ مقامات انبیاء میں کلام کرتے ہیں سو ہم کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔ (خلاصہ مواعظ ص۱۴)

یہ بات ان لوگوں کو یاد رکھنی چاہیے کہ

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہوتا ہے سوائے محبوب کے سب کو فنا کر دیتا ہے۔

(خلاصہ مواعظ ص۲۱)

محبّ ہو تو اس کو (محبوب کے) عیب بھی ہنر نظر آئیں گے اور معاند ہو تو اس کے ہنر بھی عیب نظر آئیں گے (اشرف السوانح ج ۲ ص۵۶)

جس قدر نظر وسیع ہو جاتی ہے اعتراض کم ہو جاتا ہے۔ (معارف گنگوہی ص۲۱)

باب سوم

حضور ﷺ کی بے مثل بشریت

حضور ﷺ حقیقت میں نور اور بشریت کے لبادہ میں تشریف لائے ہم اہل سنت و جماعت حضور ﷺ کی بشریت کا انکار نہیں کرتے، بلکہ حضور ﷺ کو جیسے بے مثل نور مانتے ہیں اسی طرح ہم آپ ﷺ کو بے مثل بشر مانتے ہیں یہ علمائے دیو بند و نجد کا ہم پر افتراء ہے کہ ہم حضور ﷺ کو بشر نہیں مانتے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

اجماع اہل سنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیم کے سوا کوئی معصوم نہیں جو دوسرے کو معصوم جانے اہل سنت سے خارج ہے۔ دوام العیش ص۲۷ مطبوعہ بریلی شریف

قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ (ﷺ) نور روشن ہیں اور آپ (ﷺ) کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں۔ (نفی الفئی ص۵)

اب بھی اگر کوئی اس مسئلہ کے بارے میں امام اہل سنت پر افتراء کرے تو یہ اس کی شقاوت قلبی ہوگی۔

علمائے اہل سنت کا اجماع:

صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔ (بہار شریعت ج ا ص ۹)

محال ہے کہ کوئی حضور (ﷺ) کا مثل ہو۔ (بہار شریعت ج ا ص ۱۱ مطبوعہ لاہور)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد بادی فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے خلق کو ہدایت کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے

واسطے بھیجا۔ ان کو نبی کہتے ہیں انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ (کتاب العقائد ص۲ مطبوعہ لاہور)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ (جاء الحق ج ا ص ۱۷۳)

ہم حضور ﷺ کو بے مثل بشر مانتے ہیں اور علمائے دیوبند و نجد مثل بشر کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ

اب حضور ﷺ کی بے مثل بشریت پر دلائل ملاحظہ ہوں۔

قرآن مجید کی روشنی میں:

ینسآ النبی لستن کاحد من النسآء

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے نسبت کی وجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن عام عورتوں سے ممتاز ہیں تو بتائیے کہ پھر حضور ﷺ کیسے مثل بشر ہوئے۔

احادیث مبارکہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انی لست مثلکم (صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۳، الفتح الربانی ج ۱۰ ص ۸۲)

اصل میں پوری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو آپ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ بھی صوم وصال رکھتے ہیں فرمایا کہ بے شک میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۳، صحیح مسلم شریف ج ا ص ۳۵۱، الفتح الربانی ج ۱۰ ص ۸۲، سنن داری ج ۳ ص ۱۴ صحیفہ ہمام بن منبہ ص ۹۲)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

انی لست کھیئتکم

میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۳، صحیح مسلم شریف ج ا ص ۳۵۱، سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۲۲، موطا امام مالک ص ۱۵۵، مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۲۸)

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

انی لست کاحد منکم

میں تم میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہوں

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۳، جامع ترمذی ج ا ص ۱۶۳، الفتح الربانی ج ۱۰ ص ۷، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۹، مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۵۳)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

ایکم مثلی

تم میں میری مثل کون ہے

(بخاری ج ا ص ۲۶۳، صحیح مسلم شریف ج ا ص ۳۵۱، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۵، بخاری ج ۲ ص ۱۰۲ دیوبندی قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص ۹۹ میں)

دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ ص ۷ میں تقریباً یہ تمام روایات ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۷ جولائی ۱۹۹۵ء پر بھی نقل ہیں۔ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفےٰ ص ۲۷ میں نقل کی ہیں۔

ایک روایت میں یوں فرمایا ہے کہ

انکم لستم مثلی

بے شک تم میری مثل نہیں ہو۔ (صحیح مسلم شریف ج ا ص ۳۵۲، الفتح الربانی ج ۱۰ ص ۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیٹھ کر آدمی کی نماز کا آدھا ثواب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیٹھ کر نماز ادا فرمارہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

ولکن لست کاحد منکم

میں تم میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہوں

(صحیح مسلم شریف ج ا ص ۲۵۳، سنن نسائی ج ا ص ۱۸۸، مشکوٰۃ ج ا ص ۱۱۱، سنن کبریٰ ج ۷ ص ۶۲، دیوبندی عابد میاں نے بھی اسی حدیث کو رحمۃ للعلمین ص ۵۲ میں لکھا ہے)

حضرت ایوب کی والدہ نے خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض سبزی کھانے کی تکلیف دی اس میں کچھ بو تھی جب ہم نے سبزی حاضر

خدمت کی تو آپ ﷺ نے کراہت فرمائی صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اسے کھالو۔

فانی لست کاحد منکم

بے شک میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۳۹)

قارئین کرام، ان احادیث طیبات سے بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ بے مثل بشر ہیں۔

شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو

کیا قدر اس خمیرۂ ماء و مدر کی ہے

وہابیہ دیوبندیہ حضور ﷺ کو مثل بشر ثابت کرنے کے لیے کہا کرتے ہیں کہ ہم بھی سنتے ہیں نبی بھی سنتے ہیں ہم بھی دیکھتے ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں انصاف سے بتائیے کہ یہ کون سی عقل کے اعتبار سے موزوں دلیل ہے۔ سنتا تو رب تعالیٰ بھی ہے اور دیکھتا تو وہ بھی ہے اب یہ وہابی دیوبندی رب تعالیٰ کو کیا کہیں گے۔

کہتے ہیں نبی کے بھی دو ہاتھ ہمارے بھی دو ہاتھ ان کے اعضاء بھی ہماری طرح ہی کے۔ تھے معاذ اللہ۔

بتائیے یہ کیسی جہالت ہے مجھے وہابی دیوبندی یہ بات بتائیں تمہاری ماں کے بھی دو ہاتھ تمہاری بیوی کے بھی دو ہاتھ تمہاری ماں کی بھی دو آنکھیں دو پاؤں دو کان تمہاری بیوی کے بھی! اسی طرح ہے اب بتاؤ تمہاری ماں تمہاری بیوی کی مثل ہے اصل میں بات صرف اتنی ہے کہ یہ وہابیہ دیوبندیہ کی قوم عقل سے فارغ ہے یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی بھی کہتے ہیں کہ

چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق میرے ہی حصہ میں آگئے ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۳۵۷)

سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصہ میں آگئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۵۹)

اختصار مانع ہے یہاں علمائے دیوبند کی عقل مندی ملاحظہ کرتے جائیے کہ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

ایک شخص نے کہا تھا کہ وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا کسی نے کہا ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہو سکتا ہے ایک شخص گوہ نہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جاوے گا۔

(افاضات الیومیہ ج۶ ص۴۴)

دوسری طرف کھانے پر ختم شریف کے بارے تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

یہ تو ساری باتیں بیوقوفی ہی کی ہیں غرض بدعت کی باتیں خود صریح طور پر عقل کے بھی خلاف ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص۱۲۱)

عقل فطری چیز ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۵ ص۲۴۴)

مطلب واضح ہے کہ ختم شریف دیوبندی عقل کے فتوے سے ناجائز اور ماں سے زنا اور گوہ کھانا دیوبندی عقل کے فتوے سے جائز ہے قارئین کرام اب خود ہی ان کا اندازہ لگائیں۔

حضور ﷺ کی چند خصوصیات مع حوالہ جات درج کی جا رہی ہیں حضور ﷺ کو مثل بشر کہنے والوں کے لیے دعوت غور و فکر ہے۔ یاد رہے کہ صرف مفہوم پر اکتفا کیا جا رہا ہے کیوں کہ اختصار مانع ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر سے ہر وقت ایسی خوشبو مہکتی تھی جس کا ثانی کہیں نہیں ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

میں نے کوئی کستوری یا عنبر ایسا نہیں دیکھا کہ جو حضور سیّد عالم ﷺ کی مبارک خوشبو سے زیادہ خوشبو والا ہو۔

(بخاری ج ا ص۲۶۴، صحیح مسلم ج ۲ ص۲۵۷، مشکوٰۃ ص۵۱۷، مصابیح السنۃ ج ۳ ص۴۸، مسند ابو یعلیٰ ج ۳ ص۱۳۱، صحیح ابن حبان ج ۹ ص۷۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص۵۰۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور ﷺ کو تلاش کرنا ہوتا وہ آپ ﷺ

کی مبارک خوشبو کی مہک سے ڈھونڈھ لیتا۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۷، سنن دارمی ج ا ص۳۴، مصابیح السنۃ ج ۳ ص۱۵)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۱۶۱ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفٰے ص۱۴۷

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے آرام فرماتے۔ میں آپ ﷺ کا پسینہ مبارک جمع کر لیتی۔ ایک دن حضور ﷺ نے پسینہ مبارک جمع کرتے دیکھ کر فرمایا کہ اے اُم سلیم یہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ کہ ہم اس پسینہ مبارک سے بچوں کے لیے برکت حاصل کریں گے۔ آپ ﷺ کا یہ پسینہ مبارک ہر خوشبو سے بہتر ہے فرمایا تو نے درست کہا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص۲۵۷، مشکوٰۃ ص۵۱۷، مصابیح السنۃ ج ۴ ص۴۸، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص۳۱۲)

(تھانوی نے نشر الطیب ص۱۶۱، وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے فضائل سیّد المرسلین ص۱۰۱ وہابیہ کے ترجمان ہفت روزہ الاسلام ص۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفٰے ص۱۴۵ میں لکھا ہے۔)

وہابیہ کے نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

آپ کا پسینہ مشک سے زیادہ پاکیزہ تر تھا۔ (الشمامۃ العنبریہ ص۵۱)

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جس کوچہ سے (آپ ﷺ) تشریف لے جاتے تھے دیر تک خوشبو آیا کرتی تھی۔ جس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تھے۔ وہ خوشبوئے دستِ مبارک سے سڑکوں میں پہچانا جاتا ہے جس سے آپ مصافحہ کرتے تھے اس کے ہاتھ سے دیر تک خوشبو مہکتی۔ (مسئلہ در علم غیب ص۱۶)

حوالہ جات کثیر ہیں اگر اختصار مانع نہ ہوتا تو اسی پر ضخیم کتاب تیار ہو جاتی۔

۲۔ ہمارے حضور ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے، اور ختنہ کیے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔

(زرقانی ج ۵ ص۲۴۴، شفا ج ا ص۵۴، شرح شفا ج ا ص۳۶۳، نسیم الریاض ج ا ص۳۶۳، دلائل النبوت ابونعیم ج ا ص۱۱۰، مدارج النبوت ج ا ص۱۱۶، مولد العروس ص۲۸، مولد رسول در رضاعتہ، ابن کثیر ص۲۵، جواہر البحار ج ۲ ص۹۱، کشف الغمہ ج ۲ ص۵۱)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

(آپ ﷺ) ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوئے حدیث انس میں رفع آیا ہے۔

(الشمامۃ العنبریہ ص۱۱)

۳۔ آپ ﷺ نے دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص۲۴۴، مدارج النبوت ج ا ص۱۱۶، مولد العروس ص۲۸، کشف الغمہ ج ۲ ص۵۱، مولد رسول اللہ ابن کثیر ص۲۵، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص۲۱۹)

دیوبندی عالم عابد میاں لکھتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ بی بی آمنہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تب بی بی آمنہ نے آپ کو دیکھا کہ حضور ﷺ سجدے میں تشریف رکھتے تھے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر انگلی آسمان کی طرف بلند فرما کر نہایت فصیح زبان سے فرمایا کہ لاالہ الا اللہ وانی رسول اللہ یعنی نہیں کوئی معبود مگر ایک اللہ اور میں بے شک اللہ کا رسول ہوں۔ (رحمۃ للعلمین ص۱۲۱)

۴۔ عہد طفولیت میں حضور ﷺ مبارک انگلی سے جدھر اشارے فرماتے ادھر چاند ہو جایا کرتا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی نے مجھے آپ ﷺ کے دین میں داخل ہونے کے لیے راغب کیا۔ کہ میں نے آپ ﷺ کو گہوارے میں دیکھا، کہ آپ ﷺ چاند سے باتیں کر رہے تھے۔ اور یہ کہ آپ ﷺ اپنی مبارک انگلی کا جدھر اشارہ فرماتے چاند ادھر جھک جاتا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ا ص۵۳، کشف الغمہ ج ۲ ص۵۱، زرقانی ج ۵ ص۲۴۵، مدارج النبوت ج ا ص۱۱۶، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص۲۱۹، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص۲۶۶)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کشتہ عشق رسالت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نُور کا

اب عیسائیوں کی انجیل برنا باس کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

VERILY I say to you the moon shall minister sleep to him in his boy-hood, and when he shall be grown up he shall take her in his hands. The world beware of casting him out.

(انجیل برنا باس ص۵۸)

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دے کر سلایا کرے گا۔ اور جب وہ بڑا ہوگا تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبر دار رہے۔

(انجیل برنا باس اردو ص۱۶۳)

قارئین کرام: ایک مصری مسیحی عالم خلیل سعادت نے اس کا عربی ترجمہ کیا۔ اس میں بھی یہ عبارت موجود ہے یہی وہ انجیل برنا باس ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواری برنا باس کی تحریر کردہ ہے۔ اس برنا باس کے متعلق موجودہ انجیل میں ہے کہ اور یوسف نام ایک لاوی تھا جس کا نام رسولوں نے برنباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا۔ جس کی پیدائش کُپرُس کی تھی اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لا کر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی۔

(رسولوں کے اعمال باب ۴ آیت ۳۶)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ برنباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں بلند مقام رکھتے تھے اور اپنی ساری دولت رسولوں کے لیے قربان کردی۔ اس لیے حواریوں نے ان کا نام نصیحت کا بیٹا رکھا۔ یہ انہی کی تحریر کردہ انجیل برنباس ہے جبکہ دوسری طرف اناجیل اربعہ (حق کی انجیل، یوحنا کی انجیل، لوقا کی انجیل، مرقس کی انجیل) حضرت عیسیٰ کے کسی حواریوں میں سے کسی کی بھی نہیں لکھی ہوئی ہیں۔

۵۔ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے:

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد ﷺ

اے محمد ﷺ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵، تکمیل الایمان للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۳۲ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۰۶، مکتوبات معصومیہ ص ۷ ج ۳)

امام نسفی کلیم اور حبیب کا فرق یوں لکھتے ہیں کہ کلیم اپنے مولیٰ کی رضا پر عمل کرتا ہے اور اللہ جل مجدہ الکریم اپنے حبیب ﷺ کی رضا کو پورا کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵)

مُلاّ علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ خلیل کا فعل۔ اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے اور اللہ کا فعل اپنے حبیب ﷺ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۳۶۹)

وہابیہ کے فضل احمد غزنوی لکھتے ہیں کہ

قرآن صاف فرمارہا ہے کہ سیّد دوجہاں کی اپنی مرضی کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کی تھی جس پر قرآن حکیم ان الفاظ میں فرمارہا ہے فلنتولینك قبلة ترضھا یعنی ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ضرور بالضرور دے دیں گی، جو آپ کو پسند ہے۔ یہ مقام محمدی کا بلند ترین مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی رضا کو منظور فرمالیا اللہ اکبر، رب اکبر اپنے رسول کی رضا کا خود طالب ہے ولسوف یعطیك ربك فترضی میرے محبوب میں جلد ہی تیری رضا کو پورا کردوں گا سبحان اللہ سچ ہے۔

؎ بعد از خدا بزرگ تو کوئی قصہ مختصر

اے پرویز یو خدارا غور تو کرو کہ خود خداوند عرش عظیم تو رضائے محمد کا طالب ہے اور تم ہو کہ خوشنودی خیر الانام کا انکار کر رہے ہو۔ (ہفت روزہ اہل حدیث ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

دیوبندی قطب عالم رشید احمد گنگوہی اس حدیث قدسی ''اے محمد ﷺ میں تیری رضا چاہتا ہوں'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ

اس کی صحت وسند بندہ کو معلوم نہیں۔ اور اس کے معنی آیت ولسوف یعطیك ربك فترضی کے لئے جائیں تو معنی صحیح ہے۔ (فتاوٰی رشیدیہ ص ۸۱)

اکابرین دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

؎ خدا کی رضا ہے رضائے محمد　　　محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی

(نالہ غریب امداد ص۵، کلیات امدادیہ ص۹۱)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

خدا بھی چاہے خدا کی خدائی بھی چاہے
تمہاری چاہ کا رحمت مآب کیا کہنا

(باغ جنت ص۲۸۶)

۶۔ اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ کی رضا اس قدر مطلوب ہے کہ بعض دفعہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے مشورہ فرمایا۔ کہ حدیث میں حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

بے شک میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں اس کے ساتھ کیا کروں، (اسی طرح تین دفعہ مشورہ فرمایا)

(مسند امام احمد ج ۵ ص۳۹۳، کنز العمال ج۶ ص۱۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص۲۱۰، شفا ج ۱ ص۱۳۹)

۷۔ یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے حالت بیداری میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

حضور سیّد عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص۱۵۹، مشکوۃ المصابیح ص۷۰)

اختصار کی وجہ سے باقی صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص۹۹، مجمع الزوائد ج ۱ ص۸۱، جامع البیان ج ۲۷ ص۵۲، مسند امام احمد ج ۱ ص۲۸۸، مستدرک ج ۱ ص۶۵، روح المعانی ج ۲۷ ص۵۲، شفا ج ۱ ص۱۲۶، صحیح ابن حبان ج ۱ ص۲۲۶، موارد الظمآن ص۳۰، اکمال المعلم ج ۱ ص۳۲۷، الجامع الاحکام القرآن ج ۲۷ ص۹۲، زرقانی ج ۶ ص۱۳۰، شرح مسلم ج ۱ ص۹۷، فتح الباری ج ۸ ص۶۰۷، نسیم الریاض ج ۲ ص۲۸۸، شرح شفا ج ۲ ص۲۸۸، مرقات ج ۱۰ ص۳۳۹، عمدۃ القاری ج ۱۹ ص۱۹۹، روح البیان ج ۹ ص۲۲۳، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۴۳۱، کشف الغمہ ج ۲ ص۴۳، مدارج النبوت ج ۱ ص۱۱۹، تفسیر عزیزی ص۲۱۹)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

دیکھنا آپ ﷺ کا اللہ کو۔ دنیا میں، من جملہ آپ ﷺ کی خصوصیات سے ہے۔

(الشمامۃ العنبریہ ص۲۹)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے یہی ثابت کیا ہے۔ (نشر الطیب ص۷۸)

دیوبندی عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ

جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے پروردگار کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور محققین کے نزدیک یہی قول راجح اور حق ہے۔ (انوار اسراج ص۱۵)

وہابی دیوبندی ایک روایت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پیش کرتے ہیں اس کے جواب میں دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ امام احمد سے کہا۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے۔ کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افتراء کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہ کے قول کا جواب دیا جاوے انہوں نے فرمایا کہ خود نبی ﷺ کے قول سے رایت ربی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہوگئی۔

(نشر الطیب ص۷۹)

۸۔ حضور سیّد عالم ﷺ آگے پیچھے ایک جیسا دیکھتے تھے۔

حضور ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہماری توجہ صرف اس طرف ہے اللہ کی قسم ہم پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے نہ ہی رکوع ہم تمہیں پشت کے پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔ (صحیح بخاری ج اص۵۹، صحیح مسلم ج اص۱۸۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، پچھلی صفوں میں ایک آدمی نے صحیح طور پر نماز ادا نہ کی۔ نماز کے بعد سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو نہیں دیکھتا کہ نماز کس طرح پڑھتا ہے تمہارا گمان یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اس میں سے کوئی چیز ہم سے مخفی رہتی ہے اللہ کی قسم ہم آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۷۷، صحیح مسلم ج اص۱۸۰)

اسی کے لیے باقی حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

(صحیح مسلم ج اص۱۸۰، سنن دارمی ج اص۳۴۶، سنن نسائی ج اص۹۳، آثار سنن ج اص۱۶۱، زرقانی ج۵ ص۲۳۶، شفا ج ا ص۴۳، مسند ابویعلی ج ۸ص۳۰ فیض القدیر ج اص۱۴۵، جواہر البحار ج ۲ص۲۹)

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۶)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ پس پشت سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا سامنے سے۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۵۱)

۹۔ حضور ﷺ جو کچھ ہو رہا ہے جو ہوگا سب دیکھتے ہیں۔

رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے دنیا کو بلند فرمایا اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے میں اس کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔

(زرقانی ج ۷ ص ۲۳۴، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۹۲، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۰۱، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۷، کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۲۰ جواہر البحار ج ۳ ص ۳۰۶، فتح الکبیر ج ۱ ص ۳۴۰)

مزید ارشاد فرمایا کہ

اللہ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا ہم نے اس کے مشرق و مغرب دیکھ لیے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰، جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۰، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۲، شفا ج ۱ ص ۱۷۳)

۱۰۔ حضور سیّد عالم ﷺ کو زمین کے خزانے عطا کیے گئے۔ رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۰، سنن نسائی ج ۲ ص ۴۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۲، شرح السنۃ ج ۱۳، ص ۱۹۸، مسند ابو یعلی ج ۶ ص ۷، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۹۴، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۴ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۵۵، شفا ج ۱ ص ۱۰۱، شرح شفا ج ۱ ص ۷۴، نسیم الریاض ج ۱ ص ۷۴، زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۷، کنوز الحقائق ج ۱ ص ۱۰۰ جامع صغیر ج ۱ ص ۴۶، الفتح الکبیر ج ۱ ص ۴۰، کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۱، فیض القدیر ج ۱ ص ۱۴۷، سراج المنیر ج ۱ ص ۴۶، مجموع الاربعین ص ۹۰)

حدیث بالا کا ترجمہ وہابیہ کے ترجمان کی زبانی سنیے کہ

اللہ کی قسم اس وقت میں اپنا حوض دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم میں تمہارے (امت) کے متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا۔ کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ (ماہنامہ الدعوۃ لاہور نومبر ۱۹۹۶ ص ۳۴)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ (ﷺ) کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں

عطا کی گئی تھیں۔ (نشر الطیب ص ۱۶۶)

تھانوی صاحب کے خلیفہ مسیح اللہ نے بھی یہی لکھا ہے (ذکر النبی ص ۸۲)

۱۱۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے انگلی کا اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہوا۔

(زرقانی ج ۵ ص ۱۰۶، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۱، شفا ج ۱ ص ۱۸۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۶۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۳ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۶، مشکوٰۃ ص ۵۲۴، مسند امام احمد ج ۴ ص ۸۲، مستدرک ج ۲ ص ۴۷۲، مشکل آلا ثار ج ۱ ص ۲۰۲، تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۲۹، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۷، شرح مواقف ج ۲ ص ۴۲۵، دلائل النبوت ابونعیم ج ۲ ص ۲۲۴، دلائل النبوہ بیہقی ج ۲ ص ۲۶۵، مسند ابو داؤد ج ۱ ص ۳۸، البدایہ والنھایہ ج ۲ ص ۱۲۲، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۷، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۲)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ عطار کے صندوقچہ سے نکالا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۶، مشکوٰۃ ص ۵۱۷، مصابیح السنۃ ج ۴ ص ۴۹، انوار محمدیہ ص ۲۷۲)

حضور ﷺ کی نظر کرم سے معذور اونٹ تیز ہو گیا۔ (شواہد النبوت ص ۲۳۹)

حضرت عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا مجھے قرآن کریم یاد نہیں رہتا اور اس کی وجہ شیطان ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے پر رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان محسوس کی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں اس کے بعد میں جو بھی سنتا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ج ۲ ص ۴۶۶، مجمع الزوائد ج ۹ ص ، الخصائص الکبریٰ ج ص ۱۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۶)

ایک گنجا آدمی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سر پر پھیرا تو سر پر بکثرت بال اگ آئے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴)

محدث قاضی عیاض بھی اسی نوعیت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ (شفا ج ۱ ص ۲۱۲)

حضرت معاذ کی بیوی کو برص کا مرض تھا حضور ﷺ نے اپنا مبارک عصا ان کے جسم پر پھیرا تو یہ مرض جاتا رہا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۲۰۱)

ایک بچہ کا ہاتھ ٹوٹ گیا حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو اس کا ہاتھ صحیح ہو گیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۱۲)

کوئی بیمار ہوتا تو حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ کے لگتے ہی وہ تندرست ہو جاتا۔

(احیاء القلوب ص ۲۹)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہما کے سر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تجھ میں برکت دی گئی، اس کے بعد کسی جانور یا انسان کے کسی مقام پر ورم ہوتا تو ان کے ہاتھ کے لگتے ہی ٹھیک ہو جاتا۔ (زرقانی ج ۴ ص ۸۶، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۳)

اسی طرح بشیر بن معاویہ کا واقعہ ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۴)

حضرت ابیض کے چہرے پر دھدر ہونے کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا دھدر دور ہو گئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸ الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۵)

ایک صحابی کے چہرے پر حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ لگنے کی وجہ سے چہرہ اس قدر روشن تھا کہ وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے وہ روشن ہو جاتی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو لکڑی دی وہ تلوار بن گئی۔

(اسد الغابہ ج ۴ ص ۳، سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۶۳۷، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۵ الاستیعاب ج ۴ ص ۱۰۸، شواہد النبوت ص ۱۲۸، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دستر خوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے کی برکت سے آگ کا اس پر اثر نہ ہوتا۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰ شواہد النبوت ص ۲۳۵)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے سے درست ہو گئی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۵، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۱۶، زرقانی ج ۱ ص ۱۸۶، دلائل النبوت ج ۲ ص ۴۸۴، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۸۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۴، شفا ج ۱ ص ۲۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے حضرت ابو ہریرہ کی چادر میں کچھ ڈال دیا اسے سینے سے لگانے پر قوت حافظہ زبردست مل گئی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۲)

حضرت عتبہ کے جسم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے کی برکت سے ساری عمر جسم سے زبردست خوشبو آتی تھی۔

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۱۱، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۰۳، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴، مدارج النبوت ص ۲۴)

حدیبیہ کے موقع پر پیاس صحابہ کو لگی پانی کی قلت محسوس ہوئی، حضور ﷺ نے مبارک ہاتھ پیالہ میں رکھا۔ حضور علیہ السلام کی مبارک انگلیوں سے پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا پندرہ سو صحابہ علیہم الرضوان نے پانی پیا۔ اور سواریوں نے بھی، مگر پانی ختم ہونے کا نام نہ لیتا تھا (مختلف روایات کا خلاصہ)

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۸، مشکوٰۃ ص ۵۳۲، شفا ج ۱ ص ۱۸۶، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۵، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۴، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی پانی ختم نہ ہوتا۔

(حوالہ بالا)

حضور سیّد عالم ﷺ نے تھوڑے سے کھانے پر کچھ پڑھا وہ کھانا اتنا ہوا کہ صحابہ نے سیر ہو کر کھایا مگر ختم نہ ہوا۔

(شفا ج ۱ ص ۱۹۰۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۴، صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۱، ۲ مشکوٰۃ ص ۵۳۹، البدایہ والنھایہ ج ۳ ص ۱۴۹)

قحط سالی میں حضور سیّد عالم ﷺ نے بارش کے لیے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے فوراً بارش شروع ہو گئی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳، ابن ماجہ ص ۹۱، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۳، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۶)

حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ میں اونٹوں نے چھری دیکھی۔ تو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے۔ تا کہ سب سے پہلے میرے گلے پر حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ سے چھری چلے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۵، مشکوٰۃ ص ۲۳۲، بہجۃ النوافل ۲ ص ۲۲۵)

حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹانگ ٹوٹ گئی سیّد عالم ﷺ نے مبارک ہاتھ پھیرا فوراً ٹھیک ہو گئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۷، مشکوٰۃ ص ۵۳۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۵)

قارئین کرام حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ کے کمالات اختصاراً چند ایک درج کر دیئے ہیں انصاف سے کہیے، اب بھی یہ کہیں نبی کے بھی دو ہاتھ ہمارے بھی لہٰذا ہم جیسے بشر ہیں نعوذ باللہ کتنی حماقت و گمراہی ہے۔ ارے یہ کہنے والو، کہ ہماری طرح حضور ﷺ کی دو آنکھیں اور دو ہاتھ تھے ظالمو تم دو ہاتھ تو دکھا دو گے، ہاتھوں میں وہ قوت کہاں سے لاؤ گے کہ اشارہ کرے تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے، کنکریاں پھینکیں تو کافروں کے چہرے بگڑ

جائیں بیماروں پر لگیں تو بیماریاں دور ہو جائیں تمہاری دو آنکھیں تو ہیں لیکن ان آنکھوں میں وہ طاقت کہاں سے لاؤ گے، کہ بے حجاب رب کریم کو دیکھ سکو، کان تو تمہارے دو ہی ہیں مگر کانوں میں وہ سماعت کہاں سے لاؤ گے۔ کہ فرشتوں اور جنوں کی گفتگو سن سکو مجھے یہ ضرور کہنا چاہیے، کہ اگر تمہارے نزدیک یہی معیار ہے کہ ان کی دو آنکھیں ہماری بھی دو آنکھیں اس لیے ہم جیسے ہیں تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں، کہ خنزیر، کتے، گدھے، اُلو، کی بھی دو آنکھیں ہیں تم سور گدھے کتے جیسے ہو۔

ارے کہاں ہم کہاں ہمارے آقا ﷺ

اے ظالمو سوچو تو سہی کہ ہم نماز میں یا ہمیں کوئی نماز میں سلام کرے تو ہماری نماز غارت ہو جائے۔ مگر حضور ﷺ کو سلام کیے بغیر ہماری نماز ہی نہیں ہو سکتی۔

۱۲۔ حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵، مواہب اللدینہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۴۸، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۷، شفا ج ۱ ص ۵۱، شرح شفا ج ۱ ص ۴۴۸، نسیم الریاض ج ۱ ص ۴۴۸، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، مشکوٰۃ ص ۲۷، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۹، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۱۹)

۱۳۔ حضور ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۴۸، ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۳، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۷، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، تفسیر عزیزی ج ۳۰ ص ۲۱۹)

۱۴۔ حضور سیّد عالم ﷺ کے جسم اطہر اور مبارک کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھی۔

(مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۲۴۹، شفا ج ۱ ص ۲۴۳، شرح شفا ج ۲ ص ۱۰۳، نسیم الریاض ج ۲ ص ۱۰۳، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۸، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، جواہر البحار ج ۱ ص ۵۸، تفسیر مدارک ج ۳ ص ۳۲۲، تفسیر عزیزی ص ۲۱۹)

۱۵۔ حضور ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام احتلام سے پاک تھے۔

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۴۹، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۸، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۸، جواہر البحار ج ۱ ص ۲۰۴، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، حیوۃ الحیوان ج ۲ ص ۳۸۸، تفسیر عزیزی ص ۲۱۸)

۱۶۔ حضور ﷺ نے معراج کیا۔ براق پر سواری فرمائی۔ معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر تشریف لے گئے۔ (مواہب اللدینہ ج ۵ ص ۲۵۱، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۹، کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳، تفسیر عزیزی ص ۲۱۹)

وہ رحمۃ للعلمین اور تو سراپا بغض وکیں
پھر کس طرح آئے یقین تو بھی بشر وہ بھی بشر

تو رینگتا ہے فرش پر اور عرش پر ان کی گزر
اب خود ہی تو انصاف کر تو بھی بشر وہ بھی بشر

۱۷۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے (بال) مبارک تھے جس کی وجہ سے دشمنوں پر غلبہ پالیتے۔ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۷۳، شفاء ج ۱ ص ۲۱۸، نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۲۳، مسند ابویعلی ج ۶ ص ۳۵۹، دیوبندی انور شاہ کشمیری نے انوار الباری ج ۵ ص ۹۳)

۱۸۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ دائیں سے کھا اس نے تمسخر کرتے ہوئے عرض کیا میں اس سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ اُس کا دایاں ہاتھ بوقت موت تک منہ تک نہ جا سکا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۲، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، سنن دارمی ج ۱ ص ۴۵، مسند امام احمد ج ۴ ص ۴۹، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۵۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح کی، حضور علیہ السلام نے کھانا تناول فرمانے کے بعد بکری کی ہڈیاں اکٹھی فرما کر ان پر اپنا دست اقدس رکھ کر کچھ پڑھا تو وہ بکری زندہ ہوگئی۔

(زرقانی ج ۵ ص ۱۸۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۷، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۱)

۱۹۔ بچے کے جلے ہاتھ پر حضور ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو فوراً ٹھیک ہوگیا۔

(زرقانی ج ۵ ص ۱۹۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۹، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸)

حضور ﷺ نے کھاری پانی کے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ میٹھا ہوگیا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۰، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۳، انوار محمدیہ ص ۳۲۵)

حضور ﷺ کے لعاب دہن سے حضرت علی کی آنکھیں جو دکھتی تھیں کی تکلیف دور ہو جاتی میں یہی حدیث نکل کی ہے۔

(مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۰۳، مشکوٰۃ ص ۵۶۳، ابن ماجہ ص ۱۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱۳)

وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی نے کتاب التوحید ص ۶۱ میں یہی حدیث نکل کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کے مبارک پاؤں پر سانپ نے ڈس لیا زہر سرایت کر گیا۔ حضور ﷺ کے لعاب دہن لگتے ہی زہر کا اثر زائل ہو گیا۔ (روح البیان ج ۳ ص ۴۳۳) میں بھی لکھا ہے۔

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے تکریم المومنین ص ۲۵ میں بھی یہی لکھا ہے۔

۲۰۔ حضور ﷺ نے حضرت خزیمہ کی ایک کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۹۴، جامع مسانید امام اعظم ج ۲ ص ۲۷۱، مسند امام اعظم ص ۱۸۵، مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۳۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲)

ایک صحابی کے لیے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز قرار دیا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۷ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۴، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵۴، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۲۵، سنن ابن ماجہ ص ۱۲۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۶، موطا امام مالک ص ۱۵۳، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۹، طحاوی ج ۲ ص ۸۴، ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۰، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، دارقطنی ج ۱ ص ۲۵۱، اوجز المسالک ج ۳ ص ۴۰)

وہابیہ کے نواب صدیق حسن بھوپالی نے مسک الختام ج ۲ ص ۴۲۱، دیوبندی خلیل احمد سہارنپوری نے بذل المجہود ج ۴ ص ۱۵۷ میں نقل کیا ہے۔

وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (صحیح ابوداؤد ج ۲ ص ۴۵۵)

حضور ﷺ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھے ماہ کی بکری کے بچے کی قربانی جائز قرار دی۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۴، مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۳۲۵، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۵، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳، جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷۱، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۲)

اس نوعیت کے حضور ﷺ کے اختیارات کے متعدد واقعات ہیں مگر اختصار کی وجہ سے ان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۲۱۔ ایک صحابیہ اُم ایمن نے حضور ﷺ کا پیشاب مبارک پی لیا یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ تمہارے پیٹ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ اور تیرا پیٹ نہ دوزخ میں جائے گا۔

(طبرانی ج ۲۵ ص ۸۹، مستدرک ج ۴ ص ۶۴، دلائل النبوت ج ۲ ص ۴۴۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۴، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱۷، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۳۴، زرقانی ج ۴ ص ۲۳۱، انوار محمدیہ ص ۲۱۹، شفا ج ۱ ص ۴۱، شرح شفا ج ۱ ص ۳۶۱، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱، المجموع شرح المہذب ج ۱ ص ۲۳۴، جمع الوسائل ج ۲ ص ۳، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۵، کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۱، الاستیعاب ج ۸ ص ۲۷۱)

اسی حدیث پاک کو دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۱۶۲

دیوبندی ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص۲۶۹، وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی نے فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص۲۵۰، وہابیہ کے اسماعیل سلفی فتاویٰ سلفیہ ص۳۹ میں

دیوبندی عابد میاں نے رحمۃ العلمین ص۴۰۸، دیوبندی مفتی محمد عبداللہ آف خیر المدارس ملتان نے خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے خیر الفتاویٰ ج ا ص۳۲۸ میں درج کیا ہے۔

اس حدیث کو قاضی عیاض محدث صحیح قرار دیتے ہیں۔ (شفا ج ا ص۴۱، نسیم الریاض ج ا ص۳۶۱)

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور امام دار قطنی امام بخاری، امام مسلم نے اسے صحیح میں روایت کرنے کا التزام کیا ہے۔

(نسیم الریاض ج ا ص۳۶۱)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ

یہ حدیث عورت کے بول مبارک پینے کے صحیح ہے۔ (شرح شفا ج ا ص۳۶۱)

امام نووی فرماتے ہیں کہ بول مبارک پینے والی حدیث حسن صحیح ہے اور یہ دلیل کے لیے کافی ہی اس لیے کہ حضور ﷺ نے نہ اس پر انکار فرمایا نہ ہی اُم ایمن کو منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی دوبارہ ایسے کرنے سے منع فرمایا۔ (نسیم الریاض ج ا ص۳۵۴)

بعض کتب میں دو اور صحابیات کے متعلق اسی نوعیت کا واقعہ مذکور ہے۔

(طبرانی ج ۲۴، ۲۰۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۸۳، سیرت حلبیہ ج ۲ ص۲۳۴، شفا ج ا ص۴۱، مدارج النبوت ج ا ص۲۵)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ کی خادمہ اُم ایمن نے آپ کا بول مبارک پی لیا تھا۔ سو ان کو ایسا معلوم ہوا۔ جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ص۱۶۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس عورت کی کئی پشتوں سے خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ (مدارج النبوت ج ا ص۲۵)

غزوہ احد کے دن حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا خون مبارک نگل لیا۔ جو کہ حضور ﷺ نے ان کو محفوظ کرنے کا حکم دیا تھا۔ خون مبارک پینے کا سن کر رحمت

کائنات ﷺ نے فرمایا تجھے جہنم کی آگ کبھی نہ چھوئے گی جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

(شفاج ا ص۴۱، سیرت حلبیہ ج ۲ ص۲۳۴، زرقانی ج ۴ ص۲۳۰، مواہب اللدینہ ج ۲ ص۳۱۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۸۳، شرح شفاج ا ص۱۶۱ ۳)

یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی بیان کیا گیا ہے۔

(سیرت حلبیہ ج ۲ ص۲۳۴، زرقانی ج ۴ ص۲۳۰، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص۳۱۶، مدارج النبوت ج ا ص۲۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۸۳، شرح شفاج ا ص۱۶۱ ۳، نسیم الریاض ج ا ص۳۵۴)

کتب بالا میں کئی صحابہ سے ایسے واقعات مذکور ہیں۔

دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۱۶۲، دیو بندی ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفٰی ج ۳ ص۲۶۹، وہابیہ کے اسمائیل سلفی نے فتاویٰ سلفیہ ص۳۹ دیو بندی شیخ محمد زکریا سہارنپوری نے فضائل اعمال ص۱۸۵، حکایات صحابہ ص۲۶۸ میں لکھا ہے۔

اب وہابیہ کے رسول دشمنی اوران کی خباثت ملاحظہ کیجئے۔

حضور ﷺ کے بول مبارک پینے والی روایت صحیح تسلیم کرنے کے باوجود وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ

اس روایت سے آپ کے پیشاب کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ غلطی سے پیا گیا آپ کا یہ فرمان کہ تیرے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔ یہ علاج ہے۔ بعض نجس چیز بھی علاج بن جاتی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے چونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی تھی اس لیے اس نجس چیز کو اس کے لیے شفا بنا دیا۔ بہر حال اس فعل کو طہارت کی دلیل بتانا غلط ہے۔

(فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص۲۵۰)

دوسری طرف وہابیہ کے علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ

والمنی طاهر وكذلك الدم غير دم الحيضة وكذلك رطوبة الفرج وكذلك الخمر و بول ما يوكل لحمه و مالا يؤكل لحمه من الحيوانات۔

(نزل الابرار ج ا ص۴۹ مطبوعہ بنارس)

یعنی منی پاک ہے ایسے حیض کے خون کے علاوہ باقی خون شرمگاہ کی رطوبت شراب جانوروں کے پیشاب سب پاک ہے۔

وہابیہ کے مترجم صحاح ستہ وحید الزماں حیدر آبادی نے یہی مفہوم کی عبارت کنز الحقائق ص۱۶ پر بھی نقل کی ہے۔ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری اسی متعلق لکھتے ہیں کہ (جانوروں کے پیشاب کی) حلت کا اعتقاد رکھے...... لاباس ببول مایوکل لحمہ

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۶۷)

دیکھئے وہابیہ کے نزدیک جانوروں کا پیشاب پاک رسول کائنات ﷺ کا پیشاب مبارک ناپاک نعوذ باللہ یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں پھر آپ ﷺ کے بعد جو بھی اس میں داخل ہو وہ اس چیز کو نہیں دیکھ پاتا۔ جو آپ ﷺ کے مبارک جسم سے براز مبارک نکلتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ انبیاء کے مبارک اجسام سے جو نکلے اس کو نگل لیا کر۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۰، شفاء ج ۱ ص ۴۰، شرح شفاء ج ۱ ص ۱۵۳، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۳، دلائل النبوت ابونعیم ج ۲ ص ۴۴۴، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱۴، زرقانی ج ۴ ص ۲۲۸، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۵)

یہی روایت دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۲ دیوبندی ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفےٰ ج ۳ ص ۲۶۸ میں نقل کی ہے۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی۔ اور آپ کے بول وبراز کو نگل جاتی اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی۔ (نشر الطیب ص ۱۶۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ نماز میں بہت طویل قیام فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے اپنے گھر کے ایک کنویں میں پیشاب مبارک کیا (اسی وجہ سے) مدینہ منورہ میں اس کنویں سے میٹھا کسی کنویں کا پانی نہ تھا۔ (دلائل النبوت ابونعیم ج ۱ ص ۴۴۴)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رفع حاجت کے لیے دور تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ کی واپسی کے بعد میں وہاں پہنچا۔ میں نے وہاں تین پتھروں اور ڈھیلوں کے سوا کچھ نہ دیکھا میں نے ان تینوں ڈھیلوں کو اٹھا لیا تو ان سے کستوری کی طرح خوشبو آ رہی تھی۔ میں ہر جمعے کے دن ان ڈھیلوں کو آستین میں رکھ کر مسجد میں جاتا۔ مجھ سے ایسی خوشبو آتی۔ کہ ہر خوشبو حتیٰ کہ عطر کی خوشبو پر غالب آ جاتی۔ (شرح شفاج ا ص ۲۶۰)

اب چند محدثین کے اقوال ہدیہ قارئین ہیں کہ حضور ﷺ کے فضلات مبارک پاک ہیں۔

امام نووی لکھتے ہیں کہ

مومن حضور ﷺ کے تبرکات سے برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور ﷺ کا بول (پیشاب) مبارک پی لیا۔ اور بعض نے آپ ﷺ کا خون مبارک پی لیا تھا۔ کیوں کہ مشہور ہے کہ حضور ﷺ کے تبرکات کا صحابہ بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اس میں غیر لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۰)

مُلّا علی قاری لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بن العربی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بول و براز مبارک پاک ہیں۔ امام شافعی کا یہی فرمان ہے امام نووی نے الروضہ میں فرمایا کہ آپ ﷺ کے بول و خون مبارک اور تمام فضلات پاک ہیں۔ (شرح شفاج ا ص ۳۵۴، یہی مفہوم مرقات ج ۲ ص ۵۳)

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ

علماء کی جماعت نے حضور ﷺ کے بول و براز مبارک کو پاک کہا ہے۔ (شفاج ا ص ۴۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہی محدثین کرام اور آئمہ اور امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب بتاتے ہیں۔ (مدارج النبوت ص ۲۵)

علامہ بدرالدین عینی اور امام عسقلانی یہی فرماتے ہیں۔

(عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۵، فتح الباری ج ا ص ۲۷۲)

امام قسطلانی اور امام زرقانی یہی لکھتے ہیں۔ (مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱۸، زرقانی ج ۴ ص ۲۳۳)

امام عبدالوہاب شعرانی اور امام اسمٰعیل حقی یہی لکھتے ہیں۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۶۲، روح البیان ج ۵ ص ۷)

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ

بعض شافعی آئمہ نے حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ کا پاک ہونا صحیح قرار دیا ہے یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے۔ (ردالمحتار ج اص ۲۳۳)

اختصار مانع ہے ورنہ کثرت سے حوالہ جات موجود ہیں۔

اب اتمام حجت کے لیے چند ایک مخالفین کے اقوال حاضر خدمت ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

علماء آپ کے بول وبراز کے طاہر ہونے کے قائل ہوتے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۱۶۲)

تھانوی سے ایک سوال اسی متعلق ہوا سوال وجواب دونوں حاضر خدمت ہیں۔

سوال: حضور اقدس ﷺ کا جنگ احد میں بعض صحابہ کا خون کا زخم چوسنا، اور اس کا ذائقہ حاصل کرنا اور بول مبارک پی جانا روایات معتبرہ سے ثابت ہے۔ درحالیکہ یہ دونوں چیزیں نجس العین ہیں پس اس واقعہ کی تاویل کیا ہے ارشاد فرمایا جاوے۔

دیوبندی حکیم الامت اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔

جواب: روایت کی تو میں نے تنقید نہیں کی۔ لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو۔ تو علماء نے حضور اقدس ﷺ کے ان رطوبات کو طاہر کہا ہے علامہ شامی نے اس کی تحقیق کی ہے پس کچھ بھی اشکال نہیں اور اس کی کوئی دلیل میں نے کسی کے کلام میں منقول نہیں دیکھی۔ لیکن اس وقت میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ نے ان شاربین پر نکیر نہیں فرمایا اور آپ کا نکیر نہ فرمانا حجۃ شرعیہ بالاجماع ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج اص ۲۳۸ مطبوعہ دیوبند)

دیوبندی ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے فضلات تو طاہر ہیں جمہور علماء اس طرف گئے ہیں۔

(امداد الاحکام ج اص ۳۵۰، مطبوعہ کراچی)

دیوبندی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ

انبیاء کرام کے فضلات کی طہارت کا مسئلہ مذاہب اربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

(فیض الباری ج اص ۲۵ مطبوعہ مصر)

مزید لکھتے ہیں کہ فضلات انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا مسئلہ مذاہب اربعہ کا مسلم

و طے شدہ مسئلہ ہے۔ (انوار الباری ج ۵ ص ۹۳ مطبوعہ ملتان)

تھانوی دیوبندی حکیم الامت کہتے ہیں کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک تھے اُن پر دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے۔ (الکلام الحسن ج ا ص ۷۱ مطبوعہ لاہور)

حضور ﷺ کے فضلات شریفہ پاک تھے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کچھ نور ہوتا ہے۔ (الکلام الحسن ج ۲ ص ۳۳۲)

دیوبندی تبلیغی محمد زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

حضور کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ (فضائل اعمال ج ص ۱۸۵، حکایات صحابہ ص ۲۶۸)

علمائے دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی سے سوال ہوا کہ ایک مولوی نے حضور علیہ السلام کے پیشاب مبارک صحابیہ کے پینے کی حدیث بیان کی زید نے اسے بکواس کہا اس کے بارے کیا حکم ہے؟ دیوبندی مفتی محمد عبداللہ دیوبندی خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ (حدیث) صحیح ہے اور علماء اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فضلات بول و براز طاہر ہیں...... زید کو توبہ کرنی چاہیے۔ (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۳۲۹ مطبوعہ ملتان)

قارئین کرام حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ سے خوشبو ماننے سے دیوبندی مذہب کی موت ہے مگر ان کے مفتی عزیز الرحمٰن کی سنیے کہ

(مولوی الیاس کی نانی کا) جس وقت انتقال ہوا تو ان کے کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا۔ عجیب و غریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔ (تذکرہ مشائخ دیوبند حاشیہ ص ۹۶)

الحمد للہ ہم نے دلائل قاہرہ سے حضور ﷺ کی نورانیت اور بے مثل بشریت ثابت کر دی ہے۔ انصاف سے ہمارے ان دلائل کو پڑھنے والا کبھی حضور ﷺ کو مثل بشر قرار نہ دے گا۔ جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہے وہ کبھی بھی ان عقل کے اندھوں کی طرح آپ ﷺ کی مماثلت کا دعویٰ نہ کرے گا۔

مسئلہ امتناع نظیر

اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اس لیے اب کوئی شخص اوصاف وکمالات میں حضور ﷺ کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اگر کسی کو اوصاف وکمالات میں حضور سیّد عالم ﷺ کا ہمسر تسلیم کیا جائے تو اسے نبی بھی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ اللہ نے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند فرما دیا ہے۔ جبکہ علمائے دیوبند ونجد کا مؤقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہمسر پیدا ہوسکتا ہے نعوذ باللہ دیوبندی وہابی مذہب کے امام اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

اس شہنشاہ (اللہ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان ص۳۱ مطبوعہ دہلی ص، مطبوعہ دیوبند ص۵۵، مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور ص۳۶، مطبوعہ ملتان ص۵۴، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص۳۶، مطبوعہ کراچی ص۳۸، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

بلکہ یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ کا ہمسر دنیا میں آسکتا ہے محال نہیں کیوں کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ قرآن پاک کو لوگوں کے دلوں سے بالکل بھلا دے، جب کسی شخص کو قرآن پاک کا کوئی لفظ بھی یاد نہ ہوگا پھر حضور علیہ السلام کا تمام اوصاف میں ہمسر دنیا میں آجائے تو کون سی نص کی تکذیب ہوگی۔ (نعوذ باللہ)

اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ

بعد اختیار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانید شود پس قول بامکان وجود مثل اصلاً متج بہ تکذیب نص از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بوصف انزال ممکن است

(یک روزہ فارسی ص۱۷)

دیوبند کے سرخیل خلیل احمد سہانپوری لکھتے ہیں کہ

رسول خدا خاتم الانبیاء ﷺ کا مثل اصل میں ممکن ہے۔ (براہین قاطعہ ص۲۷۸)

غور کیجیے۔ اللہ نے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا اور فرمایا اور اب اگر یہ کہا جائے کہ حضور ﷺ کے ہمسر کی تخلیق ممکن ہے تو اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن ہوگا حالانکہ یہ باطل ہے

لیکن اس ضد کا کیا علاج کیا جائے کہ ان دیو بندی وہابی علماء نے اسی ضد میں اللہ کا کذب بھی ممکن مان لیا (نعوذ باللہ)

علمائے دیو بند و نجد کے امام اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے آن بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد (یک روزہ ص۱۷ا، مطبوعہ ملتان)

یعنی ہم یہ نہیں مانتے کہ اللہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ حالانکہ جھوٹی باتیں گھڑنا اور فرشتوں اور انبیاء کو ان جھوٹی باتوں کی خبر دینا اللہ کی قدرت سے خارج نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ جھوٹ اللہ کی قدرت سے خارج ہے تو لازم آئے گا۔ کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔

دیو بندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

مکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۲۷ مطبوعہ کراچی)

دیو بندی محدث خلیل احمد سہار نپوری لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے (براہین قاطعہ ص۲۷۸)

دیو بندی شیخ الہند محمود الحسن تو حضور ﷺ کا ہمسر ممکن ثابت کرنے کے لیے یہ بھی کہتے ہیں کہ

افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔ (الجہد المقل ج ا ص۸۲ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام اب وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے کہنا عین ایمان ہے۔

(اہل حدیث امرتسر ۲۷، اگست ۱۹۱۵، بحوالہ وہابی مذہب)

یہ حضور ﷺ کی توہین کی پھٹکار ہے کہ حضور علیہ السلام کے گستاخ ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہو گئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کیا خوب فرمایا کہ

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا   کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

حضور ﷺ کی بے مثل بشریت کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں کہ

میں نے حضور ﷺ جیسا پہلے کبھی دیکھا نہ بعد میں، آپ ﷺ کی مثل کوئی نہیں۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص۲۰۰، تاریخ کبیر ج ۶ ص۱۳، الخصائص الکبریٰ ج ا ص۲۸۵، جمع الوسائل ج ا ص۲۸، شمائل ترمذی ص۲، شفا ج ا ص۳۹، شرح شفا ج ا ص۳۴۱، نسیم الریاض ج ا ص۳۴۱، مرقات ج ۵ ص۳۸۴، زرقانی ج ۴ ص۲۷، مشکوٰۃ ص۵۱۷، کنز العمال ج ۷ ص۱۱۱، مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۸۶)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۱۰ دیوبندی مقتدر محمد حسن نے معرفت النبی ص۵ میں بھی لکھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ (کنز العمال ج ۷ ص۱۱۳)

حضرت انس کا بھی یہی قول ہے۔ (کنز العمال ج ۷ ص۱۰، صحیح بخاری ج ا ص۸۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔ (کنز العمال ج ۷ ص۱۰۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ (کنز العمال ج ۷ ص۱۰۷)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ

لسنا کھیئاتك یا رسول اللہ ﷺ

یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے مثل نہیں ہیں۔ (صحیح بخاری ج ا ص۷)

اسی طرح ایک اور صحابی نے عرض کیا۔ (صحیح مسلم ج ا ص۳۵۲)

قارئین کرام، حضور ﷺ کی نورانیت اور بے مثل بشریت کے ثبوت میں قرآن و حدیث اقوال صحابہ و اقوال آئمہ آپ کے سامنے ہیں۔

صحابہ تو حضور ﷺ کو نور اور بے مثل مانتے ہیں اسی لیے وہابیہ دیوبندیہ نے صحابہ کو ماننے سے انکار کر دیا وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است

صحابہ کی تفسیر حجت نہیں۔ (بدور الاھلۃ ص۱۳۹ مطبوعہ بھوپال)

وہابیہ کے نزدیک صحابہ کے اقوال حجت نہیں (نعوذ باللہ) حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔ (عرف الجادی ص۸۰، فتاویٰ نذیریہ ج ا ص۳۴۰، سیرت ثنائی ص۱۹۶، تاج المکلل ص۲۹۲)

اب حضور ﷺ کے بے مثل بشر ہونے پر چند ایک اقوال وہابیہ دیابنہ کے ملاحظہ کیجئے۔

علمائے دیوبند کا ترجمان لکھتا ہے کہ

ہم نے دیکھا ہے جہاں میں آپ ﷺ سا کوئی نہیں
آپ محبوب خدا اور رحمت العلمین
آپ کو حاصل ہوا سب سے الگ حسن و جمال
تختہ دنیا میں ہیں اک آپ ہی سب سے حسین

(ماہنامہ خلافت راشدہ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی بھی لکھتے ہیں کہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں — دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

(جمال مصطفےٰ ص۴۴)

دیوبندی عالم ضیاء القاسمی لکھتے ہیں کہ

وہ (اللہ) خالقیت میں بے مثال — یہ (محمد کریم علیہ السلام) بشریت میں بے مثال

(خطبات قاسمی ج ا ص۱۷۵)

علمائے دیوبند کے محمد حسن لکھتے ہیں کہ

ہر مسلمان کے لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ خدا کی خدائی میں اپنے حسن و جمال میں یکتا ہیں آپ جیسا نہ کوئی اللہ نے پہلے پیدا فرمایا۔ اور نہ قیامت تک فرمائیں گے۔ (معرفت النبی ص۸)

مخلوق میں سب سے پہلے شیطان نے نبی کو صرف بشر کہا:

جب تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے سجدہ

کیوں نہ کیا شیطان نے کہا۔

لم اکن لا سجد لبشر (پ۱۴ رکوع)

مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں۔

معلوم ہوا شیطان اور اس کی ذریت انبیاء کی توہین کی نیت سے بشر کہا کرتے ہیں۔
اب وہابیہ دیوبندیہ بھی اپنے روحانی باپ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو کفار نے اپنی مثل بشر کہا:

فقال الملأ الذین کفروا من قومه ما نراك الابشر مثلنا (پ۱۲ رکوع ۳)

تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی تم جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔

فقال الملأ الذین کفروا من قومه ما ھذا الابشر مثلکم (پ۱۸ رکوع ۲)

تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے، یہ تو نہیں مگر جیسا آدمی

حضرت ہود علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

فقال الملأ من قومه الذین کفروا و کذبوا یلقاء الاخرۃ واترفنھم فی الحیوۃ الدنیا ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منه و یشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا الخسرون (پ۱۸ رکوع ۴)

اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اس میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

ما انت الابشر مثلنا وان نظنك لمن الکذبین (پ۱۹ رکوع ۱۴)

تم تو نہیں مگر جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

فقالوا انومن بشرین مثلنا (پ۱۸ رکوع ۳)

تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

قالوا ما انتم الابشر مثلنا وما انزل الرحمن من شئٍ ان انتم الا تکذبون (پ۲۲ رکوع ۱۸)

بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم نرے جھوٹے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے اپنے جیسا بشر کہا:

واسرو النجوی الذین ظلموا ھل ھذآ الابشر مثلکم افتاتون السحر وانتم تبصرون (پ۱۷ رکوع ۱)

اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورے کیے کہ یہ کون ہے ایک تمہی جیسا آدمی تو ہے کیا جادو کے پاس جاتے ہو کیا تم دیکھتے نہیں۔

ولید بن مغیرہ نے کہا:

ان ھذا الاقول البشر (پ۲۹ رکوع ۱۵)

یہ نہیں مگر آدمی کا کلام

حضرت صالح علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

کذبت ثمود بالنذر ٥ فقالو ابشرًا منا سنا واحدا نتبعه انا اذا لفی ضلل وسعر

(آیت ۲۴ ع ۸ پ ۲۷)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں کہ ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔

ما انت الابشر مثلنا فات بایة ان کنت من الصدقین (پ۱۹ رکوع ۱۲)

تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

ان آیات طیبات سے ثابت ہوا کہ کفار نے انبیاء کو اپنی مثل بشر کہا مگر وہابیہ دیوبندیہ ایک آیت ایسی پیش نہیں کر سکتے جس میں ہو کہ کسی نبی کے کسی امتی نے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا ہو۔

قل انما انا بشر مثلکم کا مفہوم

دیوبندی وہابی اس آیت کریمہ کو پیش کر کے دھوکہ دینے کے درپے ہوتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں۔ ہم اس پر چند ایک مفروضات پیش کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عوام کی تسلی و تشفی کے لیے کافی ہیں۔

۱۔ اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی وانکساری کا ذکر ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عاجزی وانکساری سکھلائی گئی ہے۔

تفسیر خازن ج ۶ ص ۱۸ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۵۷)

۲۔ اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے فرمایا قل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم فرمادو قولو (تم کہو) نہ فرمایا یعنی قل فرما کر بتایا کہ لوگوں کو ان الفاظ کے کہنے کی اجازت نہیں۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم بطور عاجزی وانکساری فرمادو۔

۳۔ مثل بشر کہنے کی اُمتی کو اجازت نہیں۔ اس لیے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عاجزی فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ کہ ربنا ظلمنا انفسنا (پ ۸ رکوع ۹)

ترجمہ: دیوبندی احمد علی لاہوری کے قلم سے کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ انی کنت من الظلمین (پ ۱۷ رکوع ۶)

احمد علی لاہوری کے قلم سے ترجمہ: کہ بے شک میں بے انصافوں میں سے تھا (ظالموں میں سے تھا)

انبیاء کرام کا یہ فرمانا بطور عاجزی ہے اگر کوئی ان آیات کو دلیل بنا کر کہے کہ یہ انبیاء ظالم، بے انصاف تھے معاذ اللہ تو پھر وہابی دیوبندی کیا کہیں گے۔

۴۔ اگر وہابی دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انما انا بشر مثلکم فرمانا بطور عاجزی تسلیم نہ

کریں تو یہ اپنے ان اکابرین کے بارے میں کیا کہیں گے جو یہ کہتے ہیں مثلاً
دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ

میں بھی بیوقوف ہی سا ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۲۶۶، مطبوعہ ملتان ج ا ص ۲۴۰، مطبوعہ تھانہ بھون)

یاد رہے جو افاضات الیومیہ ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان نے دوبارہ شائع کی ہے اس میں یہ الفاظ نکال دیئے ہیں تھانوی کی مزید سنیئے کہ۔

کیا ایسا شخص (تھانوی) کسی کو ذلیل سمجھے گا، جو خود ہی اپنے کو سب سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۰۱)

دونوں جز صحیح ہیں حضرت مولانا گنگوہی کا اچھا ہونا اور میرا (تھانوی کا) بُرا ہونا۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۴۲)

یہاں (تھانہ بھون) پر تو جو بہت ہی بے حیا ہو گا وہی ٹھہر سکتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۱۸)

خود تھانوی صاحب بھی یہیں رہتے تھے تھانوی صاحب سے مزید سنیئے کہ
مجھ کو مدرسہ سے سند نہیں ملی مدرسہ نے دی نہیں ہم نے مانگی نہیں کیوں کہ یہ اعتقاد تھا کہ ہم کو کچھ نہیں آتا پھر سند کیا مانگتے۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۲۸۲)
میں اس قدر بکی ہوں (یعنی بکواسی) کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ا ص ۴۳، قصص الاکابر ص ۱۰۳)

میری بداخلاقی کا منشا خوش اخلاقی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۹۴)
میں فقیہ نہیں محدث نہیں مجتہد نہیں مفسر نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۱۷)
فرعون مجھ سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۱۸۳)
نہ میں کامل نہ مکمل نہ مدلل۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۱۹۶، قصص الاکابر ص ۳۳۶)
میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۴۵۸)
آپ چاہے حلف لے لیجئے۔ کہ مجھے کچھ نہیں آتا۔ (الیومیہ ج ۹ ص ۱۶۳)
سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑے گئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۸ ص ۲۰۵)

دیوبندی رشید احمد گنگوہی اپنے متعلق کہتے ہیں کہ

میں تو اس سے بھی زیادہ ذیل و حقیر ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۶۰)

تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

میں تواضع سے نہیں کہتا، واقعہ ہے کہ علمی لیاقت کبھی حاصل ہی نہیں ہوئی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۲۰)

میں تو اب اس کام کا رہا ہی نہیں۔ سب بھول بھال گیا۔ جو کچھ لکھا پڑھا تھا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۶۱)

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ اس چودھویں صدی میں ایسے ہی لٹھ پیر کی ضرورت تھی۔ جیسا میں ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۷۹)

(میں) اپنا نام بھول گیا۔ (افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۴۹)

میرا نہ کفر منصوص ہے نہ اسلام۔ (افاضات الیومیہ ج ۱۰ ص ۲۴۰)

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن کہتے ہیں کہ

اپنے جہل یعنی لاعلمی کا علم ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ ج ۹ ص ۲۱۴، قصص الاکابر ص ۲۲۱)

رشید احمد گنگوہی اپنے ہی بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کے متعلق کہتے ہیں کہ

دنیا میں اس (نانوتوی) سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۵۴)

تھانوی اشرف علی کی اور سنیئے کہ

بگاڑنے کا ولی ہوں سنوارنے کا نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۳۵)

میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جاہل بلکہ اجہل ہوں۔ (اشرف السوانح ج ۱ ص ۲۷)

علمائے دیوبند کے بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ

میں بے حیا ہوں (سوانح قاسمی ج ۱ ص، قصص الاکابر ص ۱۵۶)

دیوبندی فتح محمد تھانوی کہتے ہیں کہ

میں بے حیا ہوں۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

اب یہ وہابیہ دیوبندیہ بتائیں کہ یہ اپنے ان اکابرین کو ذلیل بے حیا جاہل بیوقوف

وغیرہ تسلیم کرلیں گے۔

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ کیا کہ آیات قرآنی سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار نے انبیاء کو اپنے جیسے بشر کہا۔ اپنے روحانی آباؤ اجداد کے طریقہ پر عمل کرتے وہابیہ دیوبندیہ نے حضور سیّد عالم ﷺ کو اپنے جیسا گردانتے ہوئے کیا کچھ کہہ دیا۔ دیوبندی وہابی مذہب کے امام اسمائیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا (انبیاء واولیاء) ہو یا چھوٹا (ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۵)

اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء واولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۵۳)

اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ کی تو اس (اللہ) کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص۵۶)

کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ (تقویۃ الایمان ص۶۳)

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حیات بالذات کی طرح دجال بھی حیات بالذات ہے نعوذ باللہ اصل عبارت یہ ہے کہ

جیسے رسول اللہ ﷺ بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں متصف حیات بالذات ہوئے۔ ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف حیات بالذات ہوگا۔ (آب حیات ص۱۹۵، مطبوعہ ملتان)

دیوبندی انبیاء کو بھی معصوم نہیں سمجھتے۔ بلکہ گناہ گار کہتے ہیں نعوذ باللہ بانی دیوبند قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

تصفیۃ العقائد ص۳۱ مطبوعہ کراچی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی کا صدور انبیاء سے بعد نبوت بھی اتفاقاً جائز رکھا گیا (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۷۸) اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یہ

ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے جو علم وفضل باولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہے۔

(بوادر النوادر ص ۱۹۷، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۷، شرح فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۰۲)

حضور ﷺ کی صفات پر ان دیو بندی وہابیوں نے ڈاکہ ڈالنے کی کوششیں کیں چند ایک حوالہ جات درج ہیں مزید تحقیق کے شائق میری کتب ''دیو بندیت کے بطلان کا انکشاف'' ''وہابیت کے بطلان کا انکشاف'' ''جماعت اسلامی کے بطلان کا انکشاف'' وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

رحمۃ العلمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۸)

اسی رشید احمد گنگوہی نے حاجی امداد اللہ کو رحمۃ اللعلمین قرار دیا۔

(قصص الاکابر ص ۱۱۱، افاضات الیومیہ ج ا ص ۱۶۱، اشرف السوانح ج ۳ ص ۱۵۵)

حضور ﷺ کے عمل کی بابت بانی دیو بند قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس ص ۵، مطبوعہ دیو بند)

حضور ﷺ کے علم کی توہین بھی کی دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸ مطبوعہ دیو بند)

یعنی حضور علیہ السلام کو پاگلوں حیوانوں جیسا علم ہے معاذ اللہ۔

دیو بندیوں کے نزدیک حضور علیہ السلام سے شیطان کا علم زیادہ ہے نعوذ باللہ چنانچہ دیو بندی محدث خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵، مطبوعہ کراچی)

دیوبندی حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ
ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی۔ اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔
(شہاب الثاقب ص۱۱۳)

دیوبندیوں نے حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کا انکار بھی کیا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۲۸)

دیوبندیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاتم النبیین ہونے کا بھی انکار کیا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے۔ (تحذیر الناس ص۳۵)
اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپؐ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں۔
(تحذیر الناس ص۳۶)

یہ چند ایک عبارات حاضر خدمت ہیں انصاف سے کہیے کیا ایسے عقائد کسی مسلمان کے ہو سکتے ہیں۔ یہ اسی ضد کا انجام ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے۔

ہم آخر میں قل انما انا بشر مثلکم کا مفہوم دیوبندی قاری محمد طیب کی زبانی نقل کر رہے ہیں کہ

آپؐ نے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ یا ابن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سینے پر ہاتھ لگتے ہی اتنا عظیم شرح صدر ہوا گویا آسمان میرے اوپر روشن ہو گئے۔ اور وہ جو ریب و شک اور وساوس گزر رہے تھے۔ وہ قطعاً ختم ہو گئے۔

تو میں اور آپ کسی کے ہاتھ مار دیں تو چوٹ لگے گی اور پیغمبرؐ نے ہاتھ مارا تو شرح صدر کی دولت نصیب ہو گئی۔ تو انما انا بشر مثلکم بھی صحیح ہے لیکن یہ مماثلت نوعیت کے اندر ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص۳۵۳)

میرا (حاجی صاحب) کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص۲۶۳)

باب چہارم

انصاف کیجئے

اہل اسلام حضور ﷺ کی ذات اطہر کو نور مانتے ہیں لیکن علمائے دیو بند کہتے ہیں کہ یہ کفر وشرک والا عقیدہ ہے۔ لیکن علماء و دیو بند ونجد اپنے اکابرین کو نورعین مانتے ہیں۔ آیئے ہم آپ کو دیو بند ونجد قادیاں کی اندھیر نگری کی سیر کراتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی نور ہیں:

ایک دفعہ احقر حاضر خدمت تھا اور حضرت والا (تھانوی) مدرسہ ہی میں حوض سے جنوب کی طرف رات کو سویا کرتے تھے، اور احقر کی چارپائی بھی حضرت کی چارپائی کے برابر میں ہوتی تھی، جب تہجد کی نماز پڑھتے تو احقر کو محسوس ہوتا، کہ ایک نور مثل صبح صادق اوپر کو اٹھتا ہے، اور سفید رنگ کے شعلے حضرت کے جسم سے بار بار اُوپر کو اڑتے تھے۔

(معمولات اشرفی ص۲۱)

ایک روز احقر کسی ضرورت سے حضرت والا (تھانوی) سے بہت دور حوض کے شمال کی طرف سویا، آنکھ کھلی تو دیکھا، کہ وہ نور مثل صبح صادق موجود تو ہے مگر مقررہ جگہ سے ہٹا ہوا ہے، غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا، کہ سہ دری کے اندر ہے۔ احقر اس کی تحقیق کے لیے اٹھا، تو دیکھا، آج حضرت والا (تھانوی) سہ دری کے اندر تہجد پڑھ رہے ہیں۔

(معمولات اشرفی ۲۱ مطبوعہ لاہور)

اللہ کے نور سے مراد تھانوی صاحب ہیں:

اب بحمد اللہ ذرا آنکھیں کھلی ہیں گو اب بھی بہت لوگ آنکھ کھول کر پھر بند کرنے کا ارادہ کررہے ہیں مگر انشاء اللہ اب کھل کر ہی رہیں گی۔ یریدون لیطفؤ انور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون O یہ نور (تھانوی) تمام ہی ہو کر رہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۴، مطبوعہ ملتان)

رشید احمد گنگوہی نور مجسم تھے:

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن، گنگوہی کے متعلق لکھتے ہیں

چھپائے جامۂ فانوس کیوں کہ شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

(مرثیہ ص۱۲ مطبوعہ دیوبند)

دیوبندی عقیدت کے ساتھ گنگوہی صاحب کے بارے کہتے ہیں کہ

کیا وصف کروں اس کا ممتاز
انسان کی شکل میں فرشتہ دیکھا

(تذکرۃ الخلیل ص۶۰ تذکرہ الرشید ج۲ ص۹۹)

قطب عالم غوث دوراں بے مثال
گنج عرفاں نور ایقاں خوشخصال

(تذکرہ الخلیل ص۵۸)

اکابرین دیوبند کے پیرو مرشد نور تھے:

حاجی صاحب بے شک چاند ہیں، کہ ان کے نور سے ہزار ہا آدمی مستفید ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ (امداد المشتاق ص۱۲۹ از تھانوی)

میرا (حاجی صاحب) کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص۲۶۳)

خلیل احمد انبیٹھوی نور تھے:

مولانا خلیل احمد صاحب تو نور ہی نور ہیں، ان میں نور کے سوا کچھ نہیں۔

(تذکرۃ الخلیل ص۳۵۹)

مولانا خلیل احمد صاحب کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برستے تھے۔

(افاضات الیومیہ ج۴ ص۳۰)

مولانا خلیل احمد کے حرم شریف میں آنے سے حرم انوار سے بھر گیا۔

(فضائل ذکر ص۴۲، فضائل اعمال ص۴۱۲)

سیّد احمد نور تھے:

جس طرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے۔ (سیرت سیّد احمد ج ا ص ۳۰۰)

قاسم نانوتوی نور تھے:

میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان نانوتوی کا دیکھا ہے۔ وہ شخص ایک فرشہ مقرب تھا۔ جو انسانون میں ظاہر کیا گیا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۵۹، سوانح قاسمی ج ا ص ۱۳۰)

تبلیغی جماعت کے بانی نور تھے:

اے نور عین حضرت الیاس دہلوی۔ (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص ۷۸)

محمد یوسف دیوبندی بے مثال تھے:

دورِ حاضر کا وہ یوسف بے مثال ولا جواب۔ (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص ۷۷)

احمد علی لاہوری نور تھے:

اللہ کا نور ولی اللہ (احمد علی) میں چمکتا ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء)

اکابرین دیوبند نور تھے:

ان کا ثانی اب کہیں تم پاسکو ممکن نہیں جو بھی ہیں وابستہ دار العلوم دیوبند (مبشرات ص ۳)

ہمارے یہ سارے بزرگ آفتاب و ماہتاب تھے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۶۲)

خدایاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے۔ (اکابر علمائے دیوبند ص ۱۲)

اپنے بزرگ بحمد اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۳۵)

مربی قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۱۰)

مرد حقانی کی پیشانی کا نور:

کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور۔ (افاضات الیومیہ ج ا ص ۵۶)

دارالعلوم دیوبند خاک کے پتلوں کونوری بناتا ہے:

''دارالعلوم دیوبند کے نام'' کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ خاک کے پتلوں کو بھی نوری بنانے والے (ہفت روزہ خام الدین لاہور ۲۵ اپریل ۱۹۸۰ء)

مرزا قادیانی:

میں اللہ کے نوروں سے آخری نور ہوں۔ (کشتی نوح ص۱۸)

آپ (مرزا قادیانی) کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی۔ (ذکر حبیب ص۱۲ مطبوعہ ربوہ)

انصاف کیجئے:

قارئین کرام یہی وہ جماعت ہے کہ جو حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کو مثل بشر قرار دیتے ہیں خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔

(براہین قاطعہ ص۷)

بعض صفات میں ہم اور حضور علیہ السلام مشترک ہیں۔ (افاضات الیومیہ ۲۱۰ اص۲۷)

انصاف کیجئے!

دوسری طرف یہی اپنے اکابر کو نور مانتے ہیں انصاف اس دنیا سے رخصت نہیں ہو گیا۔ فیصلہ کیجئے کہ ان کا اپنے اکابر کے بارے نور ہونے کا عقیدہ ہے۔ تو انبیاء و اولیاء کے بارے میں اسی عقیدے کے متعلق عرصہ دراز سے دیوبندی ہمارے ساتھ کیوں برسرپیکار ہیں۔ یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

قدجاء کم من اللہ نور کتاب مبین

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین عقائد اہل سنت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حصہ دوم

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی

نورانیت وحاکمیت

از قلم

مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی

حصہ دوم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ما بعد

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے اذن کے بغیر نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ نقصان، خدا تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی کسی چیز کا مختار نہیں، خدا تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کو قوتیں اور طاقتیں اور اختیارات عطا کیے ہیں رب کریم نے نور مجسم شفیع معظم رحمت کائنات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اپنا خلیفہ اعظم اور نائب اکبر بنایا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو مختار کل کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں کہ

کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں — قادر کل کے نائب اکبر
مالک کل کہلاتے یہ ہیں — ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے

سیّد عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر اور خلیفہ ہیں:

۱۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ کی

اس آیت کے تحت وہابیہ کے عالم احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں کہ

آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری فرمانبرداری عین اللہ کی فرمانبرداری ہے۔

(تفسیر احسن التفاسیر ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ لاہور)

اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے۔

(صحیح بخاری ص، رقم الحدیث ۷۱۳۷، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۸۳۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۸۵۹، مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۷۴)

خدا تعالیٰ خالق ہے اور قادر مطلق اور بے نیاز ہے اور حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق اور اس کے عبد خاص ہیں پھر کیوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو خدا

تعالیٰ اپنی اطاعت قرار دے رہا ہے وہ کون سا منصب ہے۔ تو جواب یہی ہے کہ اس لیے کہ حضور ﷺ اللہ کے نائب ہیں۔

۲۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
اور تو نے نہیں پھینکی تھی مٹھی خاک کی جس وقت کہ تو نے پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ
جب جنگ کی شدت ہوئی، تو حضور ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں لشکر کفار کی طرف پھینکیں اور تین مرتبہ شاہت الوجوہ فرمایا خدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھ میں پہنچے۔ وہ سب آنکھیں ملنے لگے، ادھر سے مسلمانوں نے فوراً دھاوا بول دیا۔ آخر بہت سے کافر کھیت رہے، اسی کو فرماتے ہیں کہ گو بظاہر کنکریاں تم نے اپنے ہاتھ سے پھینکی تھیں، لیکن کسی بشر کا یہ فعل عادۃً ایسا نہیں ہوسکتا کہ مٹھی بھر کنکریاں ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ کر ایک مسلح لشکر کی ہزیمت کا سبب بن جائیں۔ یہ صرف خدائی ہاتھ تھا۔ جس نے مٹھی بھر سنگریزوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیئے۔ (تفسیر عثمانی ص۲۳۱ مطبوعہ کراچی)

۳۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
بے شک جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔

قارئین کرام! سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنکریاں پھینکنے کو خدا تعالیٰ اپنا پھینکنا قرار دیتا ہے پھر سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھ پر کی گئی بیعت کو خدا اپنی بیعت فرما رہا ہے بتائیے وہ کون سا تعلق ہے۔ کہ جس کی بناء پر حضور علیہ السلام کے بارے خدا یہ ارشاد فرما رہا ہے تو جواب یہی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے نائب اکبر ہیں۔

وہابیہ کی گواہی:

وہابیہ دیوبندیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ
وقد اقامہ اللہ مقام نفسہ فی امرہ و نہیہ واخبارہ و بیانہ
(الصارم المسلول ص۴۱)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ نبی خداوند ذوالجلال کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے۔ (ماہنامہ انوار العلوم لاہور دسمبر ۱۹۵۵ء)

۲۔ وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

ہم چنیں اصحاب ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت می باشند ایں کبار اولی الایدی والابصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوئی خود نسبت نمایند مثلاً ایشانرا میرسد کہ بگویند کہ از فرش تا فرش سلطنت ماست ومعنی ایں کلام آنست کہ از عرش تا فرش سلطنت مولائی ماست (صراط مستقیم فارسی ص۱۰۱ مطبوعہ لاہور ودہلی)

اس طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ومجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے عرش تک ہماری سلطنت ہے معنی اس کلام کا یہ ہے کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولیٰ کی سلطنت ہے۔

(صراط مستقیم ص۱۳۸،ص۱۳۹ مطبوعہ لاہور

وہابیہ کے عمدۃ المفسرین اور سند المحدثین سید احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں کہ پھر فرمایا اے رسول اللہ کہ ہم نے تو اپنا نائب اور رسول بنا کر تم کو دنیا میں بھیجا۔

(احسن التفاسیر ج ا ص۳۴۹، مطبوعہ لاہور)

ثابت ہوا خدا تعالیٰ کے نائب اکبر ہمارے پیارے آقا ومولیٰ ﷺ ہیں۔ خدا کے نائب ہونے کی حیثیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریعی وتکوینی اختیارات حاصل ہیں اختصار کے ساتھ دلائل ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریعی اختیارات حاصل ہیں۔ کہ شریعت واحکامات آپ ﷺ کے سپرد تھے آپ ﷺ عمومی احکام سے جس فرد کو چاہیں خاص کر لیں ہم سب سے پہلے عقیدہ اہل سنت کی دلیل کے طور پر قرآن وحدیث اور اقوال آئمہ ومحدثین پیش کریں گے۔ پھر اتمام حجت کے واسطے مخالفین کے اکابر کی عبارات ہدیہ قارئین کریں گے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

۱۔ ارشاد ربانی ہے کہ

فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم

تو اے محبوب (علیہ الصلوۃ والسلام) تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

ثابت ہوا کہ حضور سیّد عالم علیہ السلام کا فیصلہ نہ ماننے والا مومن نہیں ہوسکتا۔

اسی آیت کی تفسیر میں آئمہ تفسیر نے بیان کیا کہ بشر نامی منافق نے حضور ﷺ کا فیصلہ ماننے سے انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس کی گردن اڑا دی یعنی اسے قتل کر دیا۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۴۸ تفسیر در منثور ج ۲ ص ۱۷۹، الجامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۶۴ تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۶۷)

۲۔ ویحل لهم الطیبت ویحرم علیهم الخبیث

اور (میرا محبوب ﷺ) ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا۔ اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

واضح طور پر ثابت ہوا کہ حضور ﷺ پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں حرام قرار دیتے ہیں۔

نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت کے الفاظ اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تشریعی اختیارات LEGISLATIVE POWERS عطا کیے ہیں اللہ کی طرف سے امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے بلکہ جو کچھ نبی ﷺ نے حرام یا حلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضورؐ نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات سے ہے اس لیے وہ بھی قانون خداوندی کا ایک حصہ ہے۔

(سنت کی آئینی حیثیت ص ۳ ص ۷۴)

۳۔ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ و رسوله۔

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔

ان دو آیتوں سے واضح ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اشیاء کے حلال اور حرام کرنے کے اختیارات عطا کیے ہیں۔

۴۔ وما کان لمومن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امر ھم ط ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضللا مبیناo

اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ایک کام کا فیصلہ فرما دیں۔ تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں کوئی اختیار ہو اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ بے شک کھلی گمراہی میں بہک گیا۔

اسی آیت کے تحت مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ

ابن عباس مجاہد قتادہ عکرمہ اور مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی۔ جب نبی ﷺ نے حضرت زیدؓ کے لیے حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اور حضرت زینب اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا انا خیر منہ نسبا میں اس سے نسب میں بہتر ہوں، ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے جواب میں یہ بھی کہا تھا لا ارضناہ لنفس وانا ایم قریش، میں اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتی میں قریش کی شریف زادی ہوں اسی طرح کا اظہار ناراضمندی اُن کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا۔ اس لیے کہ حضرت زید نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ حضور کی اپنی پھوپھی زاد بہن ہے اور اس کا پیغام آپؐ اپنے آزاد کردہ غلام کے لیے دے رہے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اسے سنتے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں نے بلا تامل سر اطاعت خم کر لیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے ان کا نکاح پڑھایا، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی

طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا کیا، چڑھاوے کے کپڑے دیئے اور کچھ سامان خوراک کے خرچ کے لیے بھجوادیا۔

یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیا ہے وہ اسلامی آئیں کا اصل الاصول ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے۔ اس کی رو سے کسی مسلمان فرد یا قوم یا ادارے یا عدالت یا پارلیمنٹ یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اس میں وہ خود اپنی آزاد رائے استعمال کرے مسلمان ہونے کے معنی ہیں خدا اور رسولؐ کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانے کے ہیں سی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لیے اس اختیار کو محفوظ بھی رکھنا دونوں ایک دوسرے کی نفی بھی کرتے ہیں کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کرسکتا۔ جسے مسلمان رہنا ہو اس کو لازماً حکم خدا اور رسول کے آگے جھک جانا ہوگا اور جسے نہ جھکنا ہو اس کو سیدھی طرح ماننا ہوگا کہ وہ مسلمان نہیں ہے نہ مانے گا تو چاہے اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں وہ منافق ہی قرار پائے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۴ص ۹۸)

معلوم ہوا کہ جو حضور علیہ السلام کا حکم نہیں مانتا وہ مومن کامل نہ ہے پھر اور سوچیئے دنیا کا کوئی مفتی اعظم رشتہ مانگے رشتہ نہ دینے پر انکار کرنے والا نہ کافر ہے نہ گناہگار بلکہ وہ حضور علیہ السلام کا ہی اختیار ہے۔

۵۔ وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهو

اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو، اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ ان آیات طیبات سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے تشریعی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله و ابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله۔

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے سوچیے، جب خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس قدر اختیارات دیئے ہیں۔ تو خدا کے محبوب علیہ السلام کے اختیارات کا عالم کیا ہوگا۔

۷۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کہ

انما انا رسول ربك لاهب لك غلما زكيا

میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں، کہ میں تجھے ایک پاک (ستھرا) بیٹا دوں۔ دیکھئے۔ اس آیت کریمہ میں جبریل امین نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔

۸۔ اذهبوا بقميصي هذا فالقوه على وجه ابى يات بصيرا

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

۹۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کا تخت لانے کا حکم دیا تو ان کے ایک درباری آصف بن برخیہ نے عرض کیا کہ

انا اتيك به قبل ان يرتد اليك طرفك فلما راه مستقرا عنده

میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل جھپکنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس دیکھا۔

قارئین کرام یہ کتنی خداداد قوت وصلاحیت ہے کہ ایک لمحے میں ملک سبا سے ملکہ بلقیس کا تخت لاکر پیش کردیا جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز تھی۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تبلیغ کے ساتھ ساتھ ملکہ اور اس کے درباریوں کو ایک معجزہ بھی دکھانا چاہتے تھے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اللہ رب العالمین اپنے انبیاء کو کیسی غیر معمولی قدرتیں عطا فرماتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۵۷۵)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ

اس تخت پر ملکہ بلقیس اجلاس کیا کرتی تھی وہ سونے اور قسم قسم کے موتیوں سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں کناروں میں یاقوت اور زمرد مغزی کی طرح لگا ہوا تھا۔ منقش تھا۔ وہ تخت اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا۔ چھ سو عورت اس کی خدمت کے واسطے مقرر تھی۔

(تفسیر ترجمان القرآن ص۱۴۳)

۱۰۔ وما نقموا الا ان اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ

اور انہیں (منافقین کو) کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

۱۱۔ ولو انھم رضوا ما اتھم اللہ و رسولہ

اور کیا اچھا ہوتا۔ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا۔

مطلب واضح ہے کہ اللہ بھی دیتا ہے اور اس کے پیارے محبوب بھی دیتے ہیں۔

۱۲۔ یسئلونك عن الانفال قل الانفال لِلہ والرسول

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و رسول ہیں۔

یہاں خدا کی ملکیت کا بھی ذکر ہے اور حضور علیہ السلام کی ملکیت کا بھی ذکر ہے۔

۱۴۔ فسخر نا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب

ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی۔ جدھر وہ چاہتا تھا۔

نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی مودودی نے لکھا کہ

تاہم اگر ہوا پر حضرت سلیمان کو حکم چلانے کا بھی کوئی اقتدار دیا گیا ہو۔ جیسا کہ تجری بامرہ اس کے حکم سے چلتی تھی، کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے۔ تو یہ اللہ کی قدرت سے بعید نہیں ہے وہ اپنی مملکت کا آپ مالک ہے اپنے جس بندے کو جو اختیارات چاہے دے سکتا ہے۔ جب وہ خود کسی کو کوئی اختیار دے تو ہمارا دل دکھنے کی کوئی وجہ نہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳ ص ۱۷)

۱۵۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ

انا اعطینك الکوثر

بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں ...... ہر قسم کی دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں۔ (تفسیر عثمانی ج ۷۸۸)

نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی ابوء لاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ کوثر کا لفظ یہاں جس طرح استعمال کیا گیا ہے اس کا پورا مفہوم ہماری زبان میں تو درکنار شاید دنیا کی کسی زبان میں بھی ایک لفظ سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کثرت سے مبالغہ کا صغیہ ہے۔ جس کے لغوی معنی تو بے انتہا کثرت کے ہیں مگر جس موقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس میں محض کثرت کا نہیں بلکہ خیر اور بھلائی اور نعمتوں کی کثرت اور ایسی کثرت کا مفہوم نکلتا ہے۔ جو افراط اور فراوانی کی حد کو پہنچی ہوئی ہو اس سے مراد کسی ایک خیر یا بھلائی یا نعمت کی نہیں۔ بلکہ بے شمار بھلائیوں اور نعمتوں کی کثرت ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۶ ص ۴۹۲ مطبوعہ لاہور)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

انا اعطینك الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں

۱۶۔ فان اللہ هو موله وجبریل و صالح المؤمنین (پ ۲۸ رکوع ۱۹)

اس کا ترجمہ ایک دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری نے جو کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

تو بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک بخت ایمان والے بھی۔

(ترجمہ قرآن احمد علی لاہور ص ۸۹۴)

اس ترجمہ قرآن پر ان دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔ انور شاہ کشمیری، حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، سلیمان ندوی وغیرہ۔ اور دیوبندی امام الہدیٰ عبید اللہ انور کے قلمی دستخط موجود ہیں۔

ان آیات طیبات سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو بے شمار عظیم الشان اختیارات عطا کیے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

۱۔ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ
مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔

یہ حدیث الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ان کتب میں موجود ہے۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص۱۰۴۲، صحیح مسلم ج ۲ ص۲۵۰، سنن نسائی ج ۲ ص۲۲، مشکوٰۃ المصابیح ص۵۱۲، شرح السنۃ ج ۱۳ ص۱۹۸، مسند ابویعلی ج ۶ ص۷، صحیح ابن حبان ج ۹ ص۹۴، الخصائص الکبریٰ، ج ۲ ص۱۹۴، جواہر البحار ج ۲ ص۱۵۵، کتاب الشفاج ۱ ص۱۰۱، نسیم الریاض ج ۱ ص۷۴، زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص۷، کنوز الحقائق ج ۱ ص۱۰۰، جامع صغیر ج ۱ ص۴۶، الفتح الکبیر ج ۱ ص۴۰، کنز العمال ج ۶ ص۱۰۱، فیض القدیر ج ۱ ص۱۴۷، سراج المنیر ج ۱ ص۴۶، مجموع الاربعین ص۹۰)

اختصار مانع ہے، وگرنہ بے شمار کتب کے حوالہ جات لکھ دیتا

اسی حدیث کو وہابیہ کے مجلۃ الدعوۃ کے مفتی مبشر احمد ربانی نے بھی تسلیم کیا ان کی زبانی اسی حدیث کا ترجمہ سنئے کہ

اللہ کی قسم اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم میں تمہارے (امت کے) متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا، کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ (ماہنامہ الدعوۃ لاہور نومبر ۱۹۹۶ء ص۳۴)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں۔ (نشر الطیب ص۱۶۶ مطبوعہ تاج کمپنی)

اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (ذکر النبی ص۸۲ مطبوعہ لاہور)

اشرف تھانوی کے خلفیہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

شاہ کر دیتے ہیں پیغمبر گدا کو دیکھ کر
بخش دیتے ہیں خزانے بے نوا کو دیکھ کر

(باغ جنت ص۳۱۶)

۲۔ میرے حضور علیہ السلام نے انگلی کا اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔
(صحیح بخاری، ج ۱ ص۱۷، صحیح مسلم ج ۲ ص۳۷۳، جامع ترمذی ج ۲ ص۱۶۴، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۲۴، مسند امام احمد

ج ۴ ص ۸۲، مستدرک ج ۲ ص ۲ ےم، مشکل الآ ثار ج ا ص ۲۰۳، مسند ابو داوٗد ج ا ص ۳۸، دلائل النبوت ج ۲ ص ۲۲۴، لابی نعیم ج ۲ ص ۲۶۵، للبیہقی، سیرت حلبیہ ج ا ص ۲ ے، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۵۲، زرقانی ج ۵ ص ۱۰۶، شفا ج ا ص ۱۸۳، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۹۶ ۳، تفسیر کبیر ج ۲۱ ص ۲۹، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ے ۳، شرح مواقف ج ۲ ص ۴۲۵)

وہابیہ کے مولوی عبدالستار لکھتے ہیں کہ

جس دن چن لتھا آسمان کارن نبیؐ لگانے

راجہ بھوج ہنوداں اندر آہا اوس زمانے

اس نے چن ڈٹھا اس راتیں دو ٹکڑے ہو جھڑیا

دیر پچھوں خیر آسماناں پر مار اوڈاری چڑھیا

دن چڑھیا ہر شخص نجومی سب نوں پیش بلایا

جویں تماشہ قدرت والا سارا حال سنایا

کیا موجب ہے ٹکڑے ہو کر چن آسمانوں آوے

ہے کوئی صاحب علم تساتھیں سچ بیان سناوے

کہن لگے سب وچ کتاباں خبر قدیموں آئی

وچ اخیر زمانے ہوسی اک رسول الٰہی

اُسدے نال مخالف ہوسن مشرک جاہل سارے

سچا دین سکھاون کارن دھرتی چن اوتارے

معلم ہوندا بے شک اس نے قدم مبارک پایا

اُوس مقبولؐ الٰہی کارن چن سلامی آیا

ایہہ گل اس نوں دل دے اندر لگی بہت پیاری

ظاہر بول سنایا اس نے اندر مجلس ساری

کہن لگا میں اس دے اوپر سچ ایماں لیاندا

جس دے نوروں چانن ہووے نہیں چھپایا جاندا

(اکرام محمدی ص ۱۶۶)

۳۔ سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری ج ۱ص۱۶، صحیح مسلم ج ۱ص۳۳۳، مشکوۃ المصابیح ص۳۲، جامع صغیر ج ۱ص۱۰۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں کہ

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

۴۔ عہد طفولیت میں حضور ﷺ مبارک انگلی سے جدھر اشارہ فرماتے ادھر چاند ہو جایا کرتا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ص۵۳، کشف الغمہ ج ۲ص۵، زرقانی ج ۵ص۲۴۵، مدارج النبوت ج ۱ص۱۱۶، البدایہ والنھایہ ج ۲ ص۲۶۶، تفسیر عزیزی پ ۳۰ص۲۱۹)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کشتہ عشق رسالت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اب عیسائیوں کی انجیل برناباس سے ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دے کر سلایا کرے گا۔ اور جب وہ بڑا ہوگا۔ تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبردار رہے۔ (انجیل برناباس ص۱۳)

قارئین کرام، ایک مصری عالم خلیل سعادت مسیحی (عیسائی) نے انجیل برناباس کا عربی میں بھی ترجمہ کیا ہے اس میں بھی یہ عبارت موجود ہے۔

۵۔ حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے اے محمد ﷺ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ص۱۳۵، تکمیل الایمان للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۳۲، تفسیر کبیر ج ۴ص۱۰۶، مکتوبات معصومیہ ص۳۷)

امام نسفی کلیم اور حبیب کا فرق یوں بیان کرتے ہیں کلیم اپنے مولیٰ کی رضا پر عمل کرتا ہے اور اللہ جل مجدہ الکریم اپنے حبیب ﷺ کی رضا کو پورا کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵)

ملا علی قاری بھی تقریباً یہی لکھتے ہیں۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۳۶۹)

وہابیہ کے فضل احمد غزنوی لکھتے ہیں کہ

قرآن صاف فرما رہا ہے سیّد دو جہاں کی اپنی مرضی کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کی تھی...... رب اکبر اپنے رسول کی رضا کا خود طالب ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث سوہدرہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

اس حدیث قدسی کے متعلق دیوبندی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

اس کی صحت وسند بندہ کو معلوم نہیں اور اس کے معنی آیت و لسوف يعطيك ربك فترضى کے لئے جائیں تو معنی صحیح ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۱)

اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ

محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی ‏ ‏ ‏ ‏ خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ

(نالہ غریب امداد ص ۵ کلیات امدادیہ ص ۹۱)

۶۔ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

بے شک میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں اس کے ساتھ کیا کروں (اسی طرح تین دفعہ مشورہ طلب کیا)

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۱۹۰، کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۰)

۷۔ حضرت قتادہ کی آنکھ نکل گئی، حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ لگنے سے درست ہوگئی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۵، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۱۶، زرقانی ج ۱ ص ۱۸۶، دلائل النبوت ج ۲ ص ۴۸۴، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۸۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۴، شفا ج ۱ ص ۲۱۲)

اشرف علی تھانوی دیوبندی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص ۳۵۵، دیوبندی مفتی محمد شفیع کراچی نے آداب النبی ص ۸۹ پر بھی یہی نقل کیا ہے۔

۸۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ربیعہ سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا آپ سے آپ کی جنت کی رفاقت مانگتا ہوں۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۳، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۲۸، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۷، مشکوٰۃ المصابیح ص ۸۶، بلوغ المرام ص ۲۶)

یہی حدیث وہابی حکیم صادق سیالکوٹی نے بھی نقل کی ہے۔ (صلوۃ الرسول ص۲۵۰)

ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سل مانگ فرمانے میں قید کوئی نہیں ہے بلکہ یہ کہ جو چاہے مانگ۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۳۲۲، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۲۵)

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی بھی یہی لکھتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۹۶)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔ (مسک الختام ج ۱ ص ۵۲۱)

۹۔ حضور علیہ السلام نے ایک آدمی کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھا اس نے تمسخر کرتے عرض کیا میں اس سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تو اس ہاتھ سے نہ کھا سکے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا وہ دایاں ہاتھ مرتے دم تک اس کے منہ تک نہ جا سکا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۲، مشکوۃ ص ۳۶۶، سنن دارمی ج ۱ ص ۴۵، مسند امام احمد ج ۴ ص ۴۹، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۵۲)

۱۰۔ حضرت جابر نے بکری ذبح کی حضور علیہ السلام نے کھانا تناول فرمانے کے بعد بکری کی ہڈیاں اکٹھی فرما کر اپنا مبارک ہاتھ ان پر رکھا اور کچھ پڑھا وہ بکری زندہ ہوگئی۔

(زرقانی ج ۵ ص ۱۸۴، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۷، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۱)

اب حضور ﷺ کے تشریعی اختیارات کا بیان و دلائل کا بیان کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳، مشکوۃ المصابیح ص ۲۹)

وہابیہ کے محدث و امام ناصر الدین البانی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

(صحیح ابن ماجہ ص ۷)

حضور ﷺ کے تشریعی اختیارات

اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ عام احکام سے جس آدمی کو چاہیں خاص کریں۔

۱۔ روزہ کے کفارہ کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ مگر ایک صحابی کے لیے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز قرار دیا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۷، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵۴، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۵، سنن ابن ماجہ ص ۱۲۱، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۶، موطا امام مالک ص ۱۵۲، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۹، طحاوی ج ۲ ص ۸۴، دارقطنی ج ۱ ص ۲۵۱، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۰)

اسی حدیث کو وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا ہے۔

(مسک الختام ج ۲ ص ۴۲۱)

اب یہی حدیث وہابیہ کے ترجمان مجلۃ الدعوۃ کے مفتی مبشر احمد ربانی کی زبانی سن لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

جو آدمی اپنی منکوحہ سے رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں جماع کرے اس پر روزے کی قضا اور کفارہ لازم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا اس نے کہا میں رمضان المبارک میں اپنی بیوی پر واقع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا تو ایک گردن کے آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو متواتر دو ماہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک ٹوکرہ کھجوروں کا لایا گیا، آپ نے (اسے) فرمایا اسے صدقہ کر دو تو اس نے کہا کہ ان دو ٹیلوں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی فقیر نہیں آپ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لے اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔ (ماہنامہ الدعوۃ لاہور جنوری ۱۹۹۸ء ص ۱۱)

۲۔ ہر مسلمان کے لیے روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے لیکن حضور سیّد عالم ﷺ نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلوع آفتاب کے وقت روزہ رکھنے کی اجازت دے دی۔

(زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

۳۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کروں گا کہ میں نمازیں پانچ نہیں دو پڑھوں گا حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو قبول فرمایا (یعنی تو اسلام قبول کر لے نمازیں دو ہی پڑھ لینا۔)

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۵، مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۳۳۶، مطبوعہ گوجرانوالہ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

نیز مسند امام احمد گوجرانوالہ سے وہابیہ کے شیخ الحدیث خالد گرجاکھی نے شائع کی ہے ضمناً وہابیہ کا جھوٹ ملاحظہ کر لیجئے۔ جس سے ان کے دعویٰ حدیث دانی کی قلعی بھی کھل جائے گی۔ وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی سے اس حدیث بالا کے بارے پوچھا گیا کہ یہ کسی کتاب میں ہے کہ نہیں؟ تو جواب میں لکھتے ہیں کہ

یہ حدیث بالکل جھوٹ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۳۹۷)

حالانکہ یہ حدیث مسند امام احمد میں موجود ہے۔

۴۔ اس طرح حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ میں مصروف ہوں پانچ نمازیں پڑھنے سے قاصر ہوں فرمایا دو نمازیں پڑھ لیا کرو۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۶۱)

وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (صحیح ابوداؤد ج ا ص ۸۶)

۵۔ ایک مسلمان کے لیے چار عورتوں سے نکاح بیک وقت جائز ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا کی مبارک زندگی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ابوجہل کی لڑکی سے شادی کرنے سے روک دیا۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۸۳)

بعض شیعہ سے سنا ہے کہ وہ اس حدیث کا انکار کرتے ہیں ضمنا بطور اتمام حجت کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ (انوار نعمانیہ ج ا ص ۳۷، امالی ص ۲۴، ناسخ التواریخ ص ۲۶، جلاء العیون ج ا ص ۲۲۷)

۶۔ عام طور پر چھ ماہ کے بکرے کی قربانی جائز نہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ کے بکرے کی اجازت دے دی۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۴، جامع ترمذی ج ا ص ۲۷۷، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۴، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱)

مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۳۲۵، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳، مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۷۳)

۷۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تنہا گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

(جامع مسانید الامام اعظم ص ۲۷۱، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۹۴، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲، مسند امام اعظم ص ۱۸۵، زرقانی مع مواہب ج ۵ ص ۳۲۲، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۲)

۸۔ مسجد نبوی میں کسی کے گھر کے چھوٹے دروازہ کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ رکھنے کی اجازت دی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگو تم پر حج فرض ہے لہٰذا حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، اس نے تین دفعہ یہی عرض کیا پھر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال (حج) واجب ہو جاتا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۲، سنن نسائی ج ۲ ص ۱، مسند امام احمد ج ۲ ص ۵۰۸، دار قطنی ج ۲ ص ۲۸۱، سنن کبریٰ ج ۴ ص ۳۲۶، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۸، سنن ماجہ ص ۲۱۳، مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۲۱، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۶، صحیح ابن خزیمہ ج ۴ ص ۱۲۹، صحیح ابن حبان ج ۷ ص ۷، بلوغ المرام ص ۵۱)

۱۰۔ عام طور پر حرم مکہ کے درختوں کا کاٹنا منع ہے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر اذخر کاٹنے کی اجازت دے دی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲)

۱۱۔ مردوں کے لیے سونا حرام ہے مگر حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے کی اجازت دے دی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۸۱، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

۱۲۔ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علاوہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت دے دی۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۱۵)

۱۳۔ ہر عورت کو شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن سوگ کرنا لازم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس کو یہ سوگ معاف کر دیا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۳۲۵، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

۱۴۔ جہاد کیے بغیر کسی شخص کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملتا۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں عدم شرکت کے باوجود مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا ان کی عدم شرکت کی وجہ حضرت رقیہ کی عیادت تھی۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۲۳، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

۱۵۔ دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے عموماً رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا۔ مگر حضرت سالم کو جوانی میں سہلہ بنت سہیل کا دودھ پینے کی اجازت دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہلہ کو ان کی رضاعی ماں بنا دیا۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۴۶۹، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

۱۶۔ نوحہ کرنا منع ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کرنے کی اجازت دے دی۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۰۴، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان اختیارات عطا فرمائے ہیں اب چند ایک محدثین کی عبارات بھی اس مسئلہ پر ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

امام عبدالوھاب شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب عطا فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں جو چاہیں حکم مقرر کر دیں۔ (میزان الکبریٰ ج ا ص ۴۸)

یہی فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جس کے لیے جو حکم بھی چاہیں خاص فرما دیں۔ (کشف الغمہ ج ا ص ۵۰)

امام عبدالوہاب شعرانی کے بارے وہابیہ کے اکابر کی رائے بھی ملاحظہ کیجئے۔ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

امام عبدالوہاب شعرانی عالم محدث صاحب کرامات کثیرہ و تالیفات نفیسہ، متبع سنت بدعت سے متنفر اور شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ (التاج المکلل ص ۴۶۱)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

امام عبدالوہاب شعرانی مصر کے اولیاء اللہ سے تھے .... مجھ نابکار کو ان سے بہت

عقیدت ہے .... (میں نے) مصر میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اور ان کے مزار مقدس پر فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہل حدیث صہ۸۲ حاشیہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

احکام کا رجوع نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی طرف ہوتا ہے بعض اوقات آپ ﷺ امت کے بعض افراد کو کسی حکم کے ساتھ خاص کر لیتے اور دوسروں کو اسی حکم سے منع فرما دیتے خواہ عذر نہ ہو۔ (فتح الباری ج ۱۰ صہ۱۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی کے متعلق وہابیہ کے مجتہد علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ امام بخاری کے بعد ہمارے شیخ حافظ ابن حجر کا مرتبہ ہے شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو۔ اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ تھی۔ یا اللہ ہم کو عالم برزخ میں امام بخاری اور ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کی زیارت نصیب کر۔ (تیسیر الباری ج ۲ صہ۳۴۷)

امام نووی علیہ الرحمۃ:

ملا علی حنفی لکھتے ہیں کہ

ہمارے آئمہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے اس چیز کو شمار کیا۔ کہ آپ ﷺ جس شخص کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرمالیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ صہ۳۲۳)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے الخصائص الکبریٰ میں ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے باب اختصاصہ ﷺ بانہ یخص من شاہ بماشاء من الاحکام۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ صہ۲۶۲)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے بارے میں دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضرت شیخ جلال الدین سیوطیؒ بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کو روز حضور ﷺ کی زیارت ہوتی تھی بعض ایسی احادیث کی یہ توثیق کرتے ہیں جن کی اور محدثین توثیق نہیں

کرتے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضورؐ (ﷺ) سے دریافت کر لیتے ہیں اور بعض نے نقل کیا ہے کہ حضورؐ (ﷺ) کے سامنے جب حدیث کا ذکر ہوا اور حضورؐ (ﷺ) کا چہرہ انور بشاش ہوا تو یہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحت کا فتوئی لگا دیتے تھے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ تو ضعیف ہونے کا حکم کرتے۔ ان کو حضورؐ (ﷺ) کی رویت بیداری میں بھی ہوتی تھی۔

(الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۷۵)

تقریباً اسی مفہوم کی عبارت کے لیے تھانوی صاحب کا قول موجود ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام رسالت مآب ﷺ کے سپرد ہیں۔ جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں۔ اور وہی کام دوسرے کے لیے جائز قرار دیں۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۸۳)

شیخ نے اپنی دوسری کتاب میں بھی یہی بیان کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۲۳)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمات حدیث کی بہت تعریف کی ہے۔ (الحطہ ص ۱۶۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

چونکہ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ بڑے محدث ہیں۔ اس لیے انہوں نے جو یہ دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں۔ کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی ہوں گی۔ گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی۔ مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے۔ اس لیے ان کا یہ قول قابل تسلیم ہے۔

(اشرف الجواب ج ۲ ص ۵۶۰)

تھانوی صاحب نے مزید کہا ہے کہ

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو

دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۹ ص ۱۰۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۶۵)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹ نے شیخ موصوف کے بارے لکھا کہ مجھ عاجز کو آپ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کے علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحب کمالاتِ ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسنِ عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۲۷۴)

۱۷۔ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں۔ تو آسمان والوں سے میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں۔ اور زمین والوں سے ابوبکر و عمر ہیں۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، مشکوۃ المصابیح ص ۵۶۰)

معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ دو جہاں کے بادشاہ ہیں اس لیے کہ وزیر تو بادشاہ کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۸۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

جس نے میرے کسی امتی کی حاجت کو پورا کیا۔ اور اس کی حاجت پوری کر کے اس کو خوش کرنا چاہتا ہے یقیناً اس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۲۵)

۱۹۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ بندے کی امداد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی امداد کرتا ہے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۲، مشکوۃ المصابیح ص ۳۲)

۲۰۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

میں بہت زیادہ مدد کرنے والا ہوں اس شخص کی جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے۔

(تنبیہ الغافلین ص۱۹۱)

۲۱۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کی اسے اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے حج اور عمرہ کیا۔ (جامع صغیر ج ۲ ص۵۳۹)

۲۲۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کی حاجتوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ (جامع صغیر ج ۱ ص۲۹)

۲۳۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

جس نے غمگین کی مدد کی اللہ اس کے لیے تہتر (۷۳) بخششیں لکھ دے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے، کہ اس کے تمام کام سنور جائیں گے۔ اور بہتر مغفرتیں اسے قیامت والے دن درجات کی صورت میں ملیں گی۔ (جامع صغیر ج ۲ ص۵۱۷)

۲۴۔ مزید اراشاد فرمایا کہ

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

جس کا میں مددگار ہوں اس کے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مددگار ہیں۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص۲۱۲، سنن ابن ماجہ ص۱۲، مشکوٰۃ المصابیح ص۵۶۴، مسند امام احمد ج ۵ ص۳۵۹، کنوز الحقائق ج ۲ ص۱۱۷، تفسیر در منثور ج ۲ ص۲۹۳، الریاض النضرہ ج ۳ ص۱۲۶، صواعق المحرقہ ص۱۲، صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص۴۲، مجمع الزوائد ج ۵ ص۱۰۴، کنز العمال ج ۱۳ ص۱۳۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص۷۸، شفا ج ۱ ص۱۵۴)

۲۵۔ بے شک اللہ کے کچھ بندے ہیں اللہ نے انہیں لوگوں کی حاجتوں کے لیے مخصوص کیا ہے لوگ اپنی حاجتوں کے لیے ان کے پاس جاتے ہیں وہ اللہ کے عذاب سے امن میں ہوتے ہیں۔ (جامع صغیر ج ۱ ص۱۴۱)

۲۶۔ جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتے ہو اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔

(جامع صغیر ج ۲ ص۵۴۶)

۲۷۔ اگر مدد لینا چاہے تو کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو (تین بار) (حصن حصین ص۱۶۳)

یہی حدیث وہابیہ کے قاضی شوکانی نے تحفۃ الزاکرین ص۱۸۲، وہابیہ کے مجدد نواب

صدیق حسن بھوپالی نے نزل الابرار ص۳۳۵، وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر آبادی نے ھدیۃ المھدی ص۲۴ پر نقل کی ہے۔

یہی حدیث مختلف الفاظ سے ان کتب میں موجود ہے۔ مختلف صحابہ سے مروی ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱۰ ص۳۹۰ عمل الیوم واللیلہ ابن سنی ص۱۶۲)

(کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۴ ص۳۴، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص۱۳۲)

امام نووی علیہ الرحمۃ ۔ ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ

امام نووی یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

مجھ سے میرے بعض بزرگوں (اساتذہ) نے بیان کیا۔ جو بہت بڑے عالم تھے کہ ایک مرتبہ ریگستان میں ان کی سواری بھاگ گئی ان کو اس حدیث کا علم تھا انہوں نے یہ کلمات کہے اے اللہ کے بندو روک لو۔ اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو اسی وقت روک دیا ایک مرتبہ میں (امام نووی) ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا۔ اس جماعت کی ایک سواری بھاگ گئی۔ وہ اس کو روکنے سے عاجز آ گئے، میں نے یہ کلمات کہے۔ تو بغیر کسی اور سبب کے ان کلمات کی وجہ سے وہ سواری فوراً رک گئی۔ (کتاب الاذکار ص۲۰۱)

امام نووی کی یہ عبارت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے بھی نقل کی ہے۔ (الحرز الثمین ص۳۷۸)

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ اے اللہ کے بندو، اس سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن، یا مردان غیب مراد ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ یعنی اولیاء

(الحرز الثمین ص۳۷۸)

ملا علی قاری اسے مشائخ کا مجرب عمل بتاتے ہیں۔ (الحرز الثمین ص۳۷۹)

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ

اخرج البزار من حدیث ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ ملائکۃ فی الارض سوی الحفظۃ یکتبون ما سقط من

ورق الشجر فاذا اصاب احدكم شئ بارض فلاة فلينادواعينوني يا عباد الله قال فی مجمع الزوائد ورجاله ثقات قال شارح العدة و فی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانة بمن لا یراهم الانسان من عباد الله سبحانه من الملائکة وصالحی الجن ولیس فی ذلك باس کما یجوز للانسان ان یستعین ببنی آدم اذا عثرت دابته او نفلتت انتهی۔قلت کنت مرة فی سفر من بلدة مرزا پور الی جبلپور من بلاد الهند فوقع المرکب الذی وکان هذا الحدیث علی ذکر من فقلت هذا الکلام فوقف المرکب فی الحال علی مجارة عظیمة کانت فی ذلك الجدول بعد ان سال علی موج المآء و نجوت من الغرق ولله الحمد۔ (نزل الابرار ص۳۳۵، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے کچھ فرشتے محافظین کے علاوہ ایسے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں (تک) کو لکھتے رہتے ہیں پھر جب کسی کو بیابان میں کوئی تکلیف پہنچے تو اسے یہ پکارنا چاہیے اعینونی یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں شارح عدۃ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ اس سے بھی مدد مانگنا جائز ہے جن کو انسان دیکھ نہیں سکتا۔ اللہ سبحانہ کے نیک بندوں سے خواہ وہ فرشتے ہوں یا نیک جن، اور اس میں کوئی حرج نہیں جیسے کہ سواری کے چھوٹ جانے یا پھسل جانے پر بنی آدمی سے مدد مانگنا جائز ہے۔ انتہیٰ، میں (نواب صدیق حسن بھوپالی) کہتا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ میں ہندوستان کے شہر مرزا پور سے جبلپور کی طرف سفر کر رہا تھا۔ کہ میری سواری ندی میں گر گئی، اور اس وقت وہ ندی طغیانی کی زد میں تھی۔ قریب تھا کہ میں سواری کے ساتھ غرق ہو جاتا یہ حدیث مجھے یاد تھی میں نے فوراً یہ کلام (اعینونی یا عباد اللہ) کہا۔ میری سواری فوراً ایک بہت بڑے پتھر پر جو کہ اس ندی میں پانی کی موجوں پر بہتا آ رہا تھا۔ جا کر ٹھہر گئی اور میں غرق ہونے سے بچ گیا، فللہ الحمد۔

لگے ہاتھوں نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی کا ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ

قلیلین فی العدد فانهم کثیرون بسبب انهم ذریعة للمدد فی کل المدد (التاج المکلل ص۸)

یہ (بزرگان دین) کمیت میں کم ہیں۔ تاہم کیفیت میں بہت زیادہ ہیں اسی لیے کہ یہی لوگ کامل مدد کا ذریعہ ہیں۔

امام الوھابیہ قاضی شوکانی

وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ

قال فی مجمع الزوائد رجاله ثقات و فی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانه بمن لا یراهم الانسان من عباد الله من الملائکة وصالحی الجن ولیس فی ذلك باس کما یجوز الانسان ان ایستعین ببنی آدم اذ عثرت دابته او انفلتت (تحفة الذاکرین ص۲۰۲)

مجمع الزوائد میں کہا کہ اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں اس حدیث ان سے مدد حاصل کرنے پر دلیل ہے جو انسان کو نظر نہیں آتے۔ جیسے فرشتے اور نیک جن اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جب سواری چھوٹ جائے یا بھاگ جائے تو بنی آدم سے مدد حاصل کرنا جائز ہے۔

حافظ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی

ایک دیوبندی عالم حافظ حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں کہ

اعینونی یا عباد الله صحیح ہے اہل بدعت کی گھڑی ہوئی نہیں۔

(ھدایہ علماء کی عدالت میں ص۴۱)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

اور بعض روایات میں جو آیا ہے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں، ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۹۹)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

اکابرین دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں کہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ بالاتفاق جائز ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳۳، کلیات امدادیہ ص ۸۴)

۲۸۔ امام طبرانی معجم صغیر میں حدیث لکھتے ہیں وہابیہ دیوبند کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کی زبانی حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ

و فی معجم الطبرانی الصغیر عن میمونة انما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول فی متوضئة لیلا لبیك لبیك (ثلاثا) نصرت نصرت (ثلاثا) فلما خرج قلت یا رسول اللہ سمعتك تقول فی متوضئك لبیك لبیك ثلاثا نصرت نصرت ثلاثاً کانك تکلم انسانا فهل کان معك احد؟ فقال هذا راجز بنی کعب و یستصرخنی و یزعم ان قریشا اعا نت علهیم بنی بکر ثم خرج علیه السلام فامر (الی ان قالت) قالت فاقمنا ثلاثا ثم صلی الصبح بالناس قسمعت الراجز ینشده (مختصر سیّد الرسول ص ۱۷۳ مطبوعہ ریاض)

اس عبارت کا ترجمہ وہابیہ کے شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق کی زبانی ملاحظہ کیجئے کہ

معجم صغیر طبرانی میں حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات وضو کرنے کی جگہ میں آنحضرت ﷺ کو تین بار لبیک لبیک میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ اور تین دفعہ نصرت نصرت تیری مدد ضرور ہوگی کہتے سنا جب باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو اپنی وضو کی جگہ میں تین دفعہ لبیک لبیک اور تین دفعہ نصرت نصرت فرماتے سنا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ کسی سے باتیں کر رہے ہیں

کیا وہاں آپ ﷺ کے پاس کوئی آدمی تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں[۱] بنو کعب کا ایک راجز شاعر مجھے مدد کے لیے بلا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے بدعہدی کی ہے اور لڑائی میں ہمارے خلاف اپنے حلیف بنو بکر کی امداد کی ہے اس کے بعد آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے..........

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں تین دن کے بعد جب آپ ﷺ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی، تو ایک راجز نے کھڑے ہو کر کہا۔ (مختصر سیرۃ الرسول مترجم ص۵۲۸ مطبوعہ لاہور)

یہی حدیث معجم طبرانی صغیر ص۲۰۱ پر موجود ہے اور سیرت حلبیہ ج ۳ ص۲۷۔ ۱۷ یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے سیّد عالم ﷺ کو مدد کے لیے پکارا اور حضور ﷺ نے اتنے فاصلے سے اس کی فریاد کو سنا، اس صحابی نے جو اشعار مدد کے لیے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس سے امداد کے لیے عرض کیے ان میں صرف ایک شعر ہدیہ قارئین ہے۔

وزعموا ان لست ادعوا احدا

فانصر هداك الله نصرا ايدا

(مختصر سیرۃ الرسول ص۲۷۲)

اس کا ترجمہ وہابیہ کے شیخ الحدیث کی زبانی ملاحظہ کیجئے کہ

اور اس زعم میں (قریش کافر) مبتلا ہیں کہ میں اپنی مدد کے لیے کسی کو نہیں بلا سکتا اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے، آپ ہماری جاندار مدد فرمائیں۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص۵۲۹)

۲۹۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو تیرے جی میں آئے مانگ لے، اس نے ایک سواری کے لیے اونٹ اور زادراہ مانگا فرمایا عطا ہوا۔ پھر نور مجسم منبع جود و کرم ﷺ نے فرمایا کہ کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت کی مانگ میں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پار کرنے کا حکم ہوا تو دریا کے قریب پہنچے، تو سواریوں کے رخ مڑ گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے رب تعالیٰ

---

[۱] حدیث میں ہاں یعنی نعم کا لفظ نہیں ہے یہ وہابیہ کی بددیانتی ہے۔

نے فرمایا کہ تم قبر یوسف علیہ السلام کے قریب ہوان کا مبارک جسم ساتھ لے لو، آپ نے لوگوں سے اس کا پتہ پوچھا۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ شاید بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت کو علم ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آدمی بھیجا جس نے اس بوڑھی عورت سے قبر یوسف علیہ السلام کا پتہ پوچھا، تو اس بوڑھی عورت نے کہا کہ ہاں پتہ ہے۔ اسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی۔ کہ خدا کی قسم نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ آپ سے جو کچھ میں مانگوں اور آپ مجھے عطا فرمادیں فرمایا مانگ لے۔ اس بوڑھی عورت نے عرض کی جنت میں آپ کے ساتھ رہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے، فرمایا صرف جنت مانگ لے، تیرے لیے یہی کافی ہے اس نے عرض کی کہ خدا کی قسم نہ مانوں گی۔ مگر یہ کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی ردو بدل کرتے رہے خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم سے جو مانگتی ہے عطا فرمائیں آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے چنانچہ آپ نے اسے اپنی جنت میں رفاقت عطا فرمادی تو اس نے قبر کا پتہ دے دیا۔

(طبرانی المعجم الاوسط ج ۸ ص ۳۷۶۔ ۳۷۷، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۷۱۔ ۱۷۰، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۱۶، صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۴۳۲، مستدرک ج ۲ ص ۵۷۱۔ ۵۷۲ تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۳۰۳۔ ۳۰۲)

قارئین کرام، بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کے دلائل قرآن و حدیث سے درج کر دیئے ہیں نیز ضمناً انبیاء واولیاء سے امدا کا مسئلہ بھی مع دلائل ثابت کر دیا ہے اب بھی اگر کوئی نہ مانے اور انبیاء واولیاء کو بے اختیار گردانے معاذ اللہ تو یہ اس کی شقاوت قلبی نہیں تو کیا اور پھر ہم نے اتمام حجت کے واسطے دیوبندیوں وہابیوں کے حوالہ جات بھی درج کر دیئے ہیں اب تو ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے۔ اور ضد تعصب کو چھوڑ کر اپنے مزعومہ گندے مذہب سے تائب ہو کر مسلک حق اہل سنت قبول کر لینا چاہیے اب ہم گفتگو کو سمیٹ رہے ہیں چند ایک اور حوالہ جات ملاحظہ کر لیجئے۔

۳۰۔ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا مبارک سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کے لیے ڈوبا سورج عصر کے وقت پر آ گیا۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۵۷۱، جذب القلوب ص ۲۰۷)

(شرح مسلم نووی ج ۱ ص ۸۷، کنز العمال ج ۲ ص ۲۷، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰۹، تفسیر خازن ج ۲ ص ۳۰، تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۳۰، شواہد النبوت ص ۲۹۰ حجۃ علی العالمین ص ۳۹۸، مشکل الآ ثار ج ۲ ص ۱۱، تفسیر روح

المعانی ج ۲ ۳ص۹۵، الجامع احکام القرآن ج ۵ص۱۹۵، فتح الباری ج ۲ص۲۲۱، عمدۃ القاری ج ۱۵ص۴۳، نسیم الریاض ج ۳ص۱۱-۱۲ اکمال اکمال المعلم ج ۵ص۵۸، تواریخ حبیب اللہ ص۲۷ا، تفسیر روح البیان ج ۳ص۳۴۷ا الصواعق المحرقہ ص۱۲۸، موضوعات کبیر ج ۲ص۸۹، شفا ج اص۱۸۵، شرح شفا ج اص۵۸۹، فتاویٰ شامی ج اص۳۲۰، ازالۃ الخفا ج ۳ص۳۴۳، سیرت حلبیہ ج اص۳۶۸، المقاصد الحسنہ ص۲۲۶، زرقانی ج ۵ص۱۱۶، تفسیر صاوی ج اص۲۶۲، نور الانوار ص۴۹، قمر الاقمار ص۴۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ص۴۰، جلالین ص۹۸، نامی شرح حسامی ص۹۳)

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے ثبوت میں کشف اللبس عن حدیث رد الشمس نامی کتاب لکھی۔

اس حدیث کو دیوبندی عالم بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۴ص۱۵۴، دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ ج اص۲۳۹، وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے اشمامۃ العنبریہ ص۶۸ دیوبندی محدث انور شاہ کشمیری نے انوار الباری ج ۶ ص۲۲۰، فیض الباری ج ۳ص۴۶۳ میں درج ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا کہ

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی۔

۳۱۔ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو چادر میں قوت حافظہ عطا فرمائی۔ (صحیح بخاری ج اص۲۲، الخصائص الکبریٰ ج اص۵۲)

۳۲۔ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور سے ایک سوار دیکھا فرمایا ابوذر ہو جا وہ ابوذر ہو گیا۔ (جواہر البحار ج اص۲۶۰)

اسی طرح صحیح مسلم میں ایک اور صحابی کے متعلق مذکور ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۲ص۳۶۱)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے فرمایا کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کن فیکون کی صفت خدا تعالیٰ اپنے خواص

اولیاء وانبیاء کو بھی عطا فرما دیتا ہے۔ (فتوح الغیب علی حامش بحۃ الاسرار ص۱۰۹ شرح فتوح الغیب ص۸۷)

۳۳۔ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ

یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر آپ کی خواہش جلد پوری کرتا ہوا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص۷۰۶، ج ۲ ص۷۶۶، صحیح مسلم ج ۱ ص۴۷۳، سنن نسائی ج ۲ ص۵۵، مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص۲۸۱، سنن ابن ماجہ ص۱۴۴)

قارئین کرام اختصار مانع ہے ورنہ کثیر احادیث موجود ہیں اب چند اکابر محدثین کی عبارات حاضر خدمت ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ارض دنیا وجنت کے مالک حضور ﷺ ہیں۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص۲۴۲، جواہر البحار ج ۱ ص۳۳۸، زرقانی ج ۵ ص۲۴۲، کشف الغمہ ج ۲ ص۵۰)

امام بوصیری رضی اللہ عنہ

حضرت امام بوصیری رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ

فان من جودك الدنيا و ضرتها   و من علومك علم اللوح والقلم

يا اكرم الخلق مالي من الوذ به   سواك عند حلول الحادث العمم

ان اشعار کا ترجمہ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن کے والد مولوی ذوالفقار دیوی کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

۱۔ مجھ سے محتاج کی شفاعت آپ کو اس لیے دشوار نہیں ہے کہ بے شک دنیا اور اس کی سہولت جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے من جملہ آپ کی عطا کے ہے۔الخ

۲۔ اے بزرگ ترین مخلوقات یا اے بہترین رسل بوقت نزولِ حادثہ عظیم وعام کے، آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے۔جس کی پناہ میں میں آؤں، صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے۔

(عطر الواردہ ص۸۵)

امام قسطلانی وامام زرقانی

لکھتے ہیں کہ کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کی سرکار سے۔

(فیض القدیر ج ا ص ۵۶۴، مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ا ص ۲۸، فتوحات مکیہ ص ۱۸۵، جواہر البحار ج ۲ ص ۴۰۳)

امام ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ خدا کے خلیفہ ہیں اللہ نے اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے انبار حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ میں دیئے اور آپ ﷺ کے زیر ارادہ واختیار کر دیئے کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں جسے چاہیں نہ دیں۔ (الجواہر العظیم ص ۴۲ مطبوعہ لاہور)

امام عبدالروف مناوی رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب سورج کو واپس پلٹانا، چاند کو ٹکڑوں میں کرنا رجم نجوم آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا، اور برسانا، ہوائیں چلانا اور ان کا روکنا بادل کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ بھی خوارق ہیں۔

(فیض القدیر ج ا ص ۱۴۸، سراج المنیر ج ا ص ۴۶)

امام صاوی علیہ الرحمۃ

لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں حضور ﷺ کو عطا فرمائیں۔ جس نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ عام لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں، آپ ﷺ سے کوئی نفع نہیں نہ ظاہری نہ باطنی تو وہ کافر ہے۔ اس کے لیے دنیا وآخرت میں خسارہ ہے۔

(تفسیر صاوی ج ا ص ۱۵۸)

امام عبدالوھاب شعرانی علیہ الرحمۃ

لان کل ما فی الدنیا ملک له بالا صالة و جمیع الخلق یا کلون من رزقه صلی الله علیه وآله وسلم (لطائف المنن ج ا ص ۱۷۸)

البتہ تحقیق وہ تمام کچھ جو دنیا میں ہے آپ ﷺ کی ملکیت ہے اور تمام مخلوق سید عالم ﷺ کا رزق کھاتی ہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں کہ

اس مقام پر پہنچ کر پھر تمہیں تکوینی نظام سونپ دیا جائے گا............ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا کہ اے اولاد آدم میں ہی وہ اللہ ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جب میں کسی چیز کے متعلق کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے لہٰذا میری اطاعت کرو میں تمہیں کن فیکون کا مظہر بنا دوں گا۔ جب تم کسی چیز کو کہو گے کہ ہو جا وہ ہو جائے گی اور تحقیق بہت سے انبیاء و اولیاء اور اولاد آدم سے خاص افراد کو میں نے یہ طاقت عطا فرمائی ہے۔ (فتوح الغیب ص ۳۸، ۳۹)

اس (ولی کامل کی خیر و برکت سے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے آلام و مصائب دور کر دیئے جاتے ہیں۔ (فتوح الغیب ص ۱۲)

دیوبندی عالم احتشام الحسن کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے، اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔

اغثنی یا رسول اللہ علیك الصلوۃ والسلام

پھر سرور کائنات ﷺ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

ایدر کنی ضیم وانت ذخیرتی

والظم فی الدنیا وانت نصیرنی

وعار علی راعی الحمی دھوفی الغمی

اذا ضاع فی البیداء بعیری

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے۔ جب آپ کا تعلق میرے لیے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم و ستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے معین و مددگار ہیں یہ امر تو گلہ بان کے لیے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔...... اس عمل کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین فرماتے تھے۔ (غوث اعظم ص۳۳ مطبوعہ لاہور)

یہ بھی یاد رہے کہ غوث اعظم کا مطلب "سب سے بڑا فریاد رس" حضور غوث پاک کے لیے یہی لفظ و لقب "غوث اعظم" دیوبندی وہابی علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے چند ایک حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت غوث اعظم، صراط مستقیم ص۷، ص۱۸۱ از اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی
۲۔ غوث الاعظم، فتاویٰ نذیریہ ج ا ص۱۱۳ از نذیر حسین دہلوی وہابی
۳۔ حضرت غوث اعظم، امداد المشتاق ص۴۳ از اشرف علی تھانوی دیوبندی
حضرت غوث اعظم، افاضات الیومیہ ج ا ص۳۳۲ از اشرف علی تھانوی دیوبندی
حضرت غوث اعظم، سفر نامہ لاہور و لکھنو ص۲۵۳ از اشرف علی تھانوی دیوبندی
حضرت غوث اعظم، اشرف الجواب ج ۲ ص۸۳ از اشرف علی تھانوی دیوبندی
حضرت غوث اعظم، تعلیم الدین ص۱۱، از اشرف علی تھانوی دیوبندی
غوث الثقلین، تعلیم الدین ص۱۲۷ از اشرف علی تھانوی دیوبندی
غوث الثقلین، اصلاحی نصاب ص۵۶۱ از اشرف علی تھانوی دیوبندی
قارئین کرام اس طرح حوالہ جات کثیر ہیں مگر اختصار مانع ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رضی اللہ عنہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

ومعتصم الکروب فی کل غمرۃ   ومتجح الغفران من کل تائب
(قصیدہ اطیب النغم)

اس کا ترجمہ دیوبندی عالم یوسف لدھیانوی کی زبانی ملاحظہ فرمائے کہ ایسی پریشانی کے عالم میں مجھے کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔ سوائے آنحضرت ﷺ کے، جو ہر سختی اور مصیبت میں غمزدہ کے چنگل مارنے کی جگہ ہیں۔ اور جو ہر توبہ کرنے والے کے لئے مغفرت طلب کرنے کی جگہ ہیں۔ (اطیب النغم ص۲۹، مطبوعہ کراچی)

اذا مساحل خطب مسد لهم فانت الحصن من كل البلاء

اس وقت کہ کوئی ہولناک حادثہ جو نہایت تاریکی میں ہوا پیش آئے تو آپ ﷺ ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔ (اطیب النغم ص۱۲۵)

مزید مذکور قصیدہ کا مطالعہ فرمالیں۔

یاد رہے کہ یہ وہی شاہ ولی اللہ صاحب ہیں جن کے متعلق وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسمٰعیل دہلوی نے لکھا کہ

قطب المحققين فخر العرفاء الكملين اعلم بالله حضرت شيخ ولى الله قدس سره (صراط مستقیم ص۴)

مزید وہابیہ کے اکابر موصوف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں چند ایک کتب کے حوالہ جات درج ہیں۔

(اتحاف النبلاء ص۴۳۰، آثار القیامۃ ص۱۳۹، تاریخ التقلید ص۱۵۰، ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص۱۴، تاریخ اہل حدیث ص۲۸۴، فضائل درود ص۵۰، قصص الاکابر ص۱۳)

قارئین کرام۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے موقف کے ثبوت میں قرآن وحدیث کے دلائل پیش کر دیئے ہیں پھر اکابرین امت اولیائے کرام کے اقوال بھی درج کر دیئے ہیں وہابی مذہب کے مجتہد عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ اہل حدیث تو قرآن وحدیث کے بعد اقوال سلف کو لیتے تھے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص۷۵)

ایاك نعبد و ایاك نستعین کا مفہوم و مطلب:

وہابیہ دیوبندیہ عموماً اس آیت کریمہ کو پیش کرتے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا صحیح مفہوم و مطلب بیان کر دیا جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اگر التفات محض بجانب حق ست واو را یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر و بکارخانہ اسباب وحکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست وانبیاء والیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست لاغیر۔ (تفسیر عزیزی ص۸)

اگر توجہ خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور مقرب بندے کو امداد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب وحکمت پر نظر کر کے ظاہر طور پر غیر سے مدد مانگے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز و روا ہے اور انبیاء واولیاء نے بھی غیر سے اس طرح کی امداد طلب کی ہے اور حقیقت میں اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

یاد رہے کہ شاہ صاحب وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک بھی مسلمہ شخصیت ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسمٰعیل دہلوی نے شاہ عبدالعزیز کے متعلق یہ القاب لکھے ہیں۔

جناب ہدایت مآب قدوہ ارباب صدق و صفا زبدہ اصحاب فنا و بقا سیّد العلماء سند الاولیاء رحمت اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبد العزیز متّع اللہ المسلمین بطول بقائہ و اعزنا و سائر المسلمین بمجدہ و علائہ

(صراط مستقیم ص۲۲۰، ص۲۲۱)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

پرانے اہل دہلی میں تو یہ بھی مشہور تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو حضورﷺ کی حضوری کا مرتبہ حاصل تھا۔ (سراجاً منیراً ص۳۰ حاشیہ)

وہابیہ کے اکابر شاہ عبدالعزیز صاحب کے بڑے مداح ہیں۔

(واضح البیان ص۲۶ تاریخ التقلید ص۲۵ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص۱۶)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ جاڑا بخار چڑھا ہوا تھا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے لکڑی پر نظر کی وہ بخار اس پر منتقل ہو گیا۔ وہ کھڑی کھڑی کانپ رہی تھی۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۵۸)

وہابی اکابر قاضی شوکانی وحید الزماں:

وہابیہ کے مجتہد علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

قال الشوکانی من اصحابنا لا خلاف فی جواز الاستعانة بالمخلوق فی ما یقدر علیه اما ما لا یقدر علیه الا الله فلا یستعان ولا یستغاث فیه الایة وهو المراد فی قوله ایاك نستعین و بهذا اظهر ان من اصحابنا من زعم ان مطلق الاستعانة والاستغاثة بغیر الله شرك فقد غلاء تجاوز الحد نعوذ بالله من الغلو والا فراط۔ (ھدیۃ المھدی ص ۱۹ مطبوعہ دہلی)

ہمارے اصحاب میں سے قاضی شوکانی نے کہا کہ جو چیز مخلوق کی قدرت میں ہو اس میں استعانت (مدد) کے جائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں اس میں صرف اسی سے امداد طلب کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ایاک نستعین سے بھی یہی مراد ہے۔ بے شک اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے بھی کہا ہے کہ غیر اللہ سے امداد مطلقا شرک ہے اس نے غلو سے کام لیا ہے اور حد سے تجاوز کیا ہے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں غلو اور افراط سے۔

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن:

نے بھی اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲ مطبوعہ کراچی)

عقیدہ اہل سنت کی تائید مخالفین کے اکابر سے:

اکابرین دیوبند

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

یا رسولِ کبریا فریاد ہے ‏ ‏ یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبی ‏ ‏ حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ‏ ‏ اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالۂ غریب امداد ص۴، کلیات امدادیہ ص۹۰،۹۱)

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسول
کریئے نہ میرے فعل بروں پر نگاہ تم
کچھ نظر کرم کی بس اک بار یا رسول
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہاں بتاؤ نا چار یا رسول
کیا ڈر ہے اس کو لشکر جرم و عصیان سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسول
گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسول
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

(گلزار معرفت ص۵، کلیات امدادیہ ص۲۰۵)

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑوا یا رسول اللہ

(گلزار معرفت ص۶، کلیات امدادیہ ص۲۰۵)

اپنے شجرہ میں لکھتے ہیں کہ

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔ (ارشاد مرشد ص۱۲، کلیات امدادیہ ص۱۰۳)

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ تمام کائنات کے مالک ہیں۔ (ادلہ کاملہ ص۱۳۴ مطبوعہ ملتان)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ — مسنی الضر سیدی سندی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولا خبر لیجئے میری
یا رسول الالہ بابك لی — من غمام الغموم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول — ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نشر الطیب ص۱۹۴، مطبوعہ تاج کمپنی)

مطلع نور حق و دفع حرج　　　　معنی البصر مفتاح الخرج

نورحق کے آپ مطلع ہیں یعنی نورحق آپ میں روشن ہے اور آپ حرج وتنگی کے دفع اور دور کرنے کے سبب ہیں۔ آپ الصبر مفتاح الفرج کے معنی ہیں۔ الخ

اے لقائے تو جواب ہر سوال　　　　مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

آپ ﷺ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کے دیدار ہی سے ہر سوال حل ہو جاتا ہے اور ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

ترجمان ہر چہ مار اور دل است　　　　دست گیر ہر کہ پایش در گل است

جو بات ہمارے دل میں ہے آپ اس کے بیان کرنے والے ہیں اور کسی مصیبت میں مبتلا ہو آپ ﷺ اس کے دستگیر ہیں۔ (حیات المسلمین ص۱۰۱، اصلاحی نصاب ص۷۳، مطبوعہ ملتان)

تھانوی نے نشر الطیب میں جو بارگاہ رسالت میں جو استغاثہ کیا ہے اس سے ملتے جلتے اشعار اپنی دوسری کتاب میں بھی لکھے ہیں۔ (ضمان التکمیل ص۷۱ مطبوعہ دہلی)

اغثنی یا رسول اللہ انی　　　　نعبون وقنطنی الغطام

اے خدا کے رسول آپ میری فریاد رسی فرمایئے کہ میں نقصان رسیدہ ہوں اور بڑی بڑے درباروں سے مایوس ہو کر واپس ہوا ہوں۔

(مناجات مقبول قربات عند اللہ وصلوات الرسول ص۲۳۰ مطبوعہ دہلی)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات وخوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنی حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔

(ماہنامہ النور ربیع ۳۴۰ اور ربیع الاول، التکشف ص۱۱، مطبوعہ کراچی، بوادر النوادر ص۸۰ مطبوعہ لاہور)

جملہ تصرفات کو اسباب کی طرف منسوب کرے۔ (الکلام الحسن ج۲ ص۱۹۸)

تھانوی اشرف علی نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار مبارک پر حاضری دی اور کہا کہ

حضرت داتا گنج بخش بہت بڑی شخصیت ہیں عجیب رعب ہے وفات کے بعد بھی

سلطنت کرر ہے ہیں۔ (تھانوی کی حالات زندگی ملحقہ حفظ الایمان ف ص ۶۴، سفر نامہ لاہور ولکھنو ص ۵۰)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسی امداد کسی بزرگ کی صورت سے کرتے ہیں۔

(قصص الاکابر ص ۱۷۸)

بانی دیوبندی قاسم نانوتوی حسین احمد مدنی ابوالاوصاف رومی دیوبندی:

بانی دیوبندی قاسم نانوتوی نے بارگاہ رسالت میں یوں عرض کیا کہ

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی ص ۸ مطبوعہ ملتان)

نانوتوی کے یہی اشعار دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی نے بھی نقل کیے ہیں۔

(شہاب الثاقب ص ۴۸، ص ۶۶، مطبوعہ دیوبند ص ۲۷، مطبوعہ لاہور

دیوبندی عالم ابوالاوصاف رومی دیوبندی نے قاری طیب دیوبندی کی تصدیق کی جانے والی کتاب میں یہی نانوتوی کے اشعار نقل کیے ہیں۔

(دیوبند سے بریلی تک ص ۶۲ مطبوعہ لاہور)

الطاف حسین حالی دیوبندی:

الطاف حسین حالی دیوبندی بھی بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے

اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

(مسدس حالی ص ۱۰۹)

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمۂ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ تیرا لطف سدا عام رہا ہے

(مسدس حالی ص۱۱۱)

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی:

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی نے بارگاہ رسالت میں یوں فریاد کی ہے کہ

از تو میخواہم رسول اللہ مراد خویش را　　چشم امیدم نمے گرد دبروئے غیر باز

(نفح الطیب ص۲۱)

اے اللہ کے رسول میں اپنی مراد آپ سے پورا کرانے کا خواہش مند ہوں مجھے امید ہے کہ مجھے اپنی حاجت کسی غیر کے پاس لے جانا نہ پڑے گی۔

یا سیدی یا عروتی ووسیلتی　　یا عدة وشدة و رخاء

اے میرے سردار اے میرے سہارے اور میرے وسیلے اور اے میرے سختی اور نرمی کی حالت ساز وسامان۔

شفعت جاهك ضارعا متدللا　　مالی وراءك صارف الضراء

میں نے نہایت عاجزی سے آپ ﷺ کی عزت وجاہ کو شفیع بنایا۔ کیوں کہ میرے لیے آپ ﷺ کے سوا تکلیف کو کوئی دور کرنے والا نہیں۔

انت المغيث برحمة كرامة　　في غمة وغوابل و بلاء

آپ ﷺ اپنی رحمت اور کرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات اور مصیبت میں مددگار ہیں۔

انبح صراصی یا کریم کرائم　　انت القدیر علی نفاذ رجائی

اے کریم بزرگیوں والے میرے مقاصد پورا فرمایئے آپ ﷺ میری امید کے پورا کرنے پر قادر ہیں۔

مالی وراء ك مستغاث فارحمن یا رحمة اللعلمین بکائی

آپ ﷺ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں اے رحمۃ للعلمین میری گریہ وزاری کو دیکھئے اور مجھ پر رحم کیجئے۔ (نفح الطیب ص۱۶۱، ماثر صدیقی ج ۲ ص۳۰، ۳۱ حاشیہ ہدیۃ المہدی ص۲۰)

ارحم فقیرا جاء بابك راجیا انت الضمین بحرمة الفقراء

رحم فرمائیے، امیدوار آپ ﷺ کے دروازے پر آیا ہے آپ ﷺ فقراء کے عزت کے ضامن ہیں۔

واحسن الی عبد بحبك الائذ اوی الیك مخافة الاعداء

احسان کیجئے بندے پر اپنی گہری محبت سے، دشمنوں کے خوف سے آپ کی طرف پناہ لی ہے۔

کن انت للمحزون جاراجنة من هذه البلوی وذی اللاواء

آپ ﷺ ہی پریشان حال کی ڈھال ہیں اور ان مصائب اور تکلیف میں فریادرسی کرنے والے ہیں۔

ورجاء عبدك من جنابك سیّدی نیل الشفاعة زبدة الاالآء

آپ ﷺ کا بندہ نواب آپ ﷺ کے دربار اقدس میں اے میرے سیّد امید لے کر حاضر ہے تمام نعمتوں کے مرکز شفاعت حاصل کرنے کے لیے۔

وعظیم رجوی ان تکون مشفعی فی عفوزلاتی بیوم جزاء

مجھ کو بڑی امید ہے کہ آپ ﷺ میرے وسیلہ ہوں گے قیامت کے دن میری لغزشوں کی معافی کی لیے۔

وسواك مالی فی القیامة شافع انت المخلص لی من الباساء

قیامت کے دن آپ ﷺ میرا کوئی سفارشی نہیں قیامت کی تکالیف سے آپ ﷺ ہی مجھے چھڑانے والے ہیں۔ (نفح الطیب ص۱۶۱، ماثر صدیقی ج ۲ ص۳۱)

قارئین کرام نواب صاحب کے طویل قصیدۃ العنبریہ سے ہم نے اختصاراً چند اشعار نقل کیے ہیں اگر ہم اہل سنت و جماعت حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امداد طلب

کریں تو وہابی ہیں مشرک کہتے ہیں اب ان سے یہ تو پوچھیئے کہ نواب صدیق تمہارے بڑے پر کیا فتویٰ ہے۔

اکابرین دیوبند کی معتبر کتاب

اکابر علمائے دیوبند کی معتبر کتاب المہند میں ہے کہ

فهو صلی الله علیه وسلم حی فی قبره الشریف یتصرف فی الکون باذن الله تعالیٰ کیف یشآء

حضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خدا تعالیٰ کون (جہاں) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ (المہند ص۶۹ مطبوعہ دیوبند ص۲۶ امطبوعہ لاہور)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

۱۔ کسی نے سوال کیا کہ نعت میں بعض جگہ یہ اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں کہ

یا رسول الله انظر حالنا　　یا نبی الله اسمع قالنا

اننی فی بحرهم معزق　　خذیدی سهل لنا اشکالنا

یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا پڑھنا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه　　سواك عند حلول الحادث العمم

یہ اشعار پڑھنا کیسا ہے ملخصاً

اس کا جواب دیوبندی قطب رشید احمد گنگوہی یوں دیتے ہیں کہ یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ ندا غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں۔ (تالیفات رشیدیہ ص۵۵، فتاویٰ رشیدیہ ص۱۵۴)

۲۔ اسی طرح کسی نے سوال کیا کہ

ورد وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا جائز ہے یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا؟ جیسے ورد یا رسول الله انظر حالنا یا رسول الله اسمع قالنا انثی فی بحرهم مغرق خذیدی سهل لنا اشکالنا یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواك عند حلول الحادث العمم یااور کوئی شعر یا نثر میں اور اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا اس کے جواب میں رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے

ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں۔

(تالیفات رشیدیہ ص۶۷، فتاوی رشیدیہ ص۱۷۹)

۳۔ کسی نے سوال کیا کہ اشعار اس مضمون کے پڑھنے۔

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفٰے فریاد ہے

مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفٰے میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے

کیسے ہیں؟

دیو بندی عالم رشید احمد گنگوہی جواب میں لکھتے ہیں کہ

ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص۲۱، تالیفات رشیدیہ ص۱۰۴)

۴۔ سوال سیّد عالم ﷺ کو جو شخص بغیر حاضر و ناظر جانے پکارے اور مثلاً اس قسم کے اشعار پڑھے۔

ترحم یا نبی اللہ ترحم زمهجوری برآمد جان عالم

جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے اشعار میں شرک تو نہیں ہے...... بایں خیال پڑھے کہ حق تعالیٰ میری اس عرض کو فخر عالم علیہ السلام کے پیش کر دیوے۔ (فتاوی رشیدیہ ص۲۱۶، تالیفات رشیدیہ ص۱۰۳)

قارئین کرام گنگوہی کی عبارات سے ہمارا مدعا صرف حضور علیہ السلام سے استمد اد و فریاد کا جواز ہے باقی جہاں تک مسئلہ حاضر و ناظر کا تعلق ہے۔ وہ ایک علٰیحدہ بحث ہے اس مسئلہ پر تحقیق کے شائق جاء الحق اور تسکین الخواطر کا مطالعہ فرمائیں۔

۵۔ یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دیوے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی متصرف ہے اولیاء ظاہر متصرف معلوم ہوتے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص۱۶۵، تالیفات رشیدیہ ص۶۵)

۶۔ رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے مزید یہ بھی لکھا ہے۔

پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت او دور نسیت چوں ایں امر محکم واند ہر وقت شیخ را بیاد وارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں مرید ورحل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ او را القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط است

(امداد السلوک ص۱۰، شہاب الثاقب ص۶۱، ۶۲ مطبوعہ دیوبند)

اس عبارت کا ترجمہ بھی دیوبندی عالم عاشق الٰہی میرٹھی کی زبانی ملاحظہ کیجئے کہ

مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید ومحدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہے گا۔ اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا، تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبان حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح باذن خداوندی اس کو القاء کر دے گی۔ البتہ ربط تام شرط ہے۔ (امداد السلوک ص۶۷۔۶۸ مطبوعہ لاہور)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی:

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

سیّد الانبیاء (ﷺ) صلعم جو علوم اولین وآخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص۲۲۵ مطبوعہ کراچی)

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی:

دیوبند کے مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمٰن اولیاء کرام کے بارے لکھتے ہیں کہ ہر چیز ان کی مطیع ومنقاد ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص۱۴۵)

مفتی ظفر احمد عثمانی دیوبندی:

لکھتے ہیں کہ

بعض (ارواح) کو زمین میں تصرف سیر کا بھی اختیار دیا جاتا ہے۔

(امداد الاحکام ج ا ص ۸۱۸ مطبوعہ کراچی)

مفتی عبدالستار دیوبندی مفتی خیر المدارس ملتان:

ملتان کے مشہور دیوبندی مرکز خیر المدارس کے مفتی عبدالستار نے لکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو بایں معنی دافع البلاء کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے بلا دفع ہوتی ہے درست ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ا ص ۳۳۸، مطبوعہ ملتان)

لگے ہاتھوں اشرف علی تھانوی کا بھی ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں کہ جو استعانت...... باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو۔ جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۶۴، مطبوعہ کراچی)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی:

دیوبندی وہابی مذہب کے امام اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

(انبیاء) افسران املاک قدس بتفویض مناصب عظیمہ لائق اند و در سرانجام مہمات فخیمہ فائق (منصب امامت فارسی ص ۴ مطبوعہ دہلی)

(انبیاء کرام) قدوس کے املاک کے افسر ہیں درجات عظیمہ کا عطیہ انہی کی ذات با برکات کو زیبا اور مہمات کا سرانجام انہی کی ذات کے لیے موزوں ہے۔

(منصب امامت مترجم ص ۹ مطبوعہ لاہور)

۲۔ در حل مشکلات فہم ممتاز دارند و در سرانجام مہمات ہمت بلند پرواز۔

(منصب امامت فارسی ص ۷)

(انبیاء کرام) دشواریوں کے حل کرنے میں ممتاز اور مہمات کے سرانجام دینے میں عالی ہمت ہیں۔ (منصب امامت مترجم ص ۱۴)

نیز اسماعیل دہلوی کی ایک طویل عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اولیائے کرام کو ملائکہ اور مدبرات الامر پر قیاس کرنا چاہیے۔ (منصب امامت فارسی ص۵۱۔۵۲ اردو ص۱۰۱۔۱۰۲)

مناظر احسن گیلانی دیوبندی:

مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

حقیقت یہ ہے، کہ وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلہ میں علماء دیوبند کا خیال بھی وہی ہے جو عام اہل السنّت والجماعت کا ہے، آخر جب ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے۔ کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کرتے ہیں۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعہ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تخفیف صلوٰت کے مسئلہ میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں بشارتیں ملیں تو اس قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے، تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ آدمی کو عام طور پر جو امداد بھی مل رہی ہے حق تعالیٰ اپنی مخلوقات ہی سے تو یہ امدادیں پہنچا رہے ہیں، روشنی آفتاب سے ملتی ہے۔ دودھ ہمیں گائے اور بھینس سے ملتا ہے۔...... پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں۔ (سوانح قاسمی ج ا ص۳۳۲ حاشیہ)

عنایت علی شاہ دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ آف گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ

حق نے پیدا کر دیئے احمدؐ رسائی کے لیے
ہو گئے ظاہر جہاں میں مشکل کشائی کے لیے

(باغ جنت ص۳۳)

گزشتہ اوراق میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے اشعار ''یارسول اللہ'' والے جو نقل کیے گئے ان میں سے بعض اس تھانوی کے خلیفہ نے بھی نقل کیے ہیں۔ (باغ جنت ص۴)

اشرف علی تھانوی، قاضی زاہد الحسنی، سیّد گل بادشاہ:

دیوبندیوں کے شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے خلیفہ قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں مجھ سے عہد لیا گیا ہے کہ جب بھی تقریر کریں تو پہلے یہ کہیں کہ یا رسول اللہ ہم اجازت چاہتے ہیں۔ اے اصحاب وقت ہم اجازت چاہتے ہیں کہ آپ کی نیابت میں ہم کچھ بیان کریں یہ اس لیے تا کہ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء وقت ہماری امداد کریں ہمارے بیان میں لغزش یا رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

(عقائد از قاضی زاہد الحسینی دیوبندی ص۴)

نوٹ: اس رسالہ پر دیوبند کے شیخ الفقہ اعزاز علی کی تصدیق ہے (۲) سیّد گل بادشاہ فاضل دیوبند نے بھی یہی بیان کیا ہے مگر اس میں صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امداد کا ذکر ہے۔ (دعوۃ الحق ص۲۹)

وحید الزماں حیدر آبادی وہابی:

وہابیہ کے مجتہد اور مترجم صحاح ستہ (سوا جامع ترمذی) علامہ وحید الزماں حیدر آبادی نے مسئلہ استمداد پر تفصیلی گفتگو کی ہے چند ایک عبارات ہدیۂ قارئین ہیں وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ

وضابطته ان الامور التی کانت تطلب من الانبیاء والصلحاء حال کونهم احیاء مثل الدعا والاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لایکون شرکا اکبر والامور التی هی مختصة باللہ وکانت لا تطلب منهم وهم احیاء فطلبها منهم بعد ان ماتوا یکون شرکاء کما کان طلبها عنهم وهم احیاء شرکا الا ان یکون الاسناد مجازیا کما فی قول عیسیٰ واحی الموتی باذن اللہ صرح بذلك شیخ الاسلام فی بعض فتاواہ۔

(ہدیۃ المہدی ص۱۸۔۱۹ طبع دہلی)

اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی حیات میں طلب کیے جاتے

تھے۔ مثلاً دعا اور شفاعت، وہ ان کے وصال کے بعد بھی ان سے طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہوگا۔ اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ اور ان انبیاء و اولیاء کی حیات میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے۔ ایسے امور کا ان سے ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے۔ البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ کما فی قوله تعالیٰ واذ تخلق من الطین وتبرئ الاکمه والابرص باذنی فاسند الخلق والابراء الیٰ عیسیٰ مجازا فلوطلب احد من عیسیٰ روح الله ان تحیی میتا باذن الله فلا یکون شرکا اکبر وکذلك لو طلب احد من ولی حیی او من روح نبی او صالح ان یهب له الاولاد او لیشفیه من مرض اوید فع عنه سوء باذن الله واصره فهذا لا یکون شرکا اکبر

(ھدیۃ المہدی ص۱۹ حاشیہ)

اور جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد واذ تخلق من الطین میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے۔ پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے عرض کرے کہ وہ اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کریں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی یا نبی اور ولی کی روح سے یہ طلب کرے عرض کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔

۳۔ فعلم بداهة ان النداء اوالتوجه او الاستغاثة فی امور یقدر علیها المخلوق واعتقاد النفع والضرر لغیر الله باذن الله وحکمه وارادته لیس بشرك اکبر (ھدیۃ المہدی ص۲۰)

واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ جو امور مخلوق کی قدرت میں ہیں ان میں پکارنا متوجہ ہونا اور مدد مانگنا یا غیر اللہ کے لیے اللہ کے حکم اور ارادہ سے نفع و نقصان کا عقیدہ رکھنا شرک اکبر نہیں ہے۔

٤۔ والا عجب من الاعجب مافرق بعض اخواننا فی هذا بین الاحیاء

والاموات وظن ان الانتصار و الا ستغاثة بالاحياء فی امور یقدر علیها العباد لیس بشرك، و هو شرك بالا موات فی نفس تلك الامور وهل هذا الا سفسطة ظاهرة فان الحی والمیت سیان فی کونهما غیر الله فغایة ما فی الباب ان الاستنصار بالاموات شرك بالاحیاء لا شرك بالله تعالیٰ۔

(ھدیۃ المھدی ص۱۸)

عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے بعض بھائیوں نے امداد طلب کرنے میں زندوں اور مردوں میں فرق کیا ہے اور خیال یہ کیا ہے کہ جو امور بندوں کی قدرت میں ہیں ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں اور انہی امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے کیوں کہ غیر اللہ ہونے میں زندہ و مردہ برابر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شریک بنانا ہے نہ کہ اللہ کا شریک۔

۵۔ یہی وہابی عالم وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ

عبد اللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے پاؤں کو کیا ہوا، انہوں نے کہا، کہ اس کے پٹھے جڑ گئے، لوگوں نے کہا تم کو جو شخص سب لوگوں میں زیادہ محبوب ہے۔ اس کو یاد کرو، انہوں نے کہا یا محمد اُسی وقت پاؤں پھیلا دیا، پاؤں کھل گیا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ غائب کی ندا مطلقاً منع نہیں ہے۔ نہ وہ شرک ہے جب کہ بعض تشدد والے کہتے ہیں...... دوسری روایت میں ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کا پاؤں سن ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ۔ (لغات الحدیث ج ا ص۱۹ کتاب خ)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بالا امام بخاری نے بھی نقل کی ہے۔

(الادب المفرد ص۱۴۲)

اور ان کتب میں بھی موجود ہے۔

(کتاب الاذکار ص۲۶۰، شفا ج ا ص۱۸، نسیم الریاض ج ۳ ص۳۵۵، شرح شفا ج ۳ ص۲۵۵)

یہی روایت وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے نزل الابرار طبع بیروت ج ص۳۷۳، وحید الزماں حیدر آبادی وہابی نے ھدیۃ المھدی ج ا ص۲۳ طبع دہلی وہابیہ کے محدث

قاضی شوکانی نے تحفۃ الزاکرین ص۲۶۷ طبع بیروت پر نقل کی ہے۔

یہی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرنے سے پہلے امام بخاری نے الادب المفرد اور امام نووی نے کتاب الاذکار اور امام ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں باب باندھا ہے۔

ما یقول اذا خدرت رجلہ

جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو کیا کہے۔

گویا امام بخاری اور دیگر جلیل القدر محدثین نے ان دنیا والوں کو بتا دیا جب بھی کسی کا پاؤں قیامت تک لوگوں میں سے سن ہو جائے۔ تو وہ یوں ہی سیّد عالم ﷺ سے امداد طلب کریں۔

محدث دیوبند اصغر حسین:

محدثِ دیوبند اصغر حسین لکھتے ہیں کہ (حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ)

ایک دن کسی حلاج (دھنا نداف) کی دکان پر جا کر اس کو اپنے کسی کام کے لیے بھیج دیا آپ وہاں بیٹھ گئے پھر خیال آیا کہ غریب حلاج کی روزی میں نقصان آیا اور اس کے کام میں ہرج ہوا آپ نے انگلی سے اشارہ کرنا شروع کیا۔ خود بخود روئی سے بنولے علیحدہ ہو کر گرنے لگے۔ اور روئی صاف ہو کر ایک طرف ہو گئی۔ حلاج نے آکر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ (سوانح مولانا روم ص۶۲ مطبوعہ لاہور)

مولوی اصغر حسین دیوبندی نے مولانا جلال الدین رومی کے آسمانوں پر اڑنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ (سوانح مولانا روم ص۱۵)

عبدالماجد دریا آبادی، مفتی ولی حسن ٹونکی دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی اور ایک اور دیوبندی عالم مفتی ولی حسن نے حضور سیّدنا خواجہ معین الدین اجمیری کا حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شعر نقل کیا ہے، کہ

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا

کاملاں را پیر کامل ناقصاں را رہنما

(تصوف اسلام ص۱۴۱ طبع لاہور، از دریا آبادی) (اولیائے پاک و ہند ص۳۴ از مفتی ولی حسن طبع لاہور)

نجم الدین احیائی دیوبندی:

نجم الدین احیائی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

علمائے دیوبند ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے علاوہ غیب کی کوئی بات کسی کو بھی معلوم نہیں ہوسکتی اسی طرح وہ اس بات کے بھی قائل نہیں ہیں۔ کہ انسان اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد سرے سے کوئی تصرف نہیں کرسکتا...... جب تک (اللہ کی) اجازت ہے تب تک عالم برزخ سے بھی کچھ روحیں آ کر دنیا والوں کی مدد کرتیں ہیں۔ (زلزلہ در زلزلہ ص ۱۰۱، ۱۰۲ طبع کراچی)

ہفت روزہ الاعتصام ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث:

ہفت روزہ الاعتصام ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث میں ہے کہ مرزائیوں کے بارے میں واضح اور دوٹوک عقیدہ رکھنے کے باوجود ایک دفعہ آپ (حکیم عبدالرحمٰن خلیق آف بدوملی) اس وجہ سے پریشان تھے کہ اگر خدانخواستہ حیات مسیح کے بارے میں ہمارا عقیدہ غلط ہوا تو قیامت کے دن ہم مجرم نہ بن جائیں۔ آپ پریشانی کی حالت میں آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے کہ کشف کی حالت طاری ہوئی اور ایک نورانی چہرہ سامنے آیا اور آپ سے کہا کہ حیات مسیح کے بارے میں تمہارا عقیدہ درست ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے وجدان نے مجھے بتایا کہ اس قدر بارعب نورانی شخصیت نبی آخر الزماں ﷺ کے علاوہ کسی کی نہیں ہوسکتی۔ آپ ساری زندگی اس واقعہ پر خوش ہوتے رہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰ جون ۱۹۹۷ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۵ جولائی ۱۹۹۷ء)

اسماعیل غزنوی:

اسماعیل غزنوی وہابی کے بیٹے ابراہیم غزنوی نے لکھا ہے

بابا غلام رسول صاحب نے بتایا کہ ان کی خواہش تھی۔ کہ اپنی تمام زندگی رسول پاک ﷺ کے مزار مقدس کو صاف کرتے اور جھاڑتے ہوئے گزار دوں اس خواہش کی تکمیل کے لیے عبادات کے علاوہ دن رات درود شریف پڑھتا رہا، آخر ایک رات حضرت رسول پاک کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا اسمائیل غزنوی سے کہو کہ وہ تمہیں میرے پاس لے آئے میں

نے یہ قصہ آپ کے والد محترم مولانا اسمٰعیل کو سنایا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کہا کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے اپنے عاشق کو اپنے پاس بلانے کے لیے مجھ گناہ گار کو رابطہ بنایا۔ الخ۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۹۸ء)

خلاصہ کلام

حضور سیّد عالم ﷺ انبیاء و اولیاء کے اختیارات اور ان سے استمداد کے متعلق قرآن و حدیث سے دلائل پیش کر دیئے ہیں۔ اور آخر میں اتمام حجت کے واسطے اکابرین دیوبند و نجد کی عبارات سے ہم نے اپنا مؤقف ثابت کر دیا ہے۔ (الحمد الله علی ذلك)

کوئی بھی منصف مزاج ہمارے ان دلائل کو پڑھنے کے بعد ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا انبیاء و اولیاء کے بارے تصرف و اختیار اور ان سے استمداد کا عقیدہ کسی مولوی کی ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ حضور سیّد عالم ﷺ کے صحابہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا یہی عقیدہ رہا ہے اور یہ اعتراف تو وہابیہ کے اکابر نے بھی کیا ہے، کہ ہمارے اہل سنت کے عقائد نئے نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کے آج تک وہی عقائد رہے جو آج اہل سنت و جماعت بریلوی کے ہیں۔

چنانچہ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری بھی لکھتے ہیں کہ امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید ص۵۳ طبع لاہور)

قارئین: لگے ہاتھوں وہابیہ کی بددیانتی اور خیانت بھی ملاحظہ کیجئے۔ ہمارے پاس شمع توحید کے تین نسخے موجود ہیں۔ حوالہ بالا کی شمع توحید مکتبہ عزیزیہ جامع مسجد قدس اہل حدیث لاہور کی شائع ہے جب کہ مکتبہ قدوسیہ لاہور اور اہل حدیث ٹرسٹ کراچی سے شائع ہونے والی شمع توحیذ سے یہ عبارت نکال لی گئی ہے۔

قارئین کرام بحمد اللہ ہمارے عقائد و نظریات وہی ہیں جو صحابہ کرام محدثین اولیائے کرام کے تھے۔ دوسری طرف وہابیہ دیوبندیہ کا ان مسائل میں اہل سنت پر کفر و شرک کا فتویٰ غلط ہے اور بے بنیاد

وہابیہ دیوبندیہ کی حضور ﷺ سے عداوت

اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ انبیاء کرام اولیاء کرام کو عظیم الشان اختیارات عطا کیے ہیں۔ اور وہ خدا کے اذن سے مخلوق کی دستگیری اور حاجت روائی کرتے ہیں مگر دیوبندی وہابی مذہب کے اکابر واصاغر کا کہنا ہے۔ کہ انبیاء واولیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

اگر وہابیہ دیوبندیہ کا یہ عقیدہ ان کے بقول قرآن وحدیث کے مطابق تھا۔ تو انہیں ہر صورت میں اس پر گامزن وقائم رہنا چاہے تھا۔ کہ جو عقیدہ ان کے نزدیک انبیاء وولیاء کے بارے شرک تھا۔ وہ انہیں تمام مخلوق میں ہر ایک کے ساتھ رکھے جانے کو شرک سمجھنا چاہے تھا مگر یہی ان کی دورخی واسلام دشمنی ہے کہ تصرف واختیار واستمداد کا جو عقیدہ ان کے نزدیک انبیاء واولیاء کے بارے شرک تھا۔ یہ وہی عقیدہ تصرف واختیار کا اپنے بڑے مولویوں اکابر کے لیے ثابت کرنے کو دین وایمان سمجھتے ہیں۔ یہاں تصویر کے دورخ پیش کررہے ہیں پہلی تصویر کے رخ میں وہابی دیوبندی اکابر کی کتب معتبرہ سے یہ ثابت کریں گے، کہ ان کے نزدیک انبیاء واولیاء کے بارے تصرف واختیار اور استمداد کا عقیدہ کفر و شرک ہے۔ اور تصویر کے دوسرے رخ میں وہابیہ دیوبندیہ کی معتبر کتب سے یہ ثابت کریں کہ تصرف واختیار اور استمداد اپنے اکابر کے لیے ثابت کرتے نہیں تھکتے اور پھر فیصلہ قارئین پر چھوڑیں گے، کہ انصاف اس دنیا سے رخصت نہیں ہو گیا۔ اپنے ضمیر سے پوچھ کر غیرت ایمانی سے فیصلہ کیجئے، کہ ایک ہی عقیدہ ونظریہ ان وہابی دیوبندی مذہب کے نزدیک انبیاء واولیاء کے لیے کفر بھی ہے اور شرک بھی ہے اور وہی نظریہ اپنے ان اکابر واصاغر کے بارے عین ایمان کس طرح بن گیا ہے۔ اب تصویر کے دونوں رخ ملاحظہ کیجئے۔

تصویر کا پہلا رخ

۱۔ وہابیہ دیوبندیہ کے امام محمد بن عبدالوھاب نجدی لکھتے ہیں کہ

ان محمدا لا يملك لنفسه نفعاً ولا ضرا فضلا عن عبد القادر

(کشف الشبہات ص۱۰)

رسول مکرم ﷺ اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا۔ (کشف الشبھات ملحقہ الجامع الفرید ص۲۱ طبع لاہور، گلشن توحید ص۲۱)

۲۔ یہی محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ

وہ لوگ جو فرشتوں نبیوں یا ولیوں کا قصد کرتے ہیں وہ صرف ان کی سفارش کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسی عقیدہ کی رو سے ان کا مال مباح اور ان کو قتل کرنا حلال ٹھہرا۔ (الجامع الفرید ص۱۵، گلشن توحید ص۱۲)

غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے۔ (کتاب التوحید مترجم ص۱۲۹ طبع لاہور)

وہابی دیوبندی مذہب کے امام اسمٰعیل دہلوی رقمطراز ہیں۔

سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے، اور دور و نزدیک سے پکارے...... یا اس کی صورت کا خیال باندھے، اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری تندرستی کشائش وتنگی مرنا جینا غم وخوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال وہم میرے دل میں گزرتا ہے۔ وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں...... خواہ یہ عقیدہ انبیاء واولیاء سے رکھے خواہ پیر شہید سے خواہ امام وامام زادہ سے خواہ بھوت پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۹-۱۰ طبع دہلی)

سو انہوں نے بیان کر دیا (حضور ﷺ) مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں۔ (تقویۃ الایمان ص۲۴)

اللہ سے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں (انبیاء واولیاء) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے

ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان ص۴۲)

سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان ص۵۸)

اب ضمناً ہم محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسمائیل دہلوی کے متعلق علمائے دیو بند کی رائے نقل کر رہے ہیں۔

دیو بندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی محمد بن عبد الوھاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوھاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدۃ تھے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۶۶ تالیفات رشیدیہ ص۲۴۱)

مشہور دیو بندی مناظر منظور نعمانی اور شیخ محمد بن عبدالوھاب اور ہندوستان کے علمائے حق نامی کتاب میں نجدی کی کھل کر وکالت کی اس کتاب پر قاری طیب اور دیو بندی شیخ محمد زکریا کی تصدیق ہے۔

کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق رشید احمد گنگوہی دیو بندی لکھتے ہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب امر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۹۲، تالیفات رشیدیہ ص۸۴)

تصرف واختیار اور استمداد پر دیو بندی وہابی مذہب کی چند ایک عبارات ہم نے نقل کی ہیں اختصار مانع ہے وگرنہ ایسی سینکڑوں عبارات پیش کی جاسکتی ہیں یہ ان کا بنیادی مذہب اور ان کے عقائد ہیں ان عبارات سے ایک خالی الذہن آدمی بھی اس نتیجہ پر پہنچے گا نبی مکرم ﷺ اور دیگر انبیاء واولیاء کے متعلق تصرف واختیار کا عقیدہ کفر وشرک اور منافی توحید ہے' وہابی دیو بندی مذہب کے نزدیک'۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کی حضرت خواجہ اجمیری سے عداوت اور بت پرستی کے فوائد سے آشنائی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے ملفوظات میں ہے کہ ایک انگریز نے لکھا ہے، کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز بات میں نے یہ دیکھی کہ اجمیر میں ایک مردہ کو دیکھا کہ اجمیر میں پڑا ہوا سارے ہندوستان پر سلطنت کر رہا ہے واقعی خواجہ صاحب کے ساتھ لوگوں کو بالخصوص ریاست کے امراء کو بہت ہی عقیدت ہے ان حضرات نے اللہ کی اطاعت کی تھی پھر دیکھئے کیا رنگ ظاہر ہو رہا ہے حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب نے عرض کیا کہ جب فائدہ ہوتا ہوگا تب ہی تو اس قدر عقیدت ہے (تھانوی اشرف علی نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسا ظن ہو ویسا ہی معاملہ فرماتے ہیں اس طرح تو بت پرستوں کو بت پرستی میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ ص ۳۸۴، طبع ملتان)

اندازہ کیجئے۔ تھانوی نے حضرت خواجہ اجمیری کے سنگ در کا رشتہ بت خانے کی دہلیز کے ساتھ جوڑ دیا اور یہ بھی قابل غور بات ہے کہ ایک منکر اسلام انگریزی کی نظر میں حضرت خواجہ کی عظمت اور دوسری طرف تھانوی کی ہفوات، اور پھر یہ بھی غور کیجئے۔ تھانوی صاحب کے نزدیک بت پرستی میں بھی فائدہ ہوتا ہے

تصویر کا دوسرا رخ:

دیوبندی وہابی مذہب میں حضور سیّد عالم ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کے متعلق تصرف و اختیار اور استمداد کا عقیدہ کفر و شرک ہے۔

دیوبند و نجد کی اندھیر نگری:

وہی عقیدہ جو وہابی دیوبندی انبیاء و اولیاء کے متعلق کفر و شرک بتاتے ہیں وہی عقیدہ اپنے اکابرین دیوبند و نجد کے لیے جائز بلکہ واقع بتاتے ہیں آیئے ہم آپ کو دیوبند و نجد کی اندھیر نگری کی سیر کراتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے آگبوٹ کو تباہی سے بچالیا:

ا۔ حاجی صاحب موصوف کے ایک مرید بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ جہاز ایک تلاطم خیز طوفان سے ٹکرا گیا اب تفصیل مرید صاحب کی زبانی سنیئے، آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی، اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے، انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہو گا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر و کارساز مطلق ہے اوسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا۔ اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ قصہ پیش آیا ادھر اگلے روز مخدوم جہان (حاجی امداد اللہ) اپنے خادم سے بولے، ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا۔ کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے، فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں ایک تمہارا دینی سلسلے کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھالیا جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی اسی سے چھل گئی ہوگی۔

(کرامات امدادیہ ص۱۸ طبع کتب خانہ ہادی دیوبند)

حاجی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ

خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا۔ کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا۔ میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی، اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ص۳۶ طبع جامعہ اشرفیہ لاہور شمائم امدادیہ ص۸۸ طبع ملتان، امداد المشتاق ص۱۲۴ طبع لاہور)

اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ

فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو۔ دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل

آسان کر دیتا ہے نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص۰۰ امداد المشتاق ص۱۴۱، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ص۳۵)

اسی طرح کا ایک واقعہ اشرف علی تھانوی دیوبندی بھی بیان کرتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج۱۰ ص۲۴۲)

لگے ہاتھوں تھانوی صاحب کی سن لیجئے کہ

ارواح کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ بعض کو تصرف عطا ہوتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج۱۰ ص۱۱۴)

مرید نے دور سے فریاد کی پیر صاحب نے فریاد سن کر وہاں پہنچ کر جہاز کو تباہی سے بچالیا۔ یہ عقیدہ تو اپنے گھر کے بزرگ کے لیے بغیر کسی ہچکچاہٹ سے مان لیا مگر رسول کائنات ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کے بارے میں جب بات آتی ہے تو کفر و شرک کے فتوے تیار ملتے ہیں پھر یہ فتویٰ ملتا ہے کہ

یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو، کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی، بلکہ دعا کرائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو مانگنے کی راہ شرک ثابت نہیں ہوا۔ لیکن پکارنے کی راہ سے (شرک) ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۳ طبع دہلی)

وہی نظریہ جو انبیاء و اولیاء کے متعلق کفر و شرک ہے اپنے گھر کے بزرگوں کے بارے میں عین ایمان کیسے بن گیا انصاف سے کہیے یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے۔

بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی:

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب بیان کرتے ہیں کہ جس دور میں مولوی رفیع الدین مدرسہ کے مہتمم تھے۔ مدرسہ کے صدر مدرسین کے درمیان کچھ اختلافات جھگڑے کی صورت اختیار کر گئے پھر مولوی محمود الحسن صاحب بھی اس میں شریک ہو گئے اور یہ جھگڑا طول پکڑ گیا۔ پھر بعد میں کیا ہوا قاری محمد طیب دیوبندی کی زبانی سنیئے کہ

ایک دن علی الصباح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا

محمود حسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو دارالعلوم دیو بند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا۔ اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح ثلاثہ ص۲۶۱ طبع لاہور)

اس واقعہ پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ روح کا تمثل تھا۔ اور اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جسد مثالی تھا۔ مگر مشابہ جسد عنصری کے دوسری صورت یہ کہ روح نے خود عناصر میں تصرف کر کے جسد عنصری تیار کر لیا ہو۔ (ارواح ثلاثہ ص۲۶۱ ص۲۶۲)

اولاً: تو یہ سوچئے کہ نانوتوی کو قبر میں ہوتے ہوئے مدرسہ کے ان حالات کی خبر کیسے ہو گئی۔ تو ان لوگوں نے اپنے مولوی کے لیے غیبی قدرت و علم غیب ثابت کر دیا۔

دوم: پھر نانوتوی صاحب جسد عنصری کے ساتھ مدرسہ میں مشکل حل کرنے کے لیے مرنے کے بعد کیسے آ گئے۔

سوم: تھانوی صاحب نے تو حد کر دی کہ نانوتوی کو جسم انسانی کا خالق ہی قرار دے دیا اور ایسی قوت تصرف نانوتوی کے لیے ثابت کر دی اور پھر مولوی رفیع الدین مولوی محمود الحسن مولوی اشرف علی تھانوی قاری طیب دیوبندی آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لے آئے۔ نہ وہاں کوئی قرآنی آیت یاد آئی، نہ کوئی حدیث؟

انصاف سے کہیے وہی قوت و طاقت اور اختیار و علم غیب رسول کائنات ﷺ کے لیے بیان کیا جائے، تو سارا قرآن اس کے مخالف پڑھ کر سنانے کی کوشش ہوتی ہے۔ احادیث بھی اس پر منطبق کی جاتی ہیں کفر و شرک کے فتوے بھی تیار ہوتے ہیں مگر وہی سب کچھ اپنے

مولوی اکابر کے لیے بغیر چوں چرا بغیر ہچکچاہٹ کے لیے تسلیم کرلیا جاتا ہے۔ پھر کفر وشرک کی بجائے وہی ایمان بن جاتا ہے آخر کیوں؟ یہ ظلم نہیں تو کیا ہے اسے اگر رسول دشمنی اسلام دشمنی قرآن دشمنی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

۲۔ دیو بندی عالم مناظر احسن گیلانی نے ایک واقعہ نقل کیا۔ جو طویل ہے صرف اس کو مفہوم کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ کسی علاقے میں ایک مولوی صاحب دیو بندی جو کم پڑھے ہوئے تھے چلے گئے، وہاں انہوں نے ایک مسجد کی امامت شروع کردی، لوگ ان سے مانوس ہو گئے۔ عرصہ بیت گیا۔ ایک دن ایک اور مولوی صاحب وہاں آ گئے وعظ و تقریر کی۔ لوگ ان کے بڑے معتقد ہوئے پھر ان مولوی صاحب نے لوگوں سے پوچھا تمہارا امام مسجد کون ہے کہا گیا۔ کہ دیو بند کے پڑھے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی مولوی صاحب آگ بگولہ ہو گئے۔ اور فتوے بازی شروع کردی دیو بندی یہ وہ ہوتے ہیں گستاخ رسول اسلام دشمن ہوتے ہیں تمہاری ساری نمازیں جو اس کے پیچھے پڑھیں برباد ہوئیں، قصبے کے لوگ پریشان ہو کر دیو بندی امام کے پاس آئے، کہنے لگے واعظ مولانا صاحب کی باتوں کا جواب دیجئے یا بتائیے کہ آپ کا کیا علاج کیا جائے۔ کہ آپ پر روپے بھی خرچ کئے نمازیں بھی برباد ہوئیں دیو بندی امام کے پاس اتنے علمی مواد تو نہ تھے جان بھی غریب کی خطرے میں آ گئی۔ سوچا کہ واعظ صاحب نہ جانے کتنے بڑے عالم ہیں ڈرتے ڈرتے مناظرہ طے کیا۔ وقت پر ڈرتے ڈرتے پہنچے واعظ صاحب کتابیں لئے پہنچ گئے، مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ایک ہستی شخصیت بزرگ نمودار ہوئے۔ اور دیو بندی امام کے پاس آ کر بیٹھ کر اسے تسلی دیتے ہیں دیو بندی امام کہتے ہیں پھر کیا ہوا میرے منہ سے جو الفاظ نکل رہے تھے معلوم نہ تھا کچھ دیر کے بعد وہ واعظ صاحب دیو بندی امام کے قدموں پر سر رکھ کر ان کی فتح اپنی شکست کا اعلان کرتے ہیں پھر وہ نمودار ہونے والی شخصیت غائب ہو گئی۔ ملخصاً (سوانح قاسمی ج ا ص ۳۳۱،۳۳۰)

پھر دیو بندی محمود الحسن نے کبھی اس دیو بندی امام سے نمودار ہونے والی شخصیت کا حلیہ پوچھا تو اس نے بتایا تو کہا ارے یہ تو حلیہ ہمارے مولانا قاسم نانوتوی کا تھا۔ یہ تو حق

تعالیٰ کی طرف سے تمہاری امداد کے لیے ظاہر ہوئے تھے۔ (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۲)

دیکھ لیجئے غیب و تصرف امداد سب کچھ اپنے مولانا کے لیے مان لیا یہاں کفر و شرک نہیں ایمان ہے اسلام ہے۔ اس لیے کہ علم غیب تصرف و اختیار استمداد ثابت نہیں تو صرف انبیاء و اولیاء کے لیے نہیں مولوی کے لیے سب کچھ ثابت ہے۔

مولوی صاحب کو قبر میں بیٹھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ ہمارا ایک دیو بندی فلاں جگہ اس طرح پریشان ہے اس لیے ہم اس کی امداد کو جاتے ہیں پھر یہ کہ وہ جسم کے ساتھ قبر سے نکل کر مدد کے لیے میدان مناظرہ میں بھی پہنچ گئے پھر مرنے کے بعد بھی مولوی صاحب امداد کر سکتے ہیں اگرچہ انبیاء و اولیاء وصال کے بعد امداد نہیں کر سکتے انصاف سے کہیے کہ ہم اسے رسول دشمنی کی بجائے کیا کہیں۔

۳۔ پھر انہی گیلانی صاحب کے بیان کردہ ایک اور واقعہ کو مفہوم کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ شیعہ نے قاسم نانوتوی کا مذاق اڑانے کے لیے ایک آدمی زندہ کو میت کی صورت میں چارپائی پر لٹا کر جنازہ کے لیے نانوتوی صاحب کو عرض کیا۔ کہ نانوتوی صاحب کو حقیقت کا علم نہیں تھا۔ نانوتوی نے پہلے تو انکار کیا پھر ان شیعہ کے اصرار کی وجہ سے قبول کر کے جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے شیعہ کا پروگرام یہ تھا کہ نانوتوی صاحب پہلی تکبیر کہیں گے۔ تو آدمی کھڑا ہو جائے گا۔ تو خوب نانوتوی کی تذلیل ہوگی۔ اب آگے گیلانی صاحب کی زبانی ہی سن لیجئے کہ حضرت نے ان کے اصرار پر منظور فرما لیا۔ اور جنازہ پر پہنچ گئے مجمع تھا۔ حضرت ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔ کہ چہرہ پر غصے کے آثار دیکھے گئے آنکھیں سرخ تھیں اور اور انقباض چہرے سے ظاہر تھا۔ نماز کے لیے عرض کیا گیا، آگے بڑھے اور نماز شروع کی۔ دو تکبیریں کہنے پر جب طے شدہ کے مطابق جنازہ میں حرکت نہ ہوئی۔ تو پیچھے سے کسی نے ہونٹھ کے ساتھ صاحب جنازہ کو اٹھ کھڑے ہونے کی سسکاری دی مگر وہ نہ اٹھا، حضرت نے تکبیرات اربعہ پوری کر کے اُسی غصہ کے لہجہ میں فرمایا کہ اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اٹھ سکتا۔ دیکھا گیا تو مردہ تھا شیعوں میں رونا پیٹنا پڑ گیا۔ (حاشیہ سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۷ طبع لاہور)

جنازہ پڑھانے کے وقت غصے سے آنکھیں سرخ ہونا بتلاتا ہے کہ ان کو غیبی طور پر

حقیت کا علم ہو گیا اور نانوتوی کی قوت تصرف سے بندہ مر گیا۔ اور پھر اس کو اس بات کا علم بھی ہو گیا۔ مولوی صاحب کے لیے تو یہ سب کچھ ثابت ہے۔ مگر رسول کائنات ﷺ کے بارے کچھ بھی ثابت نہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر و شرک ہے فیا العجب۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ

مولوی عبد السبحان صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گوالیار فرماتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپے کا مطالبہ ہوا۔ ان کے بھائی یہ خبر پا کر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنج مراد پونہچے حضرت مولانا نے وطن دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا دیوبند مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا گنگوہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کی خدمت میں قریب تر کیوں نہ گئے، اتنا دراز سفر کیوں اختیار کیا انہوں نے عرض کیا، حضرت یہاں مجھے عقیدت لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا تم گنگوہی جاؤ۔ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہی کی دعا پر موقوف ہے میں اور تمام روئے زمین کے اولیاء بھی اگر دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۱۵ طبع لاہور)

اب بات اپنے بڑے کی ہے تو مشکل کشائی بھی اور غیب کا راز سب کچھ مان لیا۔ مگر انبیاء و اولیاء کے متعلق اگر ایسا عقیدہ ہو کفر شرک سب کچھ ہے۔

۲۔ دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی نے گنگوہی کے ایک مرید کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ حاجی صاحب مرحوم کی اہلیہ ایک مرتبہ سخت علیل ہوئیں فم معدہ میں اس شدت سے درد ہوتا تھا۔ کہ تڑپتی اور لوٹتی تھیں۔ آخر غش آ جاتا۔ اور بے ہوش ہو کر دم رک رک جاتا تھا۔ اس درد کے متواتر دورے تقریباً دو ماہ تک ہوتے رہے۔ آخر ایک دورہ ایسا سخت پڑا۔ بتیسی بند ہو گئی۔ ہاتھ پاؤں کی نبضیں چھوٹ گئیں غشی طاری ہو گئی اور تمام جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ حاجی صاحب کو اہلیہ سے محبت زیادہ تھی۔ بے قرار ہو گئے پاس آ کر دیکھا تو حالت غیر تھی صرف

سینہ میں سانس چلتا محسوس ہوتا تھا۔ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ رونے لگے اور سرہانے بیٹھ کر یسین شریف پڑھنی شروع کر دی چند لمحے گزرے تھے کہ دفعۃً مریضہ نے آنکھ کھولی اور ایک لمبا سانس لے کر پھر آنکھ بند کر لی۔ سب نے سمجھ لیا کہ اب وقت اخیر ہے۔ حاجی دوست محمد خان اس حسرت ناک نظارہ کو دیکھ نہ سکے۔ بے اختیار وہاں سے اٹھے، اور مراقب ہو کر حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کی طرف متوجہ ہوئے کہ وقت آ گیا ہو، تو خاتمہ بالخیر ہو اور زندگی باقی ہے تو یہ تکلیف جو متواتر تین دن سے ہو رہی ہے دفع ہو جائے۔ مراقبہ کرنا تھا۔ کہ مریضہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور باتیں کرنی شروع کر دیں۔ نبضیں اپنے ٹھکانے آ لگیں اور افاقہ ہو گیا دو تین دن میں قوت بھی آ گئی۔ اور بالکل تندرست ہو گئیں اس کے بعد کبھی درد نہیں اٹھا، حاجی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ جس وقت میں مراقب ہوا حضرت کو اپنے سامنے پایا اور پھر تو یہ حال ہوا کہ جس طرح نگاہ کرتا حضرت امام ربانی (رشید گنگوہی) کو ہیت اصلیہ موجود دیکھتا تھا۔ تین شبانہ روز یہی حالت رہی۔ جب مریضہ بالکل تندرست ہو گئیں اس وقت یہ حالت بھی رفع ہو گئی۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۲۱۔۲۲۰)

اب تو گنگوہی صاحب کو امداد کے لیے فریاد کرنا پھر انہیں اس کی خبر ہونا تصور شیخ سب کچھ دین ایمان ہے۔ مگر اس رسول دشمنی کا کیا کیا جائے۔ یہی عقائد اگر انبیاء واولیاء کے متعلق ہوں یہی سب کچھ شرک اور کفر ہے۔ لگے ہاتھوں اسی تصور شیخ کے متعلق رشید احمد گنگوہی کا خود فتویٰ اپنا پڑھ لیجئے کہ سوال ہوا۔ تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں کیسا ہے اور یہ جاننا کہ جب ہم ان کا تصور باندھتے ہیں تو وہ ہمارے پاس موجود ہو جاتے ہیں اور ہم کو معلوم ہو جاتے ہیں ایسا اعتقاد کرنا کیسا ہے؟

اس کا جواب رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی زبانی سنیئے کہ۔

جواب: ایسا تصور درست نہیں اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۰ طبع کراچی)

سوال تو یہ ہے اولیاء کے بارے یہ فتویٰ ہے۔ اپنے بڑے کے لیے واقعہ ثابت ہے جائز ہے ایمان ہے۔ ایک ہی چیز ایک جگہ شرک وہی چیز دوسری جگہ ایمان کس طرح بن گئی مسئلہ

صرف یہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ سے دشمنی ہے۔ دیگر انبیاء و اولیاء سے چڑ ہے۔ دیکھئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ رب دیتا ہے میں بانٹتا ہوں۔ (بخاری ج ا ص۱۶، مسلم ج ا ص۳۳۳، مشکوٰۃ ص۳۲)

دیو بندی قاسم نانوتوی نے اسے اپنے اوپر فٹ کیا۔ سنئے نانوتوی نے سفر حج کیا ''راستہ میں جو کچھ بھی ملتا، وہ سب ان لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دیدیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس رکھئے تو فرمایا'' **انما انا قاسم واللّٰہ یعطی** ''(ارواح ثلاثہ ص۳۱۵)

یہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سنی حنفی بریلویوں کے لیے قاسم حضور سیّد عالم ﷺ ہیں۔ جبکہ دیو بندی حضور ﷺ کو ماننے کی بجائے مولوی قاسم نانوتوی کو اپنا قاسم مانتے ہیں انصاف سے کہیے کیا یہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جسارت نہیں ہے؟

اشرف علی تھانوی:

دیو بندی خواجہ عزیز الحسن تھانوی صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

عرصہ دراز ہوا ایک صاحب نے خود احقر سے یہیں خانقاہ میں بایں عنوان اپنا واقعہ بیان کیا۔ کہ دیکھنے میں تو حضرت والا (تھانوی اشرف علی) یہاں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کیا خبر اس وقت کہاں پر ہوں۔ کیوں کہ میں ایک بار خود حضرت والا کو باوجود تھانہ بھون میں ہونے کے علی گڑھ میں دیکھ چکا ہوں۔ جبکہ وہاں نمائش تھی۔ اور اس کے اندر سخت آگ لگی تھی۔ میں بھی اس نمائش میں اپنی دوکان لے گیا تھا۔ جس روز آگ لگنے والی تھی۔ اسی روز خلاف معمول عصر ہی کے وقت سے میرے قلب کے اندر ایک وحشت سی پیدا ہونے لگی۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ باوجود اس کے کہ اصل بکری کا وقت وہی تھا لیکن میں نے اپنی دوکان کا ساز و سامان قبل از وقت ہی سمیٹ سمیٹ کر بکسوں میں بھرنا شروع کر دیا جب بعد مغرب آگ لگنے کا غل شور ہوا۔ تو چونکہ میں اکیلا تھا۔ اور بکس بھاری بھاری تھے۔ اس لیے میں سخت پریشان ہوا کہ یا اللہ دوکان سے باہر کیوں کر لے جاؤں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ دفعۃً حضرت والا (تھانوی) نمودار ہوئے۔ اور بکسوں میں سے ایک ایک بکس کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا کہ جلدی سے اٹھاؤ چنانچہ ایک طرف سے تو اس بکس کو خود اٹھایا اور

دوسری طرف سے میں نے اٹھایا اسی طرح تھوڑی دیر میں ایک ایک کر کے سارے بکس باہر رکھوا دیئے۔ اس آگ سے اور دوکانداروں کا بہت نقصان ہوا لیکن بفضلہٖ تعالیٰ میرا سب سامان بچ گیا۔ (اشرف السوانح ج ۳ ص ۷-۳، طبع ملتان)

محافل میلاد میں حضور سیّد عالم ﷺ اور دیگر انبیاء واولیاء کی متعدد مقامات پر جلوہ گری پر قرآن وحدیث سے دلائل طلب کرنے والوں دیوبندیوں نے اپنے تھانوی کے لیے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مان لیا۔ اب نہ کوئی دلیل یاد آئی نہ کچھ اور، دیوبندی محمود الحسن کسی شاگرد کی نزع کے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود روحانی تصرف سے امداد کرتے ہیں۔

(ص ۲۵۵ حیات شیخ الہند طبع لاہور)

قارئین کرام: دیوبندی مذہب کے کثیر حوالہ جات موجود ہیں مگر خوف طوالت کی وجہ سے ان ہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں مزید تحقیق کے شائق رئیس التحریر حضرت مولانا محمد ارشد القادری صاحب کی کتب ''زلزلہ اور زیروزبر'' کا مطالعہ فرمائیں، اب وہابیہ کے چند ایک حوالہ جات اسی رسول دشمنی کے پیش خدمت ہیں۔

وہابی مولوی میں بیٹا دینے کی طاقت:

وہابیہ کے عبد المجید سوہدروی تلمیذ وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اپنے ایک عالم کی کرامات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

موضع لکھوکی سے کچھ فاصلہ پر ایک جمیل نامی گاؤں تھا۔ جہاں کا سردار جلال الدین عرف جلو بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا۔ جلو کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں، مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔ پنجاب میں یہ رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو، تو وہ پیروں فقیروں جوگیوں مست قلندروں خانقاہوں اور قبروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان سے اولاد چاہتا ہے جلو بھی اسی خیال کا آدمی تھا۔ اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا۔ وہیں اٹھ دوڑتا تھا ایک بار اسے پتہ چلا، کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے۔ اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے۔ وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا، نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا، جلو نے دل میں کہا کہ

وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا۔ مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں تجھے بیٹا یہاں سے نہیں۔ وہاں ہی سے ملے گا۔ جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھو کی پہنچا اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب (وہابی) سے سارا واقعہ بیان کر دیا:..... آپ نے دعا فرمائی، خدا کی قدرت اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند تولد ہوا۔

(سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی ص۷۷، ۸۷ طبع منڈی بہاء الدین کرامات اہل حدیث ص۱۰، ۱۱ طبع سیالکوٹ)

دیکھ لیجئے۔ بیٹا کہاں سے ملے گا لکھو کی وہابی مولوی سے اب نہ خدا یاد آیا نہ کوئی قرآن کی آیت نہ کوئی حدیث کیوں اس لیے کہ مسئلہ اپنے بڑے کا ہے۔ اگر یہی عقیدہ رسول کائنات ﷺ یا دیگر انبیاء و اولیاء کے متعلق کوئی سنی حنفی بریلوی رکھے، تو جناب فتویٰ کفر و شرک سارا قرآن مخالف احادیث کا انبار اس کے مخالف لگانے کی کوشش کر دی جاتی ہے۔ انصاف سے بتائیے۔ ایک ہی مسئلہ انبیاء و اولیاء کے متعلق کفر و شرک ہے۔ وہی اپنے مولوی کے لیے عین ایمان کیسے بن گیا۔ یہ رسول دشمن نہیں۔ تو کیا ہے۔

۲۔ اپنے مولوی کی کرامات بیان کرتے ہوئے مزید لکھا کہ

جب آپ (قاضی سلیمان منصور پوری) حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، ...... چنانچہ ایسا ہی ہوا سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص۹۵ کرامات اہل حدیث ص۲۳، نام نہاد اہل حدیث یہی علم غیب و اختیار حضور سیّد عالم ﷺ کے لیے نہیں مانتے مگر ان کی رسول دشمنی کا اندازہ لگائیے کہ اپنے مولوی کے لیے مانتے ہیں۔

مولوی کا کہنا تو گویا [illegible] بیکون ہے:

نعوذ باللہ لکھتے ہیں کہ

فضل دین زمیندار سکنہ مان کا بیان ہے۔ کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی کہ گھر والوں کو دودھ گھی مل سکتا۔ پاس کوئی رقم بھی نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی جاسکتی۔ ایک بوڑھی سی بھینس تھی۔ جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ اب گائے بھینس نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے۔ میں نے مولانا (غلام رسول قلعوی) سے عرض کیا۔ کہ دعا کریں کہ خدا کوئی دودھ گھی کا انتظام کر دے آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گابھن ہو

چکی ہے اور عنقریب بچہ دینے والی ہے۔ وہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی، تم فکر نہ کرو، فضل الدین کا بیان ہے کہ سچ مچ تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی، اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد سوئی (بچہ دیا) اور مدت دراز تک دودھ دیتی رہی۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول قلعوی ص۱۲۹ طبع گوجرانوالہ۔ سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص۸۳، کرامات اہل حدیث ص۱۴)

وہ بھینس جس سے وہ آدمی خود مایوس ہے کہ بہت بوڑھی ہو چکی ہے مگر مولوی صاحب کی نظر کرم سے گابھن ہو جاتی ہے۔ پھر مولوی صاحب کو علم غیب ہو جاتا ہے کہ وہ خوشخبری دیتے ہیں یہ بچہ جنم دینے والی ہے اور مدت دراز دودھ دیتی رہے گی۔ یہ سب کچھ ثابت ہو گیا مگر جب رسول محترم ﷺ اور غوث اعظم اور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق یہ سب کچھ ماننا شرک ہو جائے گا آخر کیوں؟ وہی سب کچھ مولوی کے لیے تو جائز بلکہ واقعہ مگر انبیاء و اولیاء کے لیے شرک ہے کفر ہے بتائیے یہ اسلام دشمنی رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

مولوی کا علم غیب اور قوت تصرف:

مولوی غلام رسول وہابی کی کرامات میں لکھتے ہیں کہ

ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ کہ اس نے یہ شکایت کی۔ کہ حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا اس کے فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے۔ جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو۔ حجام گھر گیا۔ تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا۔ اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیوں کہ طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔ (مولانا غلام رسول، ص۱۰۷، کرامات اہل حدیث ص۱۲، ۱۳، طبع سیالکوٹ، بسوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص۸۰ طبع منڈی بہاء الدین)

دیکھ لیجئے۔ اپنے مولوی کے لیے کس فراخدلی سے علم غیب قدرت و اختیار سب کچھ تسلیم کر لیا۔ اور خود مان رہے ہیں کہ مولوی صاحب کو گھر بیٹھے علم ہے کہ اس کا بیٹا کہاں ہے صرف ہمیں نہیں بلکہ دفعۃً وہاں سے اپنی روحانی قوت و طاقت سے بغیر سواری بیٹے کو قلعہ

میاں سنگھ بھی پہنچا دیا۔ پھر مولوی صاحب نے وہیں بیٹھ کر حجام کے گھر کی خبر بھی دے دی اور بیٹے کے روٹی کھانے کا بھی بتا دیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں خدا ایسا کر دے گا وغیرہ نہیں۔ نہ انشاء اللہ کہا۔ نہ بفضلہ تعالیٰ کہا۔ مولوی کا قلعہ میں بیٹھے سکھر تک تصرف وقوت کام کر رہا ہے۔ مگر یہی کچھ اگر انبیاء بالخصوص حضور سرور عالم ﷺ اور اولیاء بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے ماننا ان لوگوں وہابیوں کے نزدیک شرک اکبر ہے۔ وہی کچھ مولوی کے لیے جائز بلکہ واقع۔ مگر سرور عالم ﷺ کے لیے شرک اکبر آخر کیوں؟

مجھے کہنے دیجیے یہ لوگ رسول کائنات ﷺ اور دیگر محبوبان خدا سے عداوت وبغض رکھتے ہیں بظاہر قرآن وحدیث کا نام لینے والے قرآن وحدیث کے دشمن ہیں اور ان سے کوسوں دور ہیں۔

وہابی مولوی گنج بخش بھی اور گنج سلب بھی:

مولوی غلام رسول قلعوں کی کرامات میں ہی لکھا ہے کہ

قلعہ میاں سنگھ میں ایک بڈھا نامی کشمیری تھا۔ جو بہت عیالدار مگر مفلس اور غریب تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اپنی ناداری کی شکایت کی۔ دعا کے لیے التجا کی آپ نے فرمایا میاں بڈھا بعد نماز صبح ایک بار سورۃ یسین پڑھ لیا کرو۔ انشاء اللہ کسی نہ کسی صورت تمہیں ایک روپیہ روزانہ مل جایا کرے گا، میاں بڈھا نے یہ عمل شروع کر دیا اور سچ مچ اسے ایک روپیہ روزانہ ملنے لگا، کبھی کسی بہانہ ملتا، کبھی کسی بہانہ، مگر ایک روپیہ روز ضرور مل جاتا۔ اس نے دل میں خیال کیا کہ اگر دو بار سورۃ یٰسین پڑھوں، تو شاید دو روپیہ ملا کریں چنانچہ اس نے دو بار روزانہ پڑھنی شروع کر دی۔ تو سچ مچ دو روپیہ ملنے لگے۔ پھر اس نے تین بار شروع کر دی۔ تو تین روپیہ ہو گئے پھر چار بار پڑھی، تو چار روپیہ ملے، پھر وہ پانچ بار پڑھنے لگے، تو پانچ روپیہ ملنے شروع ہو گئے۔ اسی اثناء میں ایک دن مولوی صاحب آ گئے۔ فرمایا کہ میاں بڈھا اب تم بہت لالچی ہو گئے ہو۔ اب سورۃ یسین سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ بڈھا کہتا ہے کہ اس کے بعد میں ہزار بار بھی یسین پڑھتا رہا مگر پھر ایک روپیہ بھی نہ ملا۔

(سوانح حیات مولانا غلام رسول ص۲۴ طبع گوجرانوالہ۔ سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص۸۴، کرامات اہل حدیث ص۱۶)

یہاں اپنے مولوی کے لیے گنج بخش ہونا ثابت کر دیا ہے، پھر مولوی نے اپنی روحانی قوت سے سورۃ یٰسین سے تاثیر ختم کر دی۔ مگر یہی کچھ انبیاء و اولیاء کے لیے وہابیوں کے نزدیک شرک ہے۔

وہابی مولوی نے مشکل کشائی کر دی:

مولوی غلام رسول کی کرامات میں مزید لکھا ہے کہ

فضل الدین نمبردار سکنہ ماَن ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ساہوکار سے بارہ سو روپیہ قرض لیا تھا اور وہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک بار تو اس نے مجھے نوٹس دے دیا اور قریب تھا کہ دعویٰ کر کے مجھے ذلیل کرتا میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی غربت اور ناداری کا ذکر کیا اور دعا کی فرمائش کی آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ۔ چار آدمی ساتھ لے کر اس سے حساب کرو، صرف بائیس روپیہ نکلیں گے وہ ادا کر دینا فضل الدین حیران ہوا کہ میں نے ابھی تک اسے دیا لیا تو کچھ ہے نہیں، بھلا بائیس روپیہ کیوں کر نکلیں گے وہ چند دوستوں کو ساتھ لے کر گیا اور ساہوکار سے کہا کہ بھئی کھاتہ لاؤ۔ اور میرا حساب صاف کر لو۔ ساہوکار نے بہی نکالی تو دیکھا کہ اس حساب میں کہیں لکھا ہے فلاں تاریخ کو اتنی گندم لی۔ اتنا تمبا کو وصول ہوا، اتنی کپاس آئی علی ہذا القیاس سارا حساب جو لگایا تو بتایا صرف بائیس روپے نکلے ساہوکار بھی حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور فضل الدین بھی حیران تھا مگر یہی کھاتہ کے مطابق بائیس روپے دے کر حساب صاف کر دیا گیا۔

(سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص۸۲، کرامات اہل حدیث ص۱۳، سوانح حیات مولانا غلام رسول ص۱۲۸)

اگر کسی نبی یا ولی کے متعلق ایسا واقعہ ہوتا تو صاحب نہ جانے کیا کیا فتوے لگتے۔ کفر و شرک سے نیچے تو کچھ نہ ہوتا مگر صاحب خاموش رہیے مسئلہ رسول کائنات ﷺ یا دیگر انبیاء اولیاء کا نہیں بلکہ اپنے ان کے وہابی مولوی کی مشکل کشائی کا ہے۔ وہ نہ صرف جائز بلکہ واقعہ اور تقاضائے ایمان اور عین اسلام ہے اپنے ضمیر کا فیصلہ دیجئے وہی سب کچھ جو انبیاء و اولیاء کے متعلق عقیدہ رکھنا شرک ہے وہی سب کچھ اپنے بڑوں مولویوں کے لیے امر واقع اسے رسول دشمنی نہ کہیے تو کیا کہے؟

لگے ہاتھوں وہابیوں کے بقول ان کے مولوی کی مشکل کشائی کا واقعہ سنیے کہ ایک بار ایک شخص...... نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور میں نے مجاہدین کو ایک چٹھی بھیجی تھی جو راستہ میں پکڑ لی گئی۔ چونکہ میں سرکاری ملازم ہوں اور وہ چٹھی میرے افسروں کے پاس پہنچ گئی ہے اس لیے اب مجھ پر مقدمہ چلے گا، اور نہ صرف ملازمت ہی سے برطرف کر دیا جاؤں گا، بلکہ سخت سزا بھی دی جائے گی، خدا کے لیے دعا کیجئے، اور مجھے اس مصیبت سے بچائیے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے سامنے عبداللہ (غزنوی) نے مراقبہ کیا اور کچھ عرصہ کے بعد سر اٹھایا اور اپنی بغل سے وہ چٹھی نکال کر اس شخص کو دی اور پوچھا کیا یہی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں حضور یہی ہے جس کی بناء پر مقدمہ چل سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے جلا دو، اب مقدمہ نہیں چل سکے گا چنانچہ جب مقدمہ پیش ہوا اور وہ افسر میری چٹھی پیش نہ کر سکا تو مجھے بری کر دیا گیا۔

کرامات اہل حدیث ص۲۷، بسوانح عمری مولوی عبد اللہ الغزنوی ص۶۹۔۷۰ مولوی صاحب نے مشکل کشائی کر دی مگر نور مجسم حبیب خدا ﷺ اپنی ذات کے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں نعوذ باللہ

مولوی نذیر حسین وہابی کا علم واختیار:

وہابی عالم فضل حسین بہاری میاں نذیر حسین دہلوی کی ایک کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ کسی آدمی کا ایک خادم شیخ (نذیر حسین) کے ساتھ دل میں عداوت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ شیخ اس آدمی کی دعوت میں دستر خوان پر بیٹھے تھے۔ کہ اس خادم نے آپ کے کھانے میں خنزیر کا گوشت ملا دیا۔ جب کھانا میاں نذیر حسین صاحب کے سامنے حاضر کیا گیا۔ تو آپ نے قے کرنا شروع کیا۔ کچھ کھائے بغیر آپ وہاں سے اٹھ کر چل دیئے۔ اور جہاں سے گئے تھے وہیں سے واپس آ گئے۔ اس کے بعد اس خادم کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا، کہ قریب المرگ ہو گیا۔ وہ آدمی اپنے خادم کو شیخ کے پاس لے کر آیا، پورا قصہ آپ کے سامنے بیان کر دیا اور خادم کو معاف کرنے کی آپ سے درخواست کی آپ نے اس کو معاف کر کے اس کے لیے دعا فرمائی، تب درد جاتا رہا۔ (ملخصا الحیات بعد الممات ص۱۳۰ طبع سانگہ ہل)

مولوی کو خادم کے کیے کی بھی غیبی طور پر خبر ہوئی، اور خادم کے پیٹ میں سخت درد اٹھنا پھر مولوی کی دعا سے درد دور ہونا سب امر واقعہ ہے مگر انبیاء و اولیاء کے لیے یہ سب ماننا شرک ہے یہ ان لوگوں کی توحید ہے پھر یہی بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کسی کو خط میں لکھا کہ خدا تمہیں صالح اولاد عطا فرمائے گا جو تعداد میں زیادہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ملخصاً الحیات بعد الحمات ص ۱۸۷)

ابن تیمیہ مشکل کشا ہے

بسا اوقات آپ (ابن تیمیہ) کی توجہ سے مشکلات حل ہو جاتیں۔

(سیرت امام ابن تیمیہ ص ۹۹ طبع لاہور)

ہمیں ایک ایسی فتح نصیب ہوئی ہے جس کا گمان تک نہ تھا۔ ہمارے اعداء کو یقین تھا۔ کہ ہم زندہ نہیں لوٹیں گے۔ لیکن اس مشکل کشا نے ہماری مشکلوں کو یوں حل کیا کہ دنیا حیرت زندہ ہو گئی۔ (سیرت امام ابن تیمیہ ص ۱۱۶)

حضور سیّد عالم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنے والے تو ان نام نہاد موحدین کے نزدیک مشرک ہیں مگر اپنے بڑے کو مشکل کشا کہنا عین ایمان ہے۔ یہ رسول دشمن کی وجہ سے ہے۔

ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی بھی مشکل کشا ہے:

علی بن عبد الکریم بغدادی کی لڑکی کو مرض رمد (فتور نظر) لاحق ہو گیا اسے خیال آیا کہ ابن تیمیہ کی خاک تربت (قبر کی مٹی) لڑکی کی آنکھوں میں ڈالے چنانچہ وہ قبر پر گیا۔ وہاں ایک اور بغدادی اسی مقصد کے لیے خاک جمع کر رہا تھا۔ علی بن عبد الکریم کی عقیدت اور بڑھ گئی اس نے خاک لی بچی کی آنکھوں میں ڈالی۔ اور لڑکی دوسری صبح کو تندرست ہو کر اٹھی۔

(ابن تیمیہ ص ۹۹)

اللہ اکبر دیکھ رہے ہیں، مولوی صاحب کی ذات تو بہت دور کی بات ان کی قبر کی مٹی بھی شفا دیتی ہے۔ مشکل کشائی کرتی ہے۔ مگر رسول محترم حبیب اعظم ﷺ کے متعلق تو ان کی

زبان پر یوں ہوتا ہے کہ محمد ﷺ اپنی ذات کے لیے بھی نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں۔ نعوذ باللہ رسول کائنات ﷺ سے دشمنی اس سے بڑھ کراور کیا ہوگی۔

نتیجہ کلام:

قارئین کرام! وہابیوں دیوبندیوں نے جو رسول کائنات حبیب خدا تعالیٰ ﷺ اور دیگر انبیاء واولیاء سے اس قدر دشمنی عداوت بغض اور بے وفائی کا ثبوت دیا ہے کہ آج تک کسی علانیہ کافر نے ایسا نہ کیا ہوگا ان کے اتنے کثیر حوالہ جات فقیر کے ذہن میں متحضر ہیں اگر میں لکھتا جاؤں اور صرف ان کی رسول دشمنی ہی موضوع ہو تو کئی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ مگر اختصار مانع ہے مزید تحقیق کے شائق فقیر کے ساتھ خط وکتابت کر سکتے ہیں۔

ضمیر کا فیصلہ:

وہابیہ دیوبندیہ کے ان واقعات کے اختتام پر میں آپ کے ضمیر کا ایک کھلا ہوا فیصلہ چاہتا ہوں جو انصاف وحقیقت پر مبنی ہو اور غیر جانبداری سے ہو۔ گزشتہ صفحات میں وہابیہ دیوبندیہ کے اکابر علماء کے جو واقعات آپ نے پڑھے، اس کے راوی بھی وہابی دیوبندی علماء ہی ہیں جو ان کے نزدیک قابل اعتماد اور انہی کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے اب یہ الزام ناقابلِ تردید ہو گیا۔ کہ جن عقائد کو یہی وہابی دیوبندی محبوب خدا نور مجسم ﷺ اور دیگر انبیاء واولیاء کے متعلق شرک کہتے ہیں اور اسے کفر قرار دیتے ہیں انہی عقائد کو اپنے اکابر علماء کے حق میں کیوں کر عین ایمان ٹھہرالیا ہے۔

اور وہ بھی صرف ایک دو کے بارے میں ہمیں اسی طرح کی روایت ملتی۔ تو ہم اسے سوء اتفاق یا لغزش قلم پر محمول کر لیتے، مگر اتنے سارے وہابی دیوبندی اکابر کے متعلق ایک ہی طرح کے واقعات کا تسلسل کیا ہمیں یہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتا۔ کہ جس طرح انبیاء و اولیاء کے متعلق انہی عقائد کے انکار ونفی کے سوال پر سب وہابی دیوبندی متفق بالکل اسی طرح اپنے وہابی دیوبندی اکابر کے حق میں انہی نظریات کے اقرار واثبات کے سوال پر بھی سب متحد ہیں متفق ہیں۔ یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ ایک ہی طرح کے عقائد ونظریات کو انبیاء و

اولیاء کے حق میں وہابیہ دیو بندیہ نے کفر و شرک قرار دیا، انہی عقائد و نظریات کو اپنے اکابرین دیو بند و نجد کے حق میں امر واقعہ مانا اور عین ایمان ٹھہرالیا۔

اگر واقعی وہ عقائد و نظریات اور صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں تھے۔ اور کسی مخلوق کے لیے ماننا کفر و شرک نہ تھا۔ تو انبیاء و اولیاء کے حق میں شرک کا حکم کیوں صادر کیا۔

اگر وہ عقائد و نظریات اور کمالات خدا کے ساتھ مخصوص تھے اور کسی مخلوق کے حق میں ماننا کفر و شرک تھا۔ تو پھر انہی عقائد و نظریات کو اپنے اکابرین و دیو بند نجد کے لیے مان کر عین ایمان کیوں ٹھہرایا۔

انہی سوالات کے جوابات کے لیے میں آپ کے ضمیر کا فیصلہ چاہتا ہوں اس کے علاوہ بھی اگر کوئی جواب ہو سکتا ہے۔ تو بتائیے کہ جسے اپنا سمجھا، اس کے فضائل و کمالات کے اعتراف کے لیے کوئی جگہ نہیں بھی تھی تو بھی بنالی گئی۔ اور جسے بیگانہ سمجھا اس کے فضائل و کمالات کے کروڑوں شواہد و دلائل کے ہوتے ہوئے بھی ان کو چھپانے کی اور نہ ماننے کی بیماری کی وجہ سے ماننے پر کفر و شرک کے فتوے صادر کیے۔

فیصلہ دیتے وقت اس بات کو سوچ لیجئے گا۔ کہ خدا دیکھ رہا ہے اور قبر و حشر میں آپ کو اپنے فیصلہ پر پچھتانا نہ پڑے۔

زاویہ پبلشرز
C-8 (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ. لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466
Email: zaviapublishers@yahoo.com
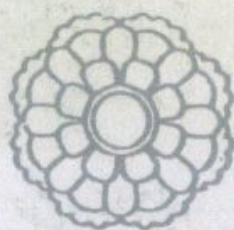
زاویہ پبلشرز
C-8 (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
Ph: 042-7248657-7112954
Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@yahoo.com